نام کتاب : اُصول الشاشی مترجم مع سوالات ہزاروی

موضوع : اُصولِ فقہ

زبان : عربی، اُردو

مترجم : مفتی محمد صدیق ہزاروی (شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ لاہور)
(متحدہ علماء بورڈ پنجاب سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان)

نظرثانی و پروف ریڈنگ : حضرت علامہ مولانا دل محمد چشتی صاحب
(سینئر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

کمپوزنگ : زین کمپوزنگ سنٹر لاہور

صفحات : 184

سن اشاعت : یکم مئی 2019ء بمطابق شعبان 1440ھ

ھدیہ : =/140 روپے

ناشر : مکتبہ اعلیٰ حضرت (دربار مارکیٹ لاہور)

رابطہ : 042-37247301

0315 / 0300-8842540

جاز زونگ

نوٹ: اس کتاب کی پروف ریڈنگ مصنف نے انتہائی احتیاط کے ساتھ کی ہے۔ تاہم بشری تقاضے کے مطابق اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو قارئین سے گزارش ہے کہ ادارہ کو لازماً مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اُس لفظی غلطی کو درست کیا جاسکے۔ ادارہ آپ کا شکر گزار ہوگا۔

فہرست

کچھ ابوحنظلہ کے قلم سے

الحمد للہ علی احسانہ! مکتبہ اعلیٰ حضرت اپنے ذوقِ مطالعہ کے مطابق علمی و تحقیقی مواد پر مشتمل کتب گاہے فوقتاً اپنے قارئین کے لیے پیش کرتا رہتا ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی زیرِ نظر کتاب اُصول الشاشی مترجم مع سوالات ہزاروی ہے جو کہ ادارہ سے شائع شدہ اُصول الشاشی کی جامع شرح صدیق الحواشی فی توضیح أصول الشاشی سے اَخذ شدہ ہے۔ اس کتاب میں طلبہ و طالبات کی آسانی کے لیے اُصولِ الشاشی کا عربی متن مع اعراب اُس کا ترجمہ اور آخر میں چاروں ابحاث کے متعلق تقریباً کل 207 سوالات درج کیے گئے ہیں جو کہ امتحانی نقطہ نظر سے بھی انتہائی مفید ہوں گے۔

چونکہ فی زمانہ طلباء وطالبات کسی بھی کتاب کو مختصر، جامع اور آسان فہم انداز میں سمجھنا اور پڑھنا چاہتے ہیں نیز اساتذہ کرام کی بھی یہی کوشش ہوتی ہے اسی بات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے طلبہ و طالبات کے لیے یہ کتاب شائع کی جا رہی ہے ہمیں اُمید ہے کہ اساتذہ و طلبہ اُصول الشاشی کے اسباق اور امتحانات کی تیاری کے لیے اسے انتہائی مفید ومعاون پائیں گے۔

البتہ اتنی گذارش ضرور کروں گا کہ اُصول الشاشی کی مکمل فہم حاصل کرنے کے لیے مصنف مدظلہ العالی کی کتاب صدیق الحواشی فی توضیح أصول الشاشی کا مطالعہ لازم وضرور فرمائیں۔ نیز مدرسین سے بالخصوص گزارش ہے کہ طلباء اکرام بالخصوص طالبات کی بہتر رہنمائی کے لیے مصنف موصوف کے قلم سے تحریر کردہ ھدایہ کی کتاب الطلاق اور کتاب النکاح بنام صدیق الھدایہ اور "علم المیراث" کی مشہور کتاب السراجی کے عربی متن، ترجمہ، توضیح مع امتحانی سوالات پر مشتمل کتاب صدیق الحواشی فی توضیح السراجی کو بھی ضرور مطالعہ کریں اور طلبہ و طالبات کی اس طرف رہنمائی فرمائیں۔

آخر میں شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی اور حضرت علامہ مولانا دل محمد چشتی صاحب سینئر مدرس جامعہ نظامیہ لاہور کا شکر گزار ہوں کہ جن کے تعاون سے زیرِ نظر کتاب اپنی علمی و تحقیقی منازل طے کرتی ہوئی آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ نیز تمام معاونین کا جن کی کوششوں سے کتاب بہتر سے بہتر صورت میں آپ تک پہنچی ہے۔ اللہ کریم سے دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو ہم سب کے لیے ذریعہ نجات بنائیں۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

خادم العلم والعلماء

محمد اجمل قادری عطاری

28 اپریل 2019ء بمطابق 22 شعبان المعظم 1440ھ

خطبہ کتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَعْلٰى مَنْزِلَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِكَرِيْمِ خِطَابِهٖ، وَرَفَعَ دَرَجَةَ الْعَالِمِيْنَ بِمَعَانِيْ كِتَابِهٖ، وَخَصَّ الْمُسْتَنْبِطِيْنَ مِنْهُمْ بِمَزِيْدِ الْإِصَابَةِ وَثَوَابِهٖ، وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ وَأَصْحَابِهٖ، وَالسَّلَامُ عَلٰى أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَحْبَابِهٖ. وَبَعْدُ: فَإِنَّ أُصُوْلَ الْفِقْهِ أَرْبَعَةٌ: كِتَابُ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ ﷺ وَإِجْمَاعُ الْأُمَّةِ، وَالْقِيَاسُ. فَلَا بُدَّ مِنَ الْبَحْثِ فِيْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْأَقْسَامِ؛ لِيُعْلَمَ بِذٰلِكَ طَرِيْقُ تَخْرِيْجِ الْأَحْكَامِ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اس ذات کے لیے (ثابت) ہیں جس نے مومنوں کا مرتبہ اپنے کریم خطاب کے ذریعے بلند کیا، اور اپنی کتاب (قرآن مجید) کے معانی جاننے والے (علماء) کو بلند درجہ عطا فرمایا اور ان میں سے استنباط (اجتہاد) کرنے والوں کو مزید حق تک پہنچنے اور ثواب کے ساتھ خاص کیا۔ اور رحمت کاملہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام (اور اہل بیت اطہار) پر ہو۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں (آپ کے اساتذہ اور شاگردوں) پر سلام ہو۔ اور حمد وصلوٰۃ کے بعد! پس بے شک فقہ کے اُصول چار ہیں۔ اللہ کی کتاب (قرآن مجید)، سنت رسول ﷺ، اجماع اور قیاس۔ پس ان اقسام میں سے ہر قسم میں بحث کرنا ضروری ہے تاکہ اس (بحث) کے ذریعے احکام نکالنے کا طریقہ معلوم ہو سکے۔

پہلی بحث کتاب اللہ (قرآن پاک) کے بارے

فصل: خاص اور عام کا بیان

① **فَصْلٌ: فِي الْخَاصِّ وَالْعَامِّ:** فَالْخَاصُّ: لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مَعْلُوْمٍ، أَوْ لِمُسَمًّى مَعْلُوْمٍ عَلَى الْاِنْفِرَادِ، كَقَوْلِنَا فِيْ تَخْصِيْصِ الْفَرْدِ: فَزَيْدٌ، وَفِيْ تَخْصِيْصِ النَّوْعِ: رَجُلٌ، وَفِيْ تَخْصِيْصِ الْجِنْسِ: إِنْسَانٌ. وَحُكْمُ الْخَاصِّ مِنَ الْكِتَابِ: وُجُوْبُ الْعَمَلِ بِهٖ لَا مُحَالَةَ. فَإِنْ قَابَلَهٗ خَبَرُ الْوَاحِدِ أَوِ الْقِيَاسُ، فَإِنْ أَمْكَنَ

اَلْجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِدُوْنِ تَغْيِيْرٍ فِيْ حُكْمِ الْخَاصِ يُعْمَلُ بِهِمَا، وَإِلَّا يُعْمَلُ بِالْكِتَابِ وَيُتْرَكُ مَا يُقَابِلُهُ.

ترجمہ: پس خاص وہ لفظ ہے جو (ایسے) معلوم معنی یا (ایسے) معلوم مسمّٰی کے لیے وضع کیا گیا ہو جو (دیگر افراد سے) منفرد ہو جس طرح فرد کی تخصیص میں ہمارا قول "زید"، نوع کی تخصیص میں "رجل" اور جنس کی تخصیص میں "انسان"۔

کتاب کے خاص کا حکم یہ ہے کہ اس پر لازمی طور پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ پس اگر اس کے مقابلے میں خبرِ واحد یا قیاس آ جائے تو اگر خاص کے حکم میں تبدیلی کے بغیر دونوں کو جمع کرنا ممکن ہو تو دونوں پر عمل کیا جائے گا ورنہ قرآن پر عمل کیا جائے گا اور جو اس کی مقابل ہے اسے چھوڑ دیا جائے گا۔

احناف وشوافع کے اختلاف پر تخریج احکام

(۲) فَيُخَرَّجُ عَلَى هٰذَا حُكْمُ الرَّجْعَةِ فِي الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ وَزَوَالُهُ، وَتَصْحِيْحُ نِكَاحِ الْغَيْرِ وَإِبْطَالُهُ، وَحُكْمُ الْحَبْسِ وَالْإِطْلَاقِ، وَالْمَسْكَنِ وَالْإِنْفَاقِ، وَالْخُلْعِ وَالطَّلَاقِ، وَتَزَوُّجِ الزَّوْجِ بِأُخْتِهَا وَأَرْبَعٍ سِوَاهَا، وَأَحْكَامُ الْمِيْرَاثِ مَعَ كَثْرَةِ تَعْدَادِهَا. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ أَزْوَاجِهِمْ﴾ [1] خَاصٌّ فِي التَّقْدِيْرِ الشَّرْعِيِّ، فَلَا يُتْرَكُ الْعَمَلُ بِهِ بِاعْتِبَارِ أَنَّهُ عَقْدٌ مَالِيٌّ فَيُعْتَبَرُ بِالْعُقُوْدِ الْمَالِيَّةِ، فَيَكُوْنُ تَقْدِيْرُ الْمَالِ فِيْهِ مَوْكُوْلًا إِلَى رَأْيِ الزَّوْجَيْنِ كَمَا ذَكَرَهُ الشَّافِعِيُّ رحمه الله.

وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [2] خَاصٌّ فِيْ وُجُوْدِ النِّكَاحِ مِنَ الْمَرْأَةِ، فَلَا يُتْرَكُ الْعَمَلُ بِهِ بِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ بَاطِلٌ بَاطِلٌ».

ترجمہ: پس اس (اختلاف) کی بنیاد پر تیسرے حیض میں رجوع کرنے اور نہ کرنے اس (مطلقہ عورت) کے غیر سے نکاح کے صحیح ہونے اور اس کے باطل ہونے، عورت کو روکنے اور چھوڑنے، اس پر خرچ کرنے، خلع اور طلاق، خاوند کے اس کی بہن سے نکاح کرنے اور اس

[1] سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۰ [2] سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۳۰

کے علاوہ چار عورتوں سے نکاح اور وراثت کے بے شمار احکام نکالے جاتے ہیں۔

اور اسی طرح ارشادِ خداوندی ہے: قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ أَزْوَاجِهِمْ "تحقیق ہم جانتے ہیں جو ہم نے ان کی بیویوں کے بارے میں ان پر فرض کیا" یہ اس بارے میں خاص ہے کہ (مہر) شریعت نے مقرر کیا ہے لہٰذا اس وجہ سے اس پر عمل کو چھوڑا نہیں جائے گا کہ یہ مالی عقد ہے پس اس کو مالی معاملات پر قیاس کیا جائے گا اور مہر کا مقرر کرنا میاں بیوی کی رائے کے سپرد ہو گا جس طرح حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا۔

"اور اسی طرح ارشادِ خداوندی ہے: حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ "حتی کہ وہ عورت کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرے" یہ (تنکح) اس بارے میں خاص ہے کہ عورت کی جانب سے نکاح پایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اس حدیث کی وجہ سے جس میں حضور ﷺ سے مروی ہے کہ جو عورت اپنا نکاح ولی کے بغیر کرے اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے۔ قرآن پاک کے خاص پر عمل کو چھوڑا نہیں جائے گا۔

عام کی بحث

(۳) وَأَمَّا الْعَامُّ فَنَوْعَانِ: عَامٌّ خُصَّ عَنْهُ الْبَعْضُ، وَعَامٌّ لَمْ يُخَصَّ عَنْهُ شَيْءٌ، فَالْعَامُّ الَّذِيْ لَمْ يُخَصَّ عَنْهُ شَيْءٌ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْخَاصِّ فِيْ حَقِّ لُزُوْمِ الْعَمَلِ بِهِ لَا مَحَالَةَ.

"پس عام کی دو قسمیں ہیں: وہ عام جس سے بعض کو خاص کیا گیا اور وہ عام جس سے بعض کو خاص نہیں کیا گیا۔ پس وہ عام جس سے بعض کو خاص نہیں کیا گیا اس پر عمل بہر حال لازم ہوتا ہے اس اعتبار سے وہ خاص کی طرح ہوتا ہے۔"

عام غیر مخصوص البعض کی مثال

(۴) وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا قُطِعَ يَدُ السَّارِقِ بَعْدَ مَا هَلَكَ الْمَسْرُوْقُ عِنْدَهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الضَّمَانُ؛ لِأَنَّ الْقَطْعَ جَزَاءُ جَمِيْعِ مَا اكْتَسَبَهُ السَّارِقُ، فَإِنَّ كَلِمَةَ مَا عَامَّةٌ، يَتَنَاوَلُ جَمِيْعَ مَا وُجِدَ مِنَ السَّارِقِ، وَبِتَقْدِيْرِ إِيْجَابِ الضَّمَانِ يَكُوْنُ الْجَزَاءُ هُوَ الْمَجْمُوْعُ، وَلَا يُتْرَكُ الْعَمَلُ بِهِ بِالْقِيَاسِ عَلَى الْغَصَبِ.

''اور اس بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب چوری کا مال چور کے پاس ہلاک ہونے کے بعد اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو اس پر (مال کی) ضمان نہیں ہوگی کیونکہ ہاتھ کاٹنا اس تمام عمل کا بدلہ ہے جس کا چور نے کسب کیا ہے۔ اس لیے کہ مال (جزاء بما کسبا میں جو ما ہے) عام ہے اور اس تمام عمل کو شامل ہے جو چور سے پایا گیا۔ اور ضمان واجب کرنے کی صورت میں سزا دونوں باتوں (ہاتھ کاٹنا اور مال کی ضمان) کا مجموعہ ہوگی۔ اور غصب پر قیاس کی وجہ سے اس (عام) پر عمل کو چھوڑا نہیں جائے گا۔''

کلمہ ''ما'' کے عام ہونے کی دلیل اور قرآنی مثالیں

⑤ وَالدَّلِيْلُ عَلٰى أَنَّ كَلِمَةَ مَا عَامَّةٌ مَا ذَكَرَهُ مُحَمَّدٌ رحمہ اللہ إِذَا قَالَ الْمَوْلٰى لِجَارِيَتِهٖ: إِنْ كَانَ مَا فِيْ بَطْنِكِ غُلَامًا فَأَنْتِ حُرَّةٌ، فَوَلَدَتْ غُلَامًا وَجَارِيَةً لَا تُعْتَقُ. وَبِمِثْلِهٖ نَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ ① فَإِنَّهٗ عَامٌّ فِيْ جَمِيْعِ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ، وَمِنْ ضُرُوْرَتِهٖ عَدَمُ تَوَقُّفِ الْجَوَازِ عَلٰى قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ، وَجَاءَ فِي الْخَبَرِ لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

ترجمہ: ''اور اسی کی مثل ہم اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہتے ہیں۔ ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ ''اس بات پر دلیل کہ کلمہ ما عام ہے حضرت امام محمدؒ کا قول جو آپ نے ذکر فرمایا کہ جب آقا نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جو کچھ تیرے پیٹ میں ہے اگر وہ لڑکا ہے تو تو آزاد ہے۔ پس اس کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی تو وہ آزاد نہیں ہوگی۔ (پس تم پڑھو جو تمہیں قرآن سے آسان لگے) تو یہ تمام قرآن میں سے جو آسان لگے، سب کو شامل ہے کسی سورت کے ساتھ خاص نہیں اور اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ (نماز کا) جواز صرف سورۃ فاتحہ کی قرأت پر موقوف نہیں۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ پس ہم نے ان دونوں پر اس طرح عمل کیا جس سے قرآن پاک کا حکم تبدیل نہیں ہوا وہ اس طرح کہ ہم حدیث شریف کو کمال کی نفی پر محمول کرتے ہیں حتیٰ کہ قرآن پاک کے حکم سے مطلق قرأت فرض ہوگی اور حدیث پاک کی وجہ سے سورۃ فاتحہ کی قرأت واجب ہوگی۔

⑥ وَقُلْنَا كَذٰلِكَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ ② إِنَّهٗ يُوْجِبُ حُرْمَةَ مَتْرُوْكِ التَّسْمِيَةِ عَامِدًا، وَجَاءَ فِي الْخَبَرِ: «أَنَّهٗ ﷺ سُئِلَ عَنْ

① سورۃ المزمل، آیت: ۲۰ ② سورۃ الانعام، آیت: ۱۲۱

مَتْرُوْكِ التَّسْمِيَةِ عَامِدًا، فَقَالَ: كُلُوْهُ، فَإِنَّ تَسْمِيَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ قَلْبِ كُلِّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ». فَلَا يُمْكِنُ التَّوْفِيْقُ بَيْنَهُمَا، لِأَنَّهٗ لَوْ ثَبَتَ الْحِلُّ بِتَرْكِهَا عَامِدًا لَثَبَتَ الْحِلُّ بِتَرْكِهَا نَاسِيًا، فَحِيْنَئِذٍ يَرْتَفِعُ حُكْمُ الْكِتَابِ. فَيُتْرَكُ الْخَبَرُ.

ترجمہ: اور ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں بھی اسی طرح ہے ارشادِ خداوندی ہے: وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور اس چیز (ذبیحہ) سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے تو اس سے اس (ذبیحہ) کا حرام ہونا لازم آتا ہے۔ جس پر ذبح کرتے وقت جان بوجھ کر بسم اللہ نہ پڑھی گئی، تو آپ نے فرمایا کھاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام ہر مومن کے دل میں ہے تو قرآن پاک کے حکم اور اس حدیث میں موافقت ممکن نہیں کیونکہ اس حدیث پر عمل کیا جائے تو قرآن پاک کے حکم پر عمل نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑنے سے جانور حلال رہتا ہے تو بھول کر چھوڑنے سے بھی حلال ہوگا تو حرام ہونے کی کوئی صورت باقی نہ رہی لہٰذا یہاں قرآن کے مقابلے میں حدیث کو ترک کیا جائے گا۔

⑦ وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ أَرْضَعْنَكُمْ﴾ ① يَقْتَضِيْ بِعُمُوْمِهٖ حُرْمَةَ نِكَاحِ الْمُرْضِعَةِ، وَقَدْ جَاءَ فِي الْخَبَرِ: «لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ، وَلَا الْإِمْلَاجَةُ وَلَا الْإِمْلَاجَتَانِ». فَلَمْ يُمْكِنِ التَّوْفِيْقُ بَيْنَهُمَا، فَيُتْرَكُ الْخَبَرُ.

ترجمہ: اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے: وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ أَرْضَعْنَكُمْ اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا (وہ تم پر حرام ہیں) اس کا عموم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ دودھ پلانے والی (دودھ پینے والے پر) حرام ہو اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک یا دو کش لگائے اور ایک یا دو مرتبہ پستان منہ میں ڈالنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ چونکہ ان دونوں میں موافقت ممکن نہیں اس لیے حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا۔

عام مخصوص البعض

⑧ وَأَمَّا الْعَامُّ الَّذِيْ خُصَّ عَنْهُ الْبَعْضُ، فَحُكْمُهٗ: أَنَّهٗ يَجِبُ الْعَمَلُ بِهٖ فِي الْبَاقِيْ مَعَ الْاِحْتِمَالِ، فَإِذَا قَامَ الدَّلِيْلُ عَلٰى تَخْصِيْصِ الْبَاقِيْ يَجُوْزُ تَخْصِيْصُهٗ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ أَوِ الْقِيَاسِ إِلٰى أَنْ يَبْقَى الثَّلَاثُ، وَبَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَجُوْزُ، تَخْصِيْصُهٗ

① سورۃ النساء، آیت: ۲۳

فَيَجِبُ الْعَمَلُ بِهٖ. وَإِنَّمَا جَازَ ذٰلِكَ؛ لِأَنَّ الْمُخَصِّصَ الَّذِي أَخْرَجَ الْبَعْضَ عَنِ الْجُمْلَةِ لَوْ أَخْرَجَ بَعْضًا مَجْهُوْلًا يَثْبُتُ الْاِحْتِمَالُ فِي كُلِّ فَرْدٍ مُعَيَّنٍ، فَجَازَ أَنْ يَّكُوْنَ بَاقِيًا تَحْتَ حُكْمِ الْعَامِ، وَجَازَ أَنْ يَّكُوْنَ دَاخِلًا تَحْتَ دَلِيْلِ الْخُصُوْصِ فَاسْتَوٰى الطَّرَفَانِ فِي حَقِّ الْمُعَيَّنِ. فَإِذَا قَامَ الدَّلِيْلُ الشَّرْعِيُّ عَلٰى أَنَّهٗ مِنْ جُمْلَةِ مَا دَخَلَ تَحْتَ دَلِيْلِ الْخُصُوْصِ تَرَجَّحَ جَانِبُ تَخْصِيْصِهٖ. وَإِنْ كَانَ الْمُخَصِّصُ أَخْرَجَ بَعْضًا مَعْلُوْمًا عَنِ الْجُمْلَةِ جَازَ أَنْ يَّكُوْنَ مَعْلُوْلًا بِعِلَّةٍ مَوْجُوْدَةٍ فِي هٰذَا الْفَرْدِ الْمُعَيَّنِ، فَإِذَا قَامَ الدَّلِيْلُ الشَّرْعِيُّ عَلٰى وُجُوْدِ تِلْكَ الْعِلَّةِ فِي غَيْرِ هٰذَا الْفَرْدِ الْمُعَيَّنِ تَرَجَّحَ جِهَةُ تَخْصِيْصِهٖ. فَيُعْمَلُ بِهٖ مَعَ وُجُوْدِ الْاِحْتِمَالِ.

ترجمہ: وہ عام جس (کے حکم) سے بعض کو خاص کیا گیا اس کا حکم یہ ہے کہ باقی (افراد) میں عمل کرنا احتمال کے ساتھ واجب ہے پس جب باقی کی تخصیص پر دلیل قائم ہو جائے تو اس کی تخصیص خبر واحد اور قیاس کے ساتھ ہو سکتی ہے یہاں تک کہ تین افراد باقی رہ جائیں، اس کے بعد جائز نہیں پس اس پر عمل واجب ہوگا۔ اور یہ اس لیے جائز ہے کہ مُخَصِّص (تخصیص کی دلیل) نے تمام میں سے جن بعض کو نکالا تو اگر بعض مجہول کو نکالا تو یہ احتمال ہر معین فرد میں ہوگا تو جائز ہے کہ باقی افراد عام کے حکم کے تحت ہو اور جائز ہے کہ دلیل خصوص کے تحت داخل ہو پس معین کے حق میں دونوں طرفین برابر ہو گئیں پس جب شرعی دلیل اس بات پر قائم ہو جائے کہ یہ (فرد معین) ان تمام افراد میں سے ہے جو دلیل خصوص کے تحت داخل ہیں تو اس کی تخصیص والی جانب کو ترجیح حاصل ہو جائے گی۔ اور اگر مُخَصِّص (دلیل تخصیص) نے بعض معلوم کو تمام افراد میں سے نکالا تو جائز ہے اس میں کوئی علت پائی جاتی ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس معین فرد کے غیر میں بھی موجود ہو۔ پس جب اس فرد معین کی غیر میں اس علت کے پائے جانے پر دلیل شرعی قائم ہو گی تو اس کی تخصیص کی جہت کو ترجیح حاصل ہو گی اور احتمال کے باوجود اس پر عمل کیا جائے گا۔

فصل: مطلق اور مقید کا بیان

٩ فَصْلٌ: فِي الْمُطْلَقِ وَالْمُقَيَّدِ. ذَهَبَ أَصْحَابُنَا إِلٰى أَنَّ الْمُطْلَقَ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِذَا أَمْكَنَ الْعَمَلُ بِإِطْلَاقِهٖ، فَالزِّيَادَةُ عَلَيْهِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ وَالْقِيَاسِ لَا

يَجُوْزُ. مِثَالُهٗ: فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ﴾ ❶ فَالْمَأْمُوْرُ بِهٖ هُوَ الْغَسْلُ عَلَى الْإِطْلَاقِ، فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ شَرْطُ النِّيَّةِ وَالتَّرْتِيْبِ وَالْمُوَالَاةِ وَالتَّسْمِيَةِ بِالْخَبَرِ، وَلٰكِنْ يُعْمَلُ بِالْخَبَرِ عَلٰى وَجْهٍ لَا يَتَغَيَّرُ بِهٖ حُكْمُ الْكِتَابِ. فَيُقَالُ: اَلْغَسْلُ الْمُطْلَقُ فَرْضٌ بِحُكْمِ الْكِتَابِ، وَالنِّيَّةُ سُنَّةٌ بِحُكْمِ الْخَبَرِ.

ترجمہ: یہ فصل مطلق اور مقید کے بیان میں ہے۔ ہمارے (حنفی) اصحاب اس طرف گئے ہیں کہ اللہ کی کتاب کے مطلق پر جب تک بطور مطلق عمل ممکن ہو تو اس پر خبر واحد اور قیاس کے ذریعے اضافہ کرنا جائز نہیں اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ''پس اپنے چہروں کو دھوؤ'' تو اس میں جس بات کا حکم ہے وہ محض دھونا ہے اور یہ مطلق ہے لہٰذا اس پر حدیث سے نیت، ترتیب، تسلسل اور بسم اللہ پڑھنے کی شرط کا اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اس حدیث پر اس طرح عمل کیا جائے گا کہ اس کی وجہ سے قرآن پاک کے حکم میں تبدیلی نہ آئے پس کہا جائے گا کہ مطلق دھونا کتاب اللہ کے حکم سے فرض ہے اور نیت حدیث کے حکم کے تحت سنت ہے۔

١٠ وَكَذٰلِكَ قُلْنَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ ❷ إِنَّ الْكِتَابَ جَعَلَ جَلْدَ الْمِائَةِ حَدًّا لِلزِّنَا، فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ التَّغْرِيْبُ حَدًّا؛ لِقَوْلِهٖ ﷺ: «اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ» بَلْ يُعْمَلُ بِالْخَبَرِ عَلٰى وَجْهٍ لَا يَتَغَيَّرُ بِهٖ حُكْمُ الْكِتَابِ، فَيَكُوْنُ الْجَلْدُ حَدًّا شَرْعِيًّا بِحُكْمِ الْكِتَابِ، وَالتَّغْرِيْبُ مَشْرُوْعًا سِيَاسَةً بِحُكْمِ الْخَبَرِ.

ترجمہ: اور اسی طرح ہم اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہتے ہیں: اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ''زانی مرد اور عورت ہر ایک کو سو کوڑے مارو'' قرآن پاک نے سو کوڑے مارنے کو زنا کی حد قرار دیا لہٰذا اس پر حضور ﷺ کے اس قول کی وجہ سے کہ کنوارہ مرد کنواری عورت سے زنا کرے تو سو کوڑے مارنا ہے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کرنا ہے۔ جلاوطنی کی سزا کا (بطور حد) اضافہ نہیں کیا جائے گا بلکہ حدیث پر اس طرح عمل کیا جائے گا کہ کتاب اللہ کا حکم نہ بدلے پس کوڑے مارنا شرعی سزا ہوگی اور یہ قرآن کا حکم ہے اور حدیث کی وجہ سے ایک سال جلاوطن کرنا سیاست (حکمت) کے طور پر جائز ہوگا۔

❶ سورۃ المائدہ، آیت: ٦ ❷ سورۃ النور، آیت: ٢

⑪ وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴾ ◆١ مُطْلَقٌ فِي مُسَمَّى
الطَّوافِ بِالْبَيْتِ، فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ شَرْطُ الْوُضُوْءِ بِالْخَبَرِ، بل يُعْمَلُ بِهٖ عَلٰى وَجْهٍ
لَا يَتَغَيَّرُ بِهٖ حكمُ الكتَابِ، وَيَكُوْنُ الْوُضُوْءُ وَاجِبًا بِحُكْمِ الْخَبَرِ، فَيُجْبَرُ
النقصانُ اللَّازِمُ بِتَرْكِ الْوُضُوْءِ الْوَاجِبِ بِالدَّمِ. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿وَارْكَعُوْا
مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴾ ◆٢ مُطْلَقٌ فِي مُسَمَّى الرَّكُوْعِ، فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ شرطُ التَّعْدِيْلِ
بحكمِ الْخَبَرِ، وَلٰكِنْ يُعْمَلُ بِالْخَبَرِ عَلٰى وَجْهٍ لَا يَتَغَيَّرُ بِهٖ حكمُ الْكِتَابِ
فَيَكُوْنُ مُطْلَقُ الركوعِ فَرْضًا بِحُكْمِ الْكِتَابِ، وَالتَّعْدِيْلُ وَاجِبًا بِحُكْمِ الْخَبَرِ

ترجمہ: اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ کہ چاہیے کہ وہ قدیم گھر (خانہ کعبہ) کا طواف کریں، بیت اللہ شریف کے طواف میں یہ مطلق حکم ہے۔ لہٰذا حدیث شریف کی وجہ سے اس پر وضو کی شرط کا اضافہ نہیں کیا جائے گا بلکہ حدیث پر اس طرح عمل کیا جائے گا کہ قرآن پاک کے مطلق میں کوئی تبدیلی نہ آئے یعنی قرآن پاک کے حکم کے مطابق مطلق طواف فرض ہوگا اور حدیث شریف کی وجہ سے وضو واجب ہوگا۔ اور اگر کسی شخص نے وضو کے بغیر طواف کیا تو واجب کے ترک کی وجہ سے اس پر دم لازم آئے گا (یعنی جانور ذبح کرنا ہوگا)۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قول: وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ ''رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ''۔ جس چیز کو رکوع کہا جاتا ہے اس میں یہ (حکم) مطلق ہے لہٰذا حدیث کی وجہ سے اس پر تعدیل ارکان (ٹھہر ٹھہر کر اطمینان ادا کرنے) کی شرط نہیں لگائی جائے گی۔ لیکن حدیث شریف پر اس طرح عمل کیا جائے گا کہ کتاب اللہ کے حکم میں تبدیلی نہ آئے۔ پس کتاب اللہ کے حکم سے مطلق رکوع فرض ہوگا اور حدیث شریف کی بنیاد پر تعدیل واجب ہوگی۔

چند متفرق مسائل

⑫ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: يَجُوْزُ التَّوَضُّؤُ بِمَاءِ الزَّعْفَرانِ، وَبِكُلِّ ماءٍ خَالَطَهٗ
شَيْءٌ طَاهِرٌ فَغَيَّرَ أَحَدَ أَوْصَافِهٖ؛ لِأَنَّ شرطَ الْمَصِيْرِ إِلَى التَّيَمُّمِ عَدَمُ مُطْلَقِ
الماءِ، وَهٰذَا قد بَقِيَ مَاءٌ مُطْلَقًا، فَإِنَّ قَيْدَ الْإِضَافَةِ مَا أَزَالَ عَنْهُ اِسْمَ الْمَاءِ، بَلْ
قَرَّرَهٗ فَيَدْخُلُ تَحْتَ حكمِ مُطلقِ الماءِ، وَكَانَ شرطُ بَقَائِهٖ عَلٰى صِفَةِ الْمُنَزَّلِ مِنَ

◆١ سورۃ الحج، آیت: ۲۹ ◆٢ سورۃ البقرۃ، آیت: ۴۳

السَّمَاءِ قَيْدًا لِهٰذَا الْمُطْلَقِ. وَبِهٖ يَخْرُجُ حُكْمُ مَاءِ الزَّعْفَرانِ وَالصَّابُوْنِ
وَالْأُشْنَانِ وَأَمْثَالِهٖ.

ترجمہ: اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ زعفران کے پانی اور ہر اس پانی کے ساتھ وضو جائز ہے جس میں کوئی پاک چیز مل جائے اور اس (پانی) کے کسی ایک وصف کو بدل دے، کیونکہ تیمم کی طرف جانے کے لیے شرط یہ ہے کہ مطلق پانی نہ ملے، اور یہ (مذکورہ بالا پانی) مطلق پانی کے طور پر باقی ہے۔ (اس لیے کہ) اضافت کی قید نے اس سے پانی کا نام زائل نہیں کیا بلکہ اس کو پکا کیا ہے پس یہ مطلق پانی کے حکم میں داخل ہوگا اور یہ شرط کہ وہ (پانی) اسی صفت پر باقی ہو جس پر وہ آسمان سے نازل ہوا یہ اس مطلق کے لیے قید ہے۔ اور اس وجہ سے (جو ہم نے ذکر کی) زعفران کے پانی، صابن اور اشنان والے پانی اور اس طرح کے دیگر پانیوں کا حکم نکل گیا۔

کیا ناپاک پانی مطلق نہیں؟ اور مطلق کی مثالیں

⑬ وَخَرَجَ عَنْ هٰذِهِ الْقَضِيَّةِ الْمَاءُ النَّجَسُ؛ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ
لِيُطَهِّرَكُمْ﴾ ◆١، وَالنَّجَسُ لَا يُفِيْدُ الطَّهَارَةَ. وَبِهٰذِهِ الْإِشَارَةِ عُلِمَ أَنَّ الْحَدَثَ
شَرْطٌ لِوُجُوْبِ الْوُضُوْءِ، فَإِنَّ تَحْصِيْلَ الطَّهَارَةِ بِدُوْنِ وُجُوْدِ الْحَدَثِ مُحَالٌ.
قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رحمۃ اللہ علیہ: الْمُظَاهِرُ إِذَا جَامَعَ اِمْرَأَتَهٗ فِي خِلَالِ الْإِطْعَامِ لَا يَسْتَأْنِفُ
الْإِطْعَامَ؛ لِأَنَّ الْكِتَابَ مُطْلَقٌ فِي حَقِّ الْإِطْعَامِ، فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ شَرْطُ عَدَمِ
الْمَسِيْسِ بِالْقِيَاسِ عَلَى الصَّوْمِ، بَلِ الْمُطْلَقُ يَجْرِيْ عَلٰى إِطْلَاقِهٖ، وَالْمُقَيَّدُ عَلٰى
تَقْيِيْدِهٖ. وَكَذٰلِكَ قُلْنَا: الرَّقَبَةُ فِي كَفَّارَةِ الظِّهَارِ وَالْيَمِيْنِ مُطْلَقَةٌ، فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ
شَرْطُ الْإِيْمَانِ بِالْقِيَاسِ عَلٰى كَفَّارَةِ الْقَتْلِ.

ترجمہ: اور اس میں حکم سے ناپاک پانی نکل گیا کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے: وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ اور لیکن وہ تمہیں پاک کرنے کا ارادہ فرماتا ہے اور ناپاک پانی طہارت کا فائدہ نہیں دیتا۔ اور اس اشارہ (اشارۃ النص) سے معلوم ہوا کہ وضو کے واجب ہونے کے لیے بے وضو ہونا شرط ہے کیونکہ طہارت کا حصول حدث کے بغیر محال ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ظہار کرنے والا جب (کفارے کا) کھانا کھلانے

◆١ سورۃ المائدہ، آیت: ٦

کے دوران اپنی بیوی سے جماع کرے تو نئے سرے سے کھانا کھلانا شروع نہ کرے کیونکہ قرآن پاک (کا حکم) مطلق ہے لہٰذا اس کو روزے پر قیاس کرتے ہوئے جماع نہ کرنے کی شرط کا اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ مطلق اپنے اطلاق پر اور مقید اپنی قید کے مطابق جاری ہوگا۔ اور اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ ظہار اور قسم کے کفارہ میں مطلق غلام آزاد کرنے کا حکم ہے لہٰذا قتل کے کفارے پر قیاس کرتے ہوئے اس میں ایمان کی قید کا اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

اعتراضات اوران کے جوابات

⑭ فَإِنْ قِيلَ: إِنَّ الْكِتَابَ فِيْ مَسْحِ الرَّأْسِ يُوْجِبُ مَسْحَ مُطْلَقِ الْبَعْضِ وَقَدْ قَيَّدْتُمُوْهُ بِمِقْدَارِ النَّاصِيَةِ بِالْخَبَرِ، وَالْكِتَابُ مُطْلَقٌ فِي انْتِهَاءِ الْحُرْمَةِ الْغَلِيْظَةِ بِالنِّكَاحِ، وَقَدْ قَيَّدْتُمُوْهُ بِالدُّخُوْلِ بِحَدِيْثِ امْرَأَةِ رِفَاعَةَ. قُلْنَا: إِنَّ الْكِتَابَ لَيْسَ بِمُطْلَقٍ فِي بَابِ الْمَسْحِ؛ فَإِنَّ حُكْمَ الْمُطْلَقِ أَنْ يَّكُوْنَ الْآتِيْ بِأَيِّ فَرْدٍ كَانَ آتِيًا بِالْمَأْمُوْرِ بِهٖ، وَالْآتِيْ بِأَيِّ بَعْضٍ كَانَ هٰهُنَا لَيْسَ بِآتٍ بِالْمَأْمُوْرِ بِهٖ فَإِنَّهٗ لَوْ مَسَحَ عَلَى النِّصْفِ أَوْ عَلَى الثُّلُثَيْنِ لَا يَكُوْنُ الْكُلُّ فَرْضًا، وَبِهٖ فَارَقَ الْمُطْلَقُ الْمُجْمَلَ. وَأَمَّا قَيْدُ الدُّخُوْلِ، فَقَدْ قَالَ الْبَعْضُ: إِنَّ النِّكَاحَ فِي النَّصِّ حُمِلَ عَلَى الْوَطْءِ؛ إِذِ الْعَقْدُ مُسْتَفَادٌ مِنْ لَفْظِ الزَّوْجِ، وَبِهٰذَا يَزُوْلُ السُّوَالُ. وَقَالَ الْبَعْضُ: قَيْدُ الدُّخُوْلِ ثَبَتَ بِالْخَبَرِ، وَجَعَلُوْهُ مِنَ الْمَشَاهِيْرِ فَلَا يَلْزَمُهُمْ تَقْيِيْدُ الْكِتَابِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ.

ترجمہ: پس اگر کہا جائے کہ قرآن پاک نے سر کے مسح میں مطلق بعض سر کا مسح واجب کیا ہے اور تم نے اس میں حدیث شریف سے پیشانی کی مقدار کی قید لگائی ہے۔ اور حرمت غلیظہ (طلاق مغلظہ کی حرمت) کے ختم ہونے میں قرآن پاک مطلق نکاح کا حکم دیتا ہے اور تم لوگوں نے حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بیوی والی حدیث کی وجہ سے اس میں جماع کی قید لگائی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مسح کے مسئلہ میں قرآن پاک کا حکم مطلق نہیں کیونکہ مطلق کا حکم یہ ہوتا ہے کہ اس کے کسی بھی فرد کو بجالانے والا مامور بہ کو بجالانے والا ہوتا ہے۔ اور یہاں کسی بھی فرد پر عمل کرنے والا مامور بہ پر عمل کرنے والا نہیں کیونکہ اگر وہ نصف یا دوتہائی حصے پر مسح کرے تو وہ تمام فرض نہیں ہوگا (بلکہ بعض فرض ہوگا لہٰذا یہ مجمل ہے) اس وجہ سے مطلق اور مجمل دونوں (ایک دوسرے سے) جدا

ہو گئے۔ اور جماع کی قید کے بارے میں بعض حضرات نے فرمایا کہ نص (قرآنی آیت) کو وطی پر محمول کیا جائے گا کیونکہ عقد نکاح کا فائدہ لفظ زوج سے حاصل ہو رہا ہے اس بنیاد پر سوال (اعتراض) ختم ہو گیا۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ جماع کی قید حدیث سے ثابت ہے اور فقہاء کرام نے اسے مشہور احادیث میں سے قرار دیا ہے لہٰذا ان پر یہ اعتراض نہیں ہوتا کہ انہوں نے کتاب اللہ (کے حکم) کو خبر واحد سے مُقَیَّدْ کیا۔

فصل: مشترک اور مؤول کا بیان

⑮ فَصْلٌ فِي الْمُشْتَرَكِ وَالْمُؤَوَّلِ: المشتركُ: مَا وُضِعَ لِمَعْنَيَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ، أَوْ لِمَعَانٍ مُخْتَلِفَةِ الحقائقِ. مثالُهُ: قولُنا: جَارِيَةٌ فَإِنَّها تَتَنَاوَلُ الْأَمَةَ والسَّفِيْنَةَ. وَالْمُشْتَرِيْ فَإِنَّهٗ يتناولُ قابِلَ عَقْدِ الْبَيْعِ وكوكبَ السَّمآءِ. وَقولُنا: بَائِنٌ فَإِنَّه يحتملُ البينَ والبيانَ. وحكمُ المشتركِ: أَنَّهٗ إِذَا تَعَيَّنَ الواحدُ مُرَادًا بِهٖ سَقَطَ اعْتِبَارُ إِرَادَةِ غَيْرِهٖ. وَلِهٰذا أَجْمَعَ الْعلماءُ عَلٰى أَنَّ لَفْظَ الْقُرُوْءِ الْمَذْكُوْرَ فِيْ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى محمولٌ إِمَّا على الحيضِ كما هو مَذهبنا، أو على الطُّهْرِ كَمَا هُوَ مذهبُ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ،

ترجمہ: یہ فصل مشترک اور مؤول کے بارے میں ہے۔ مشترک وہ لفظ ہے جو ایسے دو یا دو سے زائد معانی کے لیے وضع کیا گیا جن کے حقائق مختلف ہوں اس کی مثال ہمارا قول (لفظ) جَارِیَہ ہے۔ یہ لونڈی اور کشتی دونوں کو شامل ہے۔ اور لفظ مشتری بیع کا عقد کرنے والے (خریدار) اور ایک ستارے کو بھی کہا جاتا ہے۔ اور ہمارا قول بائن کا معنی جدائی بھی ہے اور بیان بھی ہے۔ اور مشترک کا حکم یہ ہے کہ جب بطور مراد ایک معنی مقرر ہو جائے تو دوسرے معنی کا ارادہ کرنا ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی لیے علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں مذکور لفظ قروء یا تو حیض (کے معنی) پر محمول ہے جس طرح ہمارا (احناف کا) مذہب ہے یا طہر پر محمول ہے جیسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

مشترک میں عموم نہیں ہوتا

⑯ وَقَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ: إِذَا أَوْصٰى لِمَوَالِيْ بَنِيْ فُلَانٍ وَلِبَنِيْ فُلَانٍ مَوَالٍ مِنْ

أَعْلٰى وَموالٍ مِنْ أَسْفَلَ فمات، بَطَلَتِ الْوَصِيَّةُ فِي حقِّ الفريقينِ؛ لِاستحا
الجمعِ بَيْنَهُمَا، وَعدمِ الرُّجْحَانِ. وَقَالَ أَبُو حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ: إِذا قال لِزوجت
أَنْتِ عَلَيَّ مثلُ أُمِّي لا يكونُ مُظاهِرًا؛ لِأَنَّ اللفظَ مُشْتَرِكٌ بَيْنَ الْكرام
وَالحرمةِ. فَلا يَتَرَجَّحُ جِهَةُ الْحرمةِ إِلَّا بِالنِّيَّةِ.

ترجمہ: اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کسی شخص نے بنوفلاں کے موالی کے لی وصیت کی اور بنوفلاں کے اعلیٰ موالی بھی ہیں (آزاد کرنے والے) اور نچلے درجے کے موالی (آزا کردہ غلام) بھی ہیں تو دونوں فریقوں کے حق میں وصیت باطل ہوجائے گی کیونکہ دونوں کو جمع کرنا محال ہے اور کسی ایک کو ترجیح نہیں دے سکتے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کسی شخص ن اپنی بیوی سے کہا: أَنْتِ عَلَيَّ مِثْلُ أُمِّي "تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے" تو وہ ظہار کرنے وال نہیں ہوگا کیونکہ لفظ (مثل) عزت اور حرام ہونے میں مشترک ہے لہٰذا حرمت کی جہت کو نیت کے بغیر ترجیح نہیں ہوگی۔

ایک مثال: حرم میں شکار سے متعلق

⑰ وعلى هٰذا قُلنا: لَا يجبُ النظيرُ في جَزَاءِ الصَّيْدِ؛ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ﴾ [1] الْآيَة؛ لِأَنَّ المثلَ مشتركٌ بين المثلِ صُورةً، وبين المثلِ معنًى وهو القيمةُ، وقد أُرِيدَ المثلُ من حيث المعنى بهذا النَّصِّ في قَتلِ الحَمامِ والعُصفُورِ ونحوِهما بالاتفاقِ، فَلا يُزادُ المثلُ من حيثُ الصُّورةِ؛ إذ لا عمومَ لِلمشتركِ أصلًا، فيَسقُطُ اعتبارُ الصورةِ لِاستحالةِ الجمعِ.

ترجمہ: اور اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ شکار کی جزاء میں اس کی مثل واجب نہیں کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے: فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ "پس بدلہ اس جانور کی مثل جو اس نے قتل کیا ہے" کیونکہ لفظ مثل مشترک ہے مثل صوری اور مثل معنوی (یعنی قیمت) دونوں پر بولا جاتا ہے اور یہاں اسی نص کی وجہ سے کبوتر اور چڑیا وغیرہ کے قتل میں مثل معنوی مراد لی گئی اور اس پر اتفاق ہے پس اس پر مثل صوری کا اضافہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ مشترک میں عموم بالکل نہیں ہوتا لہٰذا اس صورت کا اعتبار ساقط ہوجائے گا کیونکہ دونوں کو جمع کرنا محال ہے۔

[1] سورۃ المائدہ، آیت: ۹۵

مؤول

ثُمَّ إِذَا تَرَجَّحَ بَعْضُ وُجُوهِ الْمُشْتَرَكِ بِغالبِ الرَّأْيِ يَصِيرُ مُؤَوَّلًا.

⑱ وَحُكْمُ الْمُؤَوَّلِ وُجوبُ العَمَلِ بِهٖ مَعَ احتمالِ الخطاءِ. وَمَثَلُهٗ فِي الْحُكْمِيَّاتِ مَا قُلْنَا: إِذَا أَطْلَقَ الثَّمَنَ فِي الْبَيْعِ كَانَ عَلٰى غَالِبِ نَقْدِ الْبَلَدِ، وَذٰلِكَ بِطَرِيْقِ التَّأْوِيْلِ، وَلَوْ كَانَتِ النُّقُوْدُ مختلفةً فَسَدَ الْبَيْعُ؛ لِمَا ذَكرنا. وَحَمْلُ الْأَقْرَاءِ عَلَى الحيضِ، وحملُ النِّكَاحِ فِي الآيةِ على الْوطءِ، وحملُ الْكِنَايَاتِ حَالَ مُذاكَرَةِ الطَّلَاقِ عَلَى الطلاقِ مِنْ هٰذا الْقَبِيْلِ.

ترجمہ: پھر جب غالب رائے کے ساتھ مشترک کی کسی ایک وجہ (معنی) کو ترجیح حاصل ہوجائے تو وہ مؤول ہوجاتا ہے اور مؤوّل کا حکم یہ ہے کہ خطاء کے احتمال کے ساتھ اس پر عمل واجب ہوتا ہے۔ شرعی احکام میں اس کی مثال وہ جو ہم نے کہا کہ جب بیع میں مطلق ثمن کا ذکر کیا جائے تو اس شہر میں رائج غالب سکّہ مراد ہوگا اور یہ تاویل کے طریقے پر ہے۔ اور (شہر میں رائج) سکے (مالیت میں) مختلف ہوں تو بیع فاسد ہوجائے گی اس وجہ سے جو ہم نے ذکر کی ہے۔ اور اقراء (قروء کی جمع) کو حیض پر محمول کرنا اور آیت میں نکاح کو وطی پر محمول کرنا اور طلاق کے بارے میں گفتگو کی حالت میں کنایہ الفاظ کو (کسی نیت کے بغیر) طلاق پر محمول کرنا اسی سلسلے (یعنی تاویل) سے متعلق ہے۔

نصاب زکوٰۃ سے مثال

⑲ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: اَلدَّيْنُ المَانِعُ مِنَ الزَّكَاةِ يُصْرَفُ إِلٰى أَيْسَرِ الْمَالَيْنِ قَضَاءً لِلدَّيْنِ. وَفَرَّعَ محمّدٌ عَلٰى هٰذا فقال: إذا تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً على نِصابٍ، وَلَهٗ نِصابٌ مِنَ الْغَنَمِ، ونصابٌ من الدَّراهِمِ يُصْرَفُ الدَّيْنُ إِلَى الدَّرَاهِمِ، حَتّٰى لو حَالَ عَلَيْهِمَا الْحَوْلُ تَجِبُ الزَّكَاةُ عِنْدَهٗ فِي نِصَابِ الْغَنَمِ، وَلَا تَجِبُ فِي الدَّرَاهِمِ.

ترجمہ: اور اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ جو قرض زکوٰۃ میں رکاوٹ ہو تو قرض کی ادائیگی کے لیے اسے دو مالوں میں سے آسان ترین مال کی طرف پھیرا جائے گا۔

اور اسی ضابطے پر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نصابِ زکوٰۃ پر نکاح کرے اور اس کے پاس بکریوں سے بھی نصاب ہو اور درہموں سے بھی ہو تو

قرض کو درہموں کی طرف پھیرا جائے گا حتیٰ کہ اگر اس نصاب پر سال گزر جائے تو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس شخص پر بکریوں کی زکوٰۃ لازم ہوگی اور درہموں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

مفسر کا بیان

(۲۰) ولو ترجّح بعض وجوه المشترك ببيانٍ من قبل المتكلّم كان مفسّرًا. وحكمه: أنّه يجب العمل به يقينًا. مثاله: إذا قال: لفلانٍ عليّ عشرة دراهم من نقد بخارا، فقوله: من نقد بخارا تفسيرٌ له. فلولا ذٰلك لكان منصرفًا إلى غالب نقد البلد بطريق التأويل. فيترجّح المفسّر فلا يجب نقد البلد.

ترجمہ: اور اگر مشترک کے کسی معنی کو مُتَکَلِّم کے بیان سے ترجیح حاصل ہو تو وہ مُفَسَّر ہو جائے گا اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر یقینی طور پر عمل واجب ہوگا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے کہا مجھ پر فلاں شخص کے دس درہم بخارا کے سکہ سے ہیں تو اس کا قول "بخارا کے سکہ سے" یہ اس (اقرار) کی تفسیر ہوگی اگر وہ یہ بات نہ کہتا تو تاویل کے طور پر شہر کے غالب سکے کی طرف پھیرا جاتا پس تفسیر کو ترجیح ہوگی اور شہر کے سکے کی طرف نہیں پھیرا جائے گا۔

سوالات

۱۔ اصول، اصل کی جمع ہے اصل کے معانی ذکر کریں اور بتائیں کہ یہاں کون سا معنی مراد ہے؟

۲۔ اُصول فقہ کی دو تعریفیں ہیں ان کے نام بتائیں اور تعریف ذکر کریں؟

۳۔ اُصول فقہ کتنے اور کون سے ہیں؟

۴۔ خاص کی تعریف کریں اور اس کی تینوں صورتوں کے نام ذکر کرتے ہوئے مثالیں بتائیں؟

۵۔ عام کی تعریف کریں عام لفظی اور معنوی کا فرق ذکر کریں اور دونوں کی مثالیں بتائیں؟

۶۔ خاص کا حکم بتائیں اور اگر قرآن پاک کے خاص کے مقابلے میں خبر واحد یا قیاس آئے تو کیا طریقہ اختیار کیا جائے مثال کے ذریعے واضح کریں؟

۷۔ قرآن پاک سے خاص کی مثال ثلاثۃ قروء بیان کی گئی قروء سے کیا مراد ہے حنفی، شافعی اختلاف اور دلائل اس طرح ذکر کریں کہ فقہ حنفی کی ترجیح واضح ہو جائے؟

۸۔ لفظ قروء کے معنی میں اختلاف کی بنیاد پر کچھ مسائل کا ذکر کیا گیا اور ان کا تعلق طلاق

کے بعد تیسرے حیض سے ہے ان کی وضاحت کریں۔

۹۔ لفظ فرضنا اور لفظ تنکح خاص ہے اس حوالے سے حنفی، شافعی اختلاف واضح کریں۔

۱۰۔ جس عورت نے ولی کے بغیر نکاح کیا اس سے وطی کے حلال ہونے، اس کا مہر یا نفقہ اور رہائش لازم ہونے، طلاق واقع ہونے اور اسے تین طلاقیں دینے کے بعد حلالہ کے بغیر اس سے نکاح کرنے کے بارے میں ہمارا مؤقف کیا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

۱۱۔ عام کی دو قسمیں ہیں ان کے نام اور تعریف ذکر کریں۔

۱۲۔ جب چور کا ہاتھ کاٹا جائے تو مال کی ضمان نہیں ہوتی اس کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے۔

۱۳۔ قرآن مجید میں ہے کہ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ "تمہیں جہاں سے آسان لگے، پڑھو" اور حدیث شریف میں ہے کہ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی دونوں میں تطبیق کس طرح ہوگی۔

۱۴۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے عموم کے سلسلے میں ذبح کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ نہ پڑھنے اور بچے کو دودھ پلانے سے حرمت کے ثبوت کی جو مثالیں دی ہیں ان کی وضاحت کریں۔

۱۵۔ عام مخصوص منه البعض کی تعریف کرتے ہوئے بتائیں کہ کیا خبر واحد اور قیاس سے تخصیص ہوسکتی ہے اور کب تک تخصیص ہوسکتی ہے۔

۱۶۔ مطلق اور مقید کا حکم بتائیں اور اس سلسلے میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ مثالوں کی وضاحت کریں۔

۱۷۔ سر کے مسح کے بارے میں بتائیے کہ مطلق ہے یا مجمل ہے تفصیل سے جواب دیں۔

۱۸۔ حلالہ کے لیے مطلق نکاح کا حکم ہے احناف نے جماع کی قید لگا کر مطلق کو مقید کیا جب کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے، اس کی وضاحت کریں۔

۱۹۔ مشترک، مؤول اور مفسر کی تعریف کریں۔

۲۰۔ مشترک کی کچھ مثالیں ذکر کریں۔

۲۱۔ مؤول اور مفسر میں کیا فرق ہے نیز مفسر کو مؤول پر ترجیح ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔

فصل: حقیقت اور مجاز کا بیان

(۲۱) فَصْلٌ: فِي الْحَقِيقَةِ وَالْمَجَازِ كُلُّ لَفْظٍ وَضَعَهُ وَاضِعُ اللُّغَةِ بِإِزَاءِ شَيْءٍ فهو حقيقةٌ لَهُ. وَلَوْ اُسْتُعْمِلَ فِي غَيْرِهِ يَكُونُ مَجَازًا لَا حقيقةً. ثُمَّ الْحَقِيقَةُ مَعَ الْمَجَازِ لَا يَجْتَمِعانِ إِرادةً من لفظٍ واحدٍ في حالةٍ واحدةٍ. ولِهٰذا قُلْنا: لَمَّا أُرِيْدَ مَا يَدْخُلُ فِي الصَّاعِ بِقَوْلِهِ ﷺ: «لَا تَبِيعُوا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ، وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ» سَقَط اعتبارُ نَفْسِ الصَّاعِ حَتّٰى جَازَ بَيْعُ الْوَاحِدِ مِنْهُ بِالاِثْنَيْنِ. وَلَمَّا أُرِيدَ الْوِقَاعُ مِنْ آيَةِ الْمُلَامَسَةِ، سَقَطَ اعتبارُ إِرادَةِ الْمَسِّ بِالْيَدِ. قَالَ مُحَمَّدٌ رحمه الله: إِذَا أَوْصٰى لِمَوالِيهِ، وَلَهُ مَوالٍ أَعْتَقَهُمْ، وَلِمَوالِيهِ مَوالٍ أَعْتَقُوهُمْ، كَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِمَوَالِيهِ دُونَ مَوالِي مَوالِيهِ، وَفِي السِّيَرِ الْكَبِيرِ: لَوِ اسْتَأْمَنَ أَهْلُ الْحَرْبِ عَلٰى آبَائِهِمْ لَا تَدْخُلُ الْأَجْدادُ فِي الْأَمَانِ، وَلَوِ اسْتَأْمَنُوا عَلٰى أُمَّهَاتِهِمْ لَا يَثْبُتُ الْأَمَانُ فِي حَقِّ الْجَدَّاتِ.

ترجمہ: یہ فصل حقیقت اور مجاز کے بیان میں ہے ہر وہ لفظ جسے وضع کرنے والے نے کسی چیز کے مقابلے میں وضع کیا وہ حقیقت ہے اور اگر اس کے غیر میں استعمال ہو تو مجاز ہے، حقیقت نہیں۔ پھر ایک ہی لفظ سے ایک ہی وقت میں حقیقت اور مجاز مراد میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اور اسی لیے ہم نے کہا کہ جب حضور ﷺ کے اس قول سے وہ چیز مراد لی گئی جو صاع میں داخل ہوتی ہے تو نفس صاع مراد لینا ساقط ہو گیا حتی کہ ایک صاع (پیمانہ) دو صاع کے بدلے میں فروخت کرنا جائز ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی یہ ہے: لَا تَبِيعُوا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ، وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ ''ایک درہم کو دو درہموں کے بدلے اور ایک صاع کو دو صاع کے بدلے میں فروخت نہ کرو'' اور جب آیت ملامسة میں ملامسة سے جماع مراد لیا گیا تو ہاتھ لگانے والا معنی مراد لینا ساقط ہو گیا۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب کسی شخص نے کسی کے موالی کے لیے وصیت کی اور اس کے موالی وہ بھی ہیں جن کو اس نے آزاد کیا اور ان موالی کے موالی ہیں جن کو ان موالی نے آزاد کیا تو وصیت اس کے اپنے موالی (آزاد کردہ غلاموں) کے لیے ہوگی ان موالی کے موالی

(غلاموں کے آزاد کردہ غلاموں) کے لیے نہیں ہوگی۔ اور سیر کبیر میں ہے کہ اگر حربی لو... اپنے آباء کے لیے پناہ طلب کی تو اس میں ان کے دادا شامل نہیں ہوں گے اور اگر انہوں نے اپنی ماؤں (امہات) کے لیے پناہ طلب کی تو اس میں دادیاں (اور نانیاں) شامل نہیں ہوں گیں۔

تفریعات

(۲۲) وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا أَوْصٰى لِأَبْكَارِ بَنِي فُلَانٍ لَا تَدْخُلُ الْمُصَابَةُ بِالْفُجُورِ فِي حُكْمِ الْوَصِيَّةِ. وَلَوْ أَوْصٰى لِبَنِي فلانٍ ولهُ بَنُونَ وَبَنُو بَنِيهِ كَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِبَنِيهِ دون بَنِي بَنِيهِ. قَالَ أَصْحَابُنَا: لو حَلَفَ لَا يَنْكِحُ فُلَانَةً وَهِيَ أَجْنَبِيَّةٌ، كَانَ ذٰلِكَ عَلَى الْعَقْدِ حَتّٰى لَوْ زَنٰى بها لا يحنثُ.

ترجمہ: اور اسی ضابطے کی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب کسی قبیلے کی کنواری لڑکیوں کے لیے وصیت کی تو جس عورت تک کوئی مرد گناہ کے ذریعے پہنچا وہ اس وصیت کے حکم میں داخل نہیں ہوگی۔ اور اگر کسی قبیلے کے بیٹوں کے لیے وصیت کی اور اس کے بیٹے بھی ہیں اور بیٹوں کے بیٹے بھی ہیں تو وصیت بیٹوں کے لیے ہوگی بیٹوں کے بیٹوں کے لیے نہیں ہوگی۔ اور ہمارے اصحاب (احناف) فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ فلاں عورت سے نکاح نہیں کرے گا اور وہ اجنبی عورت ہو (اس کی بیوی نہ ہو) تو اس قسم کا اطلاق عقدِ نکاح پر ہوگا حتیٰ کہ اگر وہ اس سے زنا کرے تو حانث نہیں ہوگا (قسم نہیں ٹوٹے گی)۔

(۲۳) وَلَئِنْ قَالَ: إذا حلَفَ لا يضعُ قَدَمَهُ فِي دارِ فُلَانٍ يَحْنَثُ لو دَخَلَهَا حافيًا أو مُتَنَعِّلًا أو رَاكِبًا. وَكَذٰلِكَ لَوْ حَلَفَ لَا يَسْكُنُ دَارَ فُلَانٍ يَحْنَثُ لَوْ كَانَتِ الدَّارُ مِلْكًا لِفُلَانٍ أَوْ كَانَتْ بِأُجْرَةٍ أَوْ عَارِيَةٍ، وَذٰلِكَ جَمْعٌ بَيْنَ الْحَقِيقَةِ وَالْمَجَازِ. وَكَذٰلِكَ لَوْ قَالَ: عَبْدُهُ حُرٌّ يَوْمَ يَقْدَمُ فُلَانٌ، فَقَدِمَ فلانٌ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا يَحْنَثُ. قُلْنَا: وَضْعُ الْقَدَمِ صَارَ مَجَازًا عَنِ الدُّخُولِ بِحُكْمِ الْعُرْفِ، وَالدُّخُولُ لَا يَتَفَاوَتُ فِي الْفَصْلَيْنِ، وَدَارُ فُلَانٍ صَارَ مَجَازًا عَنْ دَارٍ مَسْكُونَةٍ لَهُ، وَذٰلِكَ لَا يَتَفَاوَتُ بَيْنَ أَنْ يَكُونَ مِلْكًا لَهُ أَوْ كَانَتْ بِأُجْرَةٍ لَهُ. وَالْيَوْمُ فِي مَسْئَلَةِ الْقُدُومِ عِبَارَةٌ عَنْ مُطْلَقِ الْوَقْتِ؛ لِأَنَّ الْيَوْمَ إِذَا أُضِيفَ إِلٰى فعلٍ لا يَمْتَدُّ يَكُونُ عِبَارَةً عَنْ مُطْلَقِ الْوَقْتِ كَمَا عُرِفَ. فَكَانَ

الْحِنْثُ بِهٰذَا الطَّرِيْقِ، لَا بِطَرِيْقِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْحَقِيْقَةِ وَالْمَجَازِ.

ترجمہ: اور اگر کوئی کہنے والا کہے کہ جب کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ فلاں شخص کی حویلی میں قدم نہیں رکھے گا تو اگر وہ ننگے پاؤں داخل ہو یا جوتا پہنے ہوئے داخل ہو یا سواری کی حالت میں داخل ہو تو حانث ہو جائے گا اسی طرح اگر وہ قسم کھائے کہ فلاں کی حویلی (یا گھر) میں رہائش اختیار نہیں کرے گا تو وہ حانث ہو جائے گا۔ چاہے وہ حویلی اس فلاں کی ملک ہو یا کرایہ پر ہو یا بطور ادھار ہو۔ اور یہ حقیقت اور مجاز کو جمع کرنا ہے۔ اور اسی طرح اگر اس نے کہا کہ اس کا غلام آزاد ہوگا جس دن فلاں شخص آیا پس وہ فلاں رات کو آئے یا دن کو تو وہ حانث ہوگا یعنی غلام آزاد ہو جائے گا۔ ہم کہتے ہیں قدم کا رکھنا داخل ہونے سے مجاز ہے اور یہ عرف کے مطابق ہے اور دونوں صورتوں میں داخل ہونے میں فرق نہیں۔ اور فلاں کا گھر یہ مجاز ہے اس سے جس میں رہائش پذیر ہو اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ اس کی ملکیت میں ہو یا اجرت پر ہو۔ اور کسی شخص کے آنے والے مسئلہ میں لفظ یوم مطلق وقت سے عبارت ہے کیونکہ جب لفظ یوم کی اضافت کسی ایسے فعل کی طرف ہو جو بڑھتا نہیں تو اس سے مطلق وقت مراد ہوتا ہے جس طرح عرف ہے پس اس کا حانث ہونا اس طریقے پر (یعنی عموم مجاز کے طور پر) ہے حقیقت اور مجاز کے جمع ہونے کے طور پر نہیں۔

اقسام حقیقت: حقیقتِ متعذرہ اور مہجورہ کی مثالیں

(۲۴) ثُمَّ الْحَقِيْقَةُ أَنْوَاعٌ ثَلَاثَةٌ: مُتَعَذِّرَةٌ وَمَهْجُوْرَةٌ وَمُسْتَعْمَلَةٌ. وَفِي الْقِسْمَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ يُصَارُ إِلَى الْمَجَازِ بِالْاِتِّفَاقِ. وَنَظِيْرُ الْمُتَعَذِّرَةِ: إِذَا حَلَفَ لَا يَأْكُلُ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، أَوْ مِنْ هٰذِهِ الْقِدْرِ، فَإِنَّ أَكْلَ الشَّجَرَةِ أَوِ الْقِدْرِ مُتَعَذِّرٌ فَيَنْصَرِفُ ذٰلِكَ إِلَى ثَمَرَةِ الشَّجَرَةِ وَإِلَى مَا يَحُلُّ فِي الْقِدْرِ، حَتّٰى لَوْ أَكَلَ مِنْ عَيْنِ الشَّجَرَةِ أَوْ مِنْ عَيْنِ الْقِدْرِ بِنَوْعِ تَكَلُّفٍ لَا يَحْنَثُ. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا حَلَفَ لَا يَشْرَبُ مِنْ هٰذِهِ الْبِئْرِ يَنْصَرِفُ ذٰلِكَ إِلَى الْاِغْتِرَافِ، حَتّٰى لَوْ فَرَضْنَا أَنَّهُ لَوْ كَرَعَ بِنَوْعِ تَكَلُّفٍ، لَا يَحْنَثُ بِالْاِتِّفَاقِ.

ترجمہ: پھر حقیقت کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) حقیقتِ مُتَعَذِّرَہ، (۲) حقیقتِ مَهْجُوْرَہ، اور (۳) حقیقتِ مُسْتَعْمَلَہ اور پہلی دو قسموں میں مجاز کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اس پر اتفاق ہے۔ اور حقیقت متعذرہ کی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ اس درخت

...تو اس کا یہ قول

سے یا اس ہنڈیا سے نہیں کھائے گا تو درخت اور ہنڈیا کا کھانا مشکل ہے تو اس کا یہ قول پھل اور جو کچھ ہنڈیا میں ہے، اسے کھانے کی طرف پھیرا جائے گا۔ حتیٰ کہ اگر اس نے کچھ مشقت برداشت کرتے ہوئے درخت کا کوئی حصہ یا ہنڈیا کا کچھ حصہ کھا لیا تو حانث نہیں ہوگا۔ اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ اس کنویں سے نہیں پیے گا تو وہ قسم چلو کے ساتھ پینے کی طرف پھر جائے گی۔ حتیٰ کہ اگر ہم فرض کر لیں کہ اس نے کچھ تکلف کر کے منہ لگا کر پیا تو بالاتفاق حانث نہیں ہوگا۔

(۲۵) وَنَظِيْرُ الْمَهْجُوْرَةِ لَوْ حَلَفَ لَا يَضَعُ قَدَمَهُ فِي دَارِ فُلَانٍ فَإِنَّ إِرَادَةَ وَضْعِ الْقَدَمِ مَهْجُوْرَةٌ عَادَةً. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: التَّوْكِيْلُ بِنَفْسِ الْخُصُوْمَةِ يَنْصَرِفُ إِلَى مُطْلَقِ جَوَابِ الْخَصْمِ، حَتّٰى يَسَعَ لِلْوَكِيْلِ أَنْ يُجِيْبَ بِنَعَمْ كَمَا يَسَعُهُ أَنْ يُجِيْبَ بِلَا؛ لِأَنَّ التَّوْكِيْلَ بِنَفْسِ الْخُصُوْمَةِ مَهْجُوْرٌ شَرْعًا وَعَادَةً.

ترجمہ: اور مهجورہ کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ فلاں شخص کے گھر میں قدم نہیں رکھے گا تو اس سے محض قدم رکھنا عرف کی بنیاد پر چھوڑ دیا گیا بلکہ داخل ہونا مراد ہے اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ محض مقدمے کا وکیل بنانا مخالف کو مطلق جواب دینے کی طرف پھیرا جائے گا حتیٰ کہ وکیل کے لیے ''ہاں'' کہنے کی گنجائش بھی ہے جس طرح وہ ''نہ'' کے ساتھ جواب دے سکتا ہے۔ کیونکہ محض جھگڑے کا وکیل بنانا شریعت اور عرف دونوں کے اعتبار سے چھوڑ دیا گیا ہے۔

حقیقتِ مستعملہ کا حکم

(۲۶) وَلَوْ كَانَتِ الْحَقِيْقَةُ مُسْتَعْمَلَةً فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا مَجَازٌ مُتَعَارَفٌ فَالْحَقِيْقَةُ أَوْلٰى بِلَا خِلَافٍ، وَإِنْ كَانَ لَهَا مَجَازٌ مُتَعَارَفٌ، فَالْحَقِيْقَةُ أَوْلٰى عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رحمه الله. وَعِنْدَهُمَا: اَلْعَمَلُ بِعُمُوْمِ الْمَجَازِ أَوْلٰى. مِثَالُهُ: لَوْ حَلَفَ لَا يَأْكُلُ مِنْ هٰذِهِ الْحِنْطَةِ يَنْصَرِفُ ذٰلِكَ إِلَى عَيْنِهَا حَتّٰى لَوْ أَكَلَ مِنَ الْخُبْزِ الْحَاصِلِ مِنْهَا لَا يَحْنَثُ عِنْدَهُ. وَعِنْدَهُمَا: يَنْصَرِفُ إِلَى مَا تَتَضَمَّنُهُ الْحِنْطَةُ بِطَرِيْقِ عُمُوْمِ الْمَجَازِ، فَيَحْنَثُ بِأَكْلِهَا وَبِأَكْلِ الْخُبْزِ الْحَاصِلِ مِنْهَا. وَكَذَا لَوْ حَلَفَ لَا يَشْرَبُ مِنَ الْفُرَاتِ يَنْصَرِفُ إِلَى الشُّرْبِ مِنْهَا كَرْعًا عِنْدَهُ. وَعِنْدَهُمَا: إِلَى الْمَجَازِ الْمُتَعَارَفِ، وَهُوَ شُرْبُ مَائِهَا بِأَيِّ طَرِيْقٍ كَانَ.

ترجمہ: اور اگر حقیقت مستعملہ ہو تو (دیکھا جائے) اگر اس کا مجازی معنی معروف نہ ہو تو کسی اختلاف کے بغیر حقیقت پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اور اس کے مجازی معنی معروف ہو تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حقیقت (پر عمل) زیادہ بہتر ہے اور صاحبین کے نزدیک عموم مجاز پر عمل اولیٰ (بہتر) ہے۔ اس کی مثال جیسے کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ اس گندم سے نہیں کھائے گا تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اسے بعینہ گندم کی طرف پھیرا جائے گا حتیٰ کہ اگر اس نے اس گندم سے حاصل ہونے والی روٹی کھائی تو حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک حانث نہیں ہوگا۔

اور صاحبین کے نزدیک اسے عموم مجاز کے طور پر اس چیز کی طرف پھیرا جائے گا جسے گندم شامل ہے لہٰذا اس کے کھانے سے حانث ہو جائے گا اور اگر اس گندم کی روٹی کھائے گا تو بھی حانث ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اگر اس نے قسم کھائی کہ وہ (دریائے) فرات سے نہیں پیے گا تو یہ قسم حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک منہ لگا کر پینے کی طرف پھر جائے گی اور صاحبین کے نزدیک مجاز متعارف کی طرف پھرے گی اور وہ اس کا پانی پینا ہے وہ کسی طریقے پر بھی ہو۔

مجاز، حقیقت کا کس طرح نائب ہے؟

(٧٧) ثُمَّ الْمَجَازُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رحمه الله خَلَفٌ عَنِ الْحَقِيقَةِ فِي حَقِّ اللَّفْظِ. وَعِنْدَهُمَا: خَلَفٌ عَنِ الْحَقِيقَةِ فِي حَقِّ الْحُكْمِ. حَتَّى لَوْ كَانَتِ الْحَقِيقَةُ مُمْكِنَةً فِي نَفْسِهَا إِلَّا أَنَّهُ امْتَنَعَ الْعَمَلُ بِهَا؛ لِمَانِعٍ يُصَارُ إِلَى الْمَجَازِ، وَإِلَّا صَارَ الْكَلَامُ لَغْوًا. وَعِنْدَهُ: يُصَارُ إِلَى الْمَجَازِ وَإِنْ لَمْ تَكُنِ الْحَقِيقَةُ مُمْكِنَةً فِي نَفْسِهَا. مِثَالُهُ: إِذَا قَالَ لِعَبْدِهِ، وَهُوَ أَكْبَرُ سِنًّا مِنْهُ: هٰذَا ابْنِي لَا يُصَارُ إِلَى الْمَجَازِ عِنْدَهُمَا؛ لِاسْتِحَالَةِ الْحَقِيقَةِ. وَعِنْدَهُ: يُصَارُ إِلَى الْمَجَازِ، حَتَّى يُعْتَقَ الْعَبْدُ.

ترجمہ: پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مجاز لفظ کے حق میں حقیقت کا خلف (نائب) ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک حکم میں نائب ہے حتیٰ کہ اگر حقیقت پر عمل ذاتی طور پر ممکن ہو مگر کسی رکاوٹ کی وجہ سے اس پر عمل نہ ہو سکتا ہو تو مجاز کی طرف رجوع کیا جائے گا ورنہ کلام لغو ہو جائے گا۔ اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک مجاز کی طرف رجوع کیا جائے گا اگرچہ ذاتی طور پر حقیقت پر عمل ممکن نہ ہو۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے اس غلام سے جو اس سے عمر میں بڑا ہے کہے میرا بیٹا ہے تو صاحبین کے نزدیک مجاز کی طرف رجوع نہیں ہوگا کیونکہ یہاں حقیقی معنی پر عمل محال ہے۔ اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک مجاز کی طرف رجوع ہوگا حتیٰ کہ غلام آزاد ہو جائے گا۔

تخریج مسائل

(٧٨) وَعَلَى هٰذَا يُخَرَّجُ الْحُكْمُ فِي قَوْلِهِ: لَهُ عَلَيَّ أَلْفٌ، أَوْ عَلَى هٰذَا الْجِدَارِ، وَقَوْلُهُ: عَبْدِي أَوْ حِمَارِي حُرٌّ، وَلَا يَلْزَمُ عَلَى هٰذَا إِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهِ: هٰذِهِ ابْنَتِي، وَلَهَا نَسَبٌ مَعْرُوفٌ مِنْ غَيْرِهِ، حَيْثُ لَا تُحَرَّمُ عَلَيْهِ، وَلَا يُجْعَلُ ذٰلِكَ مَجَازًا عَنِ الطَّلَاقِ، سَوَاءٌ كَانَتِ الْمَرْأَةُ صُغْرَى سِنًّا مِنْهُ أَوْ كُبْرَى؛ لِأَنَّ هٰذَا اللَّفْظَ لَوْ صَحَّ مَعْنَاهُ لَكَانَ مُنَافِيًا لِلنِّكَاحِ، فَيَكُونُ مُنَافِيًا لِحُكْمِهِ، وَهُوَ الطَّلَاقُ، وَلَا اسْتِعَارَةَ مَعَ وُجُودِ التَّنَافِي، بِخِلَافِ قَوْلِهِ: هٰذَا ابْنِي؛ فَإِنَّ الْبُنُوَّةَ لَا تُنَافِي ثُبُوتَ الْمِلْكِ لِلْأَبِ، بَلْ يَثْبُتُ الْمِلْكُ لَهُ ثُمَّ يُعْتَقُ عَلَيْهِ.

ترجمہ: اور اس (ضابطہ) کی بنیاد پر کسی شخص کے اس قول پر یہ (مندرجہ بالا) حکم نکالا جاتا ہے اس نے کہا "فلاں شخص کے میرے ذمے ایک ہزار ہیں یا اس دیوار کے ذمے ہیں۔ یا یہ کہ "میرا غلام یا میرا گدھا آزاد ہے"۔

اور اس وجہ سے یہ اعتراض لازم نہیں آتا کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی کے بارے میں کہا کہ یہ میری بیٹی ہے اور اس (عورت) کا نسب کسی اور سے معروف تھا تو وہ اس پر حرام نہیں ہوگی۔ اور اسے طلاق سے مجاز قرار نہیں دیا جائے گا چاہے عورت عمر میں اس سے چھوٹی ہو یا بڑی، کیونکہ اگر اس لفظ کا معنی صحیح ہو تو یہ نکاح کے منافی ہوگا تو یہ اس (نکاح) کے حکم کے بھی منافی ہوگا۔ اور وہ طلاق ہے اور جب دونوں ایک دوسرے کی نفی کریں تو مجازی معنی نہیں لیا جاتا ہے۔ بخلاف اس کے اس قول کے کہ یہ میرا بیٹا ہے کیونکہ بیٹا ہونا باپ کے لیے ملک کے ثبوت کے خلاف نہیں بلکہ اس کے لیے ملک ثابت ہوتی ہے پھر وہ اس کی طرف سے آزاد ہو جاتا ہے۔

فصل: استعارہ کا طریقہ کیا ہے؟

(٧٩) فصلٌ (فِي تَعْرِيفِ طَرِيقِ الْاِسْتِعَارَةِ) اِعْلَمْ أَنَّ الْاِسْتِعَارَةَ فِي أَحْكَامِ

الشَّرْعِ مُطَّرِدَةٌ بِطَرِيْقَيْنِ: أَحَدُهُمَا: لِوُجُوْدِ الْاِتِّصَالِ بَيْنَ الْعِلَّةِ وَالْحُكْمِ. وَالثَّانِيْ: لِوُجُوْدِ الْاِتِّصَالِ بَيْنَ السَّبَبِ الْمَحْضِ وَالْحُكْمِ، فَالأَوَّلُ مِنْهُمَا يُوْجِبُ صِحَّةَ الْاِسْتِعَارَةِ من الطَّرَفَيْنِ، وَالثَّانِيْ يُوْجِبُ صِحَّتَها مِن أَحَدِ الطَّرفينِ، وَهُوَ اِسْتَعَارَةُ الْأَصْلِ لِلْفَرْعِ.

ترجمہ: یہ فصل استعارہ کے طریقے کی پہچان میں ہے۔ جان لو کہ احکامِ شریعت میں استعارہ دوطریقوں پر معروف ہے ان میں سے ایک یہ کہ علت اور حکم کے درمیان اتصال پایا جاتا ہو اور دوسرا یہ کہ سبب محض اور حکم کے درمیان اتصال ہو ان میں سے پہلا طریقہ دونوں طرفوں سے استعارہ کو واجب کرتا ہے اور دوسرا طریقہ دو طرفوں میں سے ایک کی طرف سے استعارہ کی صحت کو واجب کرتا ہے اور وہ اصل کا فرع کے لیے استعارہ ہے۔

مثالیں اور سوال وجواب

(۳۰) مِثَالُ الْأَوَّلِ: فِيْمَا إِذَا قَالَ: إِنْ مَلَكْتُ عَبْدًا فَهُوَ حُرٌّ، فَمَلَكَ نِصْفَ الْعَبْدِ فَبَاعَهُ. ثُمَّ مَلَكَ النِّصْفَ الْآخَرَ لَمْ يُعْتَقْ؛ إِذْ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيْ مِلْكِهِ كُلُّ الْعَبْدِ. وَلَوْ قَالَ: إِنِ اشْتَرَيْتُ عَبْدًا فَهُوَ حُرٌّ، فَاشْتَرٰى نِصْفَ الْعَبْدِ فَبَاعَهُ، ثُمَّ اشْتَرٰى النِّصْفَ الْآخَرَ عُتِقَ النِّصْفُ الثَّانِيْ. وَلَوْ عَنٰى بِالْمِلْكِ الشِّرَاءَ، أو بالشِّرَآءِ الْمِلكَ صَحَّتْ نِيَّتُهُ بِطَرِيْقِ الْمَجَازِ؛ لِأَنَّ الشِّرَآءَ عِلَّةُ الْمِلْكِ، وَالْمِلْكَ حُكْمُهُ، فعمَّتِ الْاِسْتِعارةُ بَيْنَ الْعِلّةِ وَالْمَعْلُوْلِ مِن الطَّرفِيْنِ، إِلَّا أَنَّهُ فِيْمَا يَكُوْنُ تَخْفِيْفًا فِيْ حَقِّهِ لَا يُصَدَّقُ فِيْ حَقِّ الْقَضَآءِ خَاصَّةً؛ لِمَعْنَى التُّهْمَةِ، لَا لِعَدْمِ صِحَّةِ الْاِسْتِعَارَةِ. وَمِثَالُ الثَّانِيْ: إِذَا قَالَ لِامْرأتِهِ: حَرَّرْتُكِ، وَنَوٰى بِهِ الطَّلَاقَ يَصِحُّ؛ لِأَنَّ التَّحْرِيْرَ بِحَقِيْقَتِهِ يُوْجِبُ زَوَالَ مِلْكِ الرَّقَبَةِ، فَكَانَ سَبَبًا محضًا؛ لِزوالِ مِلْكِ الْبُضْعِ بِواسِطَةِ زَوَالِ مِلْكِ الْمُتْعَةِ.

ترجمہ: (استعارہ) کے پہلے طریقہ کی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے کہا اگر میں غلام کا مالک ہوا تو وہ آزاد ہے پس وہ نصف غلام کا مالک ہوا پھر اس نے اسے فروخت کر دیا پھر وہ دوسرے نصف کا مالک ہوا تو وہ آزاد نہیں ہوگا کیونکہ اس کی ملک میں پورا غلام جمع نہیں ہوا۔ اور اس نے کہا اگر میں غلام خریدوں تو وہ آزاد ہے پس اس نے نصف غلام خریدا اور

اسے بیچ دیا پھر دوسرا نصف خریدا تو دوسرا نصف آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر وہ مِلک سے خریدنا مراد لے یا خریدنے سے مِلک مراد لے تو مجاز کی طریقے پر اس کی نیت صحیح ہوگی کیونکہ خریدنا مِلک کی علت ہے اور مِلک اس کا حکم ہے پس استعارہ علت اور معلول میں دونوں طرفوں سے ہوگا مگر جس صورت میں اس کے حق میں تخفیف ہو تو قاضی کے فیصلے میں اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی کیونکہ تہمت کا معنی پایا جائے گا اس لیے نہیں کہ استعارہ صحیح نہیں۔

اور دوسرے طریق کی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا میں نے تجھے آزاد کیا اور طلاق کی نیت کی تو یہ صحیح ہے کیونکہ آزادی اپنی حقیقت کے ساتھ ملك بضع کو زائل کرتی ہے اور یہ آزادی ملك رقبه کے واسطے سے ہوتی ہے پس یہ ملك متعه کے زوال کے لیے سبب محض ہو تو جائز ہے کہ آزادی کا لفظ بول کر بطور مجاز طلاق مراد لی جائے جو ملک متعہ کو زائل کرتی ہے۔

(۳۱) وَلَا يُقَالُ لَوْ جُعِلَ مَجَازًا عَنِ الطَّلَاقِ لَوَجَبَ اَنْ يَّكُوْنَ الطَّلَاقُ الْوَاقِعُ بِهِ رَجْعِيًّا كَصَرِيْحِ الطَّلَاقِ لِاَنَّا نَقُوْلُ لَا نَجْعلُهُ مَجَازًا عن الطلاقِ بَلْ عَنِ الْمُزِيْلِ لِمِلْكِ الْمُتْعَةِ، وَذٰلِكَ فِي الْبَائِنِ؛ إِذِ الرَّجْعِيُّ لَا يُزِيْلُ ملكَ الْمُتْعَةِ عِنْدَنَا.

ترجمہ: اور یہ بات نہ کہی جائے کہ اگر اس آزادی کو طلاق سے مجاز قرار دیا جائے تو واجب ہے کہ اس سے طلاق رجعی واقع ہو جس طرح صریح طلاق میں ہوتا ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ ہم اسے طلاق سے مجاز قرار نہیں دے رہے بلکہ ہم ملك متعه کے زوال سے مجاز قرار دے رہے ہیں اور یہ طلاق بائن میں ہوتا ہے (طلاق رجعی میں نہیں) کیونکہ طلاق رجعی ہمارے نزدیک ملك متعه کو زائل نہیں کرتی۔

لفظ طلاق بول کر آزادی مراد نہیں لے سکتے اور تخریج مسائل

(۳۲) وَلَوْ قَالَ لِأَمَتِهِ: طَلَّقْتُكِ، وَنَوٰى بِهِ التَّحْرِيْرَ لَا يَصِحُّ؛ لِأَنَّ الْأَصْلَ جَازَ أَنْ يَثْبُتَ بِهِ الْفَرْعُ، وَأَمَّا الفرعُ فَلَا يَجُوْزُ أَن يَّثْبُتَ بِهِ الْأَصْلُ. وَعَلٰى هٰذَا نَقُوْلُ: يَنْعَقِدُ النِّكَاحُ بِلَفْظِ الْهِبَةِ وَالتَّمْلِيْكِ وَالْبَيْعِ؛ لِأَنَّ الْهِبَةَ بِحَقِيْقَتِهَا تُوْجِبُ مِلْكَ الرَّقَبَةِ، وَمِلْكُ الرَّقَبَةِ يُوْجِبُ مِلكَ الْمُتْعَةِ فِي الْإِمَآءِ، فَكَانَتِ الْهِبةُ سَبَبًا مَحْضًا لِثُبُوْتِ مِلْكِ الْمُتْعَةِ، فَجازَان يُسْتَعَارَ عَنِ النِّكَاحِ. وَكَذٰلِكَ

لفظُ التَّمْلِيْكِ وَالْبَيْعِ، ولا يَنْعَكِسُ حَتّٰى لَا يَنْعَقِدَ الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ بلفظ النكاحِ.

ترجمہ: اور اگر اپنی لونڈی سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی اور اسے آزاد کرنا مراد لیا تو یہ صحیح نہیں کیونکہ اصل کے ساتھ فرع کو ثابت کرنا جائز ہے لیکن فرع کے ساتھ اصل ثابت نہیں ہوتا۔

اور اسی بنیاد پر (کہ سبب کا استعارہ حکم کے لیے صحیح ہے) ہم کہتے ہیں کہ نکاح، لفظ ھبہ، تملیک اور بیع کے ساتھ منعقد ہو جاتا ہے کیونکہ ھبہ اپنے حقیقی معنی کے اعتبار سے ملک رقبہ واجب کرتا ہے اور ملک رقبہ لونڈی میں ملک متعہ کو واجب کرتی ہے پس ہبہ ملک متعہ کے لیے سبب محض ہو گیا تو جائز ہے کہ بطور استعارہ نکاح کے لیے استعمال کیا جائے۔ اسی طرح لفظ تملیک اور لفظ بیع کا حکم ہے اور اس کے برعکس نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ لفظ نکاح کے ساتھ بیع اور ھبہ منعقد نہیں ہوتا۔

مجازی معنیٰ اور نیت

٣٣ ثُمَّ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ يَكُوْنُ الْمَحَلُّ فِيْهِ مُتَعَيِّنًا لِنَوْعٍ مِنَ المجازِ. لَا يَحْتَاجُ فِيْهِ إِلَى النِّيَّةِ. لَا يُقَالُ: وَلَمَّا كَانَ إِمْكَانُ الْحَقِيْقَةِ شَرْطًا لِصِحَّةِ الْمَجَازِ عِنْدَهُمَا؟ كَيْفَ يُصَارُ إِلَى الْمَجَازِ فِي صُوْرَةِ النِّكَاحِ بِلَفْظِ الْهِبَةِ مَعَ أَنَّ تَمْلِيْكَ الْحُرَّةِ بالبيع والهبةِ مُحالٌ؛ لِأَنَّا نَقُوْلُ: ذٰلِكَ مُمْكِنٌ فِي الْجُمْلَةِ، بِأَنِ ارْتَدَّتْ، وَلَحِقَتْ بِدَارِ الْحَرْبِ، ثُمَّ سُبِيَتْ وَصَارَ هٰذَا نَظِيْرُ مَسِّ السَّمَآءِ وَأَخَوَاتِهِ.

ترجمہ: پھر ہر وہ جگہ جو مجاز کی کسی بھی قسم کو متعین کرنے کا محل ہو وہاں نیت کی حاجت نہیں ہوتی اور یہ نہ کہا جائے کہ جب مجاز کے صحیح ہونے کے لیے صاحبین کے نزدیک حقیقت کا ممکن ہونا شرط ہے تو لفظ ھبہ کے ساتھ بطور مجاز نکاح مراد لینا کیسے صحیح ہوگا حالانکہ لفظ بیع اور ھبہ کے ساتھ آزاد عورت کا مالک ہونا محال ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں یہ کہ کسی نہ کسی صورت میں ممکن ہے اس طرح کہ عورت معاذ اللہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی جائے پھر قیدی بنائی جائے اور یہ آسمان کو ہاتھ لگانے اور اس طرح کے دیگر مسائل کی طرح ہے۔

فصل: صریح اور کنایہ کا بیان

٣٤ فصلٌ فِي الصَّرِيْحِ وَالْكِنَايَةِ. الصَّرِيْحُ لَفْظٌ يَكُوْنُ الْمُرَادُ بِهِ ظَاهِرًا، كَقَوْلِهِ: بِعْتُ وَاشْتَرَيْتُ وَأَمْثَالِهِ. وَحُكْمُهُ: أَنَّهُ يُوْجِبُ ثُبُوتَ مَعْنَاهُ بِأَيِّ طَرِيْقٍ

كَانَ مِنْ إِخْبَارٍ أَوْ نَعْتٍ أَوْ نِدَآءٍ. وَمِنْ حُكْمِهِ: أَنَّهُ يَسْتَغْنِي عَنِ النِّيَّةِ.

ترجمہ: صریح وہ لفظ ہے جس کی مراد ظاہر ہو جس طرح کوئی کہے کہ میں نے بیچا، میں نے خریدا اور اس طرح کی دیگر مثالیں۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے معنیٰ کا ثبوت واجب (لازم) ہوتا ہے وہ جس طریقہ پر بھی ہو خبر دینے کی صورت ہو، صفت ہو یا نداء ہو اور اس کے حکم میں سے یہ بھی ہے کہ اس میں نیت کی حاجت نہیں ہوتی۔

حنفی، شافعی اختلاف کا نتیجہ

مثالیں،

٣٥ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهِ: أَنْتِ طَالِقٌ، أَوْ طَلَّقْتُكِ، أَوْ يَا طَالِقُ يَقَعُ الطَّلَاقُ، نَوٰى بِهِ الطَّلَاقَ أَوْ لَمْ يَنْوِ. وَكَذَا لَوْ قَالَ لِعَبْدِهِ: أَنْتَ حُرٌّ أَوْ حَرَّرْتُكَ، أَوْ يَا حُرُّ. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِنَّ التَّيَمُّمَ يُفِيْدُ الطَّهَارَةَ؛ لِأَنَّ قَوْلَهُ تَعَالٰى: ﴿وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ﴾ ◆١ صَرِيْحٌ فِي حُصُوْلِ الطَّهَارَةِ بِهِ. وَلِلشَّافِعِيِّ فِيْهِ قَوْلَانِ: أَحَدُهُمَا: أَنَّهُ طَهَارَةٌ ضَرُوْرِيَّةٌ، وَالْآخَرُ: أَنَّهُ لَيْسَ بِطَهَارَةٍ، بَلْ هُوَ سَاتِرٌ لِلْحَدَثِ.

ترجمہ: اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا "تجھے طلاق ہے" یا کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی یا کہا اے طلاق والی! تو طلاق واقع ہو جائے گی طلاق کی نیت کرے یا نہ کرے۔ اور اسی طرح اگر اس نے اپنے غلام سے کہا "تو آزاد ہے" یا کہا "میں نے تجھے آزاد کیا" یا کہا "اے آزاد" (تو وہ آزاد ہو جائے گا نیت کرے یا نہ کرے)۔ اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ تیمم طہارت کا فائدہ دیتا ہے کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے: وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ "اور لیکن (اللہ تعالیٰ) ارادہ فرماتا ہے کہ تمہیں خوب پاک کردے"۔ یہ آیت تیمم سے طہارت کے حاصل ہونے میں صریح ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ طہارت ضروریہ ہے (ضرورت کی وجہ سے ہے) اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ طہارت نہیں ہے بلکہ یہ حدث کو ڈھانپنے والا ہے۔

٣٦ وَعَلٰى هٰذَا يُخَرَّجُ الْمَسَائِلُ عَلٰى مَذْهَبَيْنِ مِنْ جَوَازِهِ قَبْلَ الْوَقْتِ وَأَدَاءِ الْفَرْضَيْنِ بِتَيَمُّمٍ وَاحِدٍ، وَإِمَامَةِ الْمُتَيَمِّمِ لِلْمُتَوَضِّئِيْنَ، وَجَوَازِهِ بِدُوْنِ خَوْفِ تَلَفِ

◆١ سورۃ المائدہ، آیت:٦

النَّفْسِ، أَوِ الْعُضْوِ بِالْوُضُوْءِ، وَجَوَازِهِ لِلْعِيْدِ وَالْجَنَازَةِ، وَجَوَازِهِ بِنِيَّةِ الطَّهَارَةِ.

ترجمہ: (حنفی شافعی اختلاف کی وجہ سے) دونوں مذہبوں پر کچھ مسائل نکالے جاتے ہیں۔ (نماز کے) وقت سے پہلے تیمم کرنے کا جواز، ایک تیمم کے ساتھ دو (وقت کے) فرض ادا کرنا، تیمم کرنے والے کا وضو کرنے والوں کی امامت کرنا، اور وضو کے ذریعے جان یا کسی عضو کے ضائع ہونے کے خوف کے بغیر بھی تیمم کا جائز ہونا، عید کی نماز اور نماز جنازہ کے لیے تیمم کا جواز اور طہارت کی نیت سے اس کا جائز ہونا۔

کنایہ اور اس کا حکم

(۳۷) وَالْكِنَايَةُ: هِيَ مَا اسْتَتَرَ مَعْنَاهُ. وَالْمَجَازُ: قَبْلَ أَنْ يَصِيْرَ مُتَعَارَفًا بِمَنْزِلَةِ الْكِنَايَةِ. وَحُكْمُ الْكِنَايَةِ: ثُبُوْتُ الْحُكْمِ بِهَا عِنْدَ وُجُوْدِ النِّيَّةِ، أَوْ بِدَلَالَةِ الْحَالِ؛ إِذْ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ دَلِيْلٍ يَزُوْلُ بِهِ التَّرَدُّدُ، وَيَتَرَجَّحُ بِهِ بَعْضُ الْوُجُوْهِ. وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى سُمِّيَ لَفظُ الْبَيْنُوْنَةِ وَالتَّحْرِيْمِ كِنَايَةً فِيْ بَابِ الطَّلَاقِ، لِمَعْنَى التَّرَدُّدِ وَاسْتِتَارِ الْمُرَادِ، لَا أَنَّهُ يَعْمَلُ عَمَلَ الطَّلَاقِ.

ترجمہ: اور کنایہ وہ (لفظ) ہے جس کا معنیٰ پوشیدہ ہو اور مجاز، متعارف ہونے سے پہلے کنایہ کی طرح ہوتا ہے اور کنایہ کا حکم یہ ہے کہ اس کے ساتھ حکم اس وقت ثابت ہوتا ہے جب نیت یا حال کی دلالت پائی جائے کیونکہ اس کے لیے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ اس (دلیل) کے ذریعے تردد دور ہو جائے اور بعض وجوہ کو ترجیح حاصل ہو اسی لیے لفظ بینونت اور لفظ تحریم، طلاق کے باب میں کنایہ ہیں کیونکہ ان میں تردد کا معنیٰ پایا جاتا ہے اور مراد پوشیدہ ہوتی ہے یہ مطلب نہیں کہ وہ طلاق کا عمل کرتا ہے۔

تفریع مسائل

(۳۸) وَيَتَفَرَّعُ مِنْهُ حُكْمُ الْكِنَايَاتِ فِيْ حَقِّ عَدَمِ وِلَايَةِ الرَّجْعَةِ، وَلِوُجُوْدِ مَعْنَى التَّرَدُّدِ فِي الْكِنَايَةِ لَا يُقَامُ بِهَا الْعُقُوْبَاتُ، حَتّٰى لَوْ أَقَرَّ عَلٰى نَفْسِهِ فِيْ بَابِ الزِّنَا وَالسَّرِقَةِ لَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ مَا لَمْ يَذْكُرِ اللَّفْظَ الصَّرِيْحَ. وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى لَا يُقَامُ الْحَدُّ عَلَى الْأَخْرَسِ بِالْإِشَارَةِ. وَلَوْ قَذَفَ رَجُلًا بِالزِّنَا، فَقَالَ الْآخَرُ:

صَدَقْتَ، لَا يَجِبُ الْحَدُّ عَلَيْهِ؛ لِاحْتِمَالِ التَّصْدِيْقِ لَهُ فِيْ غَيْرِهِ.

ترجمہ: اور اس سے کنایہ کا حکم رجوع کی ولایت نہ ہونے کے حق میں نکلتا ہے۔ اور چونکہ کنایہ میں تردد کا معنی پایا جاتا ہے اس لیے ان الفاظ سے سزائیں (حدود) قائم نہیں ہوتیں حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے اپنے نفس کے خلاف زنا اور چوری کا اقرار کیا تو اس پر حد قائم نہیں ہوگی جب تک وہ صریح لفظ ذکر نہ کرے۔ اور اسی وجہ سے گونگے کے اشارے کی بنیاد پر حد قائم نہیں کی جاتی۔ اور اگر کسی شخص نے کسی دوسرے آدمی پر زنا کا الزام لگایا اور دوسرے نے کہا تو نے سچ کہا تو اس پر حد قائم نہیں ہوگی کیونکہ کسی اور بات میں اس کی تصدیق کا احتمال ہے۔

سوالات

۱۔ حقیقت اور مجاز دونوں کی تعریف کریں اور مثال ذکر کریں۔

۲۔ حقیقت اور مجاز بیک وقت جمع نہیں ہو سکتے اس کی مثال ذکر کریں۔

۳۔ آیت مسّ کون سی آیت ہے اور اس سلسلے میں کون سا معنیٰ مراد لیا گیا حقیقی یا مجازی اس کی وضاحت کریں۔

۴۔ کنواری لڑکیوں کے لیے وصیت کی گئی تو گناہ کی وجہ سے جس کی بکارت زائل ہوئی وہ اس میں داخل ہے یا نہیں اور وجہ بھی بتائیں۔

۵۔ کسی شخص نے قسم کھائی کہ فلاں عورت سے نکاح نہیں ہوگا تو اگر وہ اس کی بیوی نہ ہو تو کیا مراد ہوگا۔ نکاح کا حقیقی اور مجازی معنیٰ واضح کریں۔

۶۔ حقیقت اور مجاز کے جمع ہونے کے حوالے سے کچھ مثالیں دے کر اعتراض کیا گیا اور مصنف رحمہ اللہ نے اس کا جواب دیا سوال وجواب کی وضاحت کریں۔

۷۔ حقیقت کی تین قسمیں ہیں ان کے نام اور تعریفات بیان کریں اور مثالیں بھی ذکر کریں۔

۸۔ حقیقت مستعملہ کی صورت میں حقیقت پر عمل اولیٰ ہے یا عموم مجاز پر اس سلسلے میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین رحمہما اللہ کے درمیان اختلاف مثال کے ساتھ واضح کریں۔

۹۔ ثم المجاز عند ابی حنیفة خلف عن الحقیقة فی حق اللفظ وعندهما خلف عن الحقیقة فی حق الحکم۔

مندرجہ بالا عبارت کا ترجمہ اور وضاحت کریں اور مثال ذکر کریں۔

۱۰۔ اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ وہ اس کا بیٹا ہے اور وہ غلام عمر میں اس سے بڑا تھا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مجاز کی طرف رجوع ہوگا اور وہ آزادی ہے۔ اور اگر اپنی بیوی سے جس کا نسب معروف تھا کہا کہ وہ اس کی بیٹی ہے تو مجازی معنی یعنی طلاق مراد نہیں ہوگی فرق کی وجہ بیان کریں۔

۱۱۔ استعارہ کسے کہتے ہیں اور اس کے دو طریقے ہیں ان کی وضاحت کریں اور مثال ذکر کریں۔

سببِ محض، علت اور معلول کی تشریح کریں اور مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں۔

۱۲۔ اگر اپنی بیوی سے کہا میں نے تجھے آزاد کیا تو یہاں مجازی معنی طلاق بائن مراد ہوتی ہے سوال یہ ہے کہ طلاق رجعی کیوں واقع نہیں ہوتی وضاحت کریں۔

۱۳۔ لفظ ھبہ، تملیك اور بیع استعمال کر کے نکاح مراد لے سکتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے۔ اور لفظ نکاح بول کر ھبہ وغیرہ مراد نہیں لے سکتے اس کی وجہ کیا ہے؟

۱۴۔ صریح کی تعریف اور حکم بیان کریں اور اس میں نیت کی حاجت کیوں نہیں مثال بھی ذکر کریں۔

۱۵۔ تیمم طہارتِ کاملہ ہے یا نہیں اس سلسلے میں احناف اور شوافع کا اختلاف ذکر کریں اور اس پر کچھ مسائل متفرع ہوتے ہیں ان کی وضاحت کریں۔

۱۶۔ کنایہ کسے کہتے ہیں اور اس پر عمل کے لیے نیت اور دلالت حال ضروری ہے اور دلالت حال سے کیا مراد ہے۔

۱۷۔ کنایہ الفاظ کی صورت میں حدود کا نفاذ کیوں نہیں ہوتا وجہ بیان کریں۔

۱۸۔ زنا کا الزام لگایا اور جس پر الزام لگایا گیا اس نے کہا کہ تو سچا ہے پھر بھی حد نافذ نہیں ہوگی وجہ کیا ہے۔

❁......❁......❁

فصل: متقابلات کے بیان میں

(۳۹) فَصْلٌ فِي الْمُتَقَابِلَاتِ نَعْنِي بِهَا الظَّاهِرَ وَالنَّصَّ وَالْمُفَسَّرَ وَالْمُحْكَمَ مَعَ مَا يُقَابِلُهَا مِنَ الْخَفِيِّ وَالْمُشْكِلِ وَالْمُجْمَلِ وَالْمُتَشَابِهِ. فَالظَّاهِرُ: اِسْمٌ لِكُلِّ كَلَامٍ ظَهَرَ الْمُرَادُ بِهِ لِلسَّامِعِ بِنَفْسِ السَّمَاعِ مِنْ غَيْرِ تَأَمُّلٍ. وَالنَّصُّ: مَا سِيقَ الْكَلَامُ لِأَجْلِهِ، وَمِثَالُهُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾[1]، فَالْآيَةُ سِيقَتْ لِبَيَانِ التَّفْرِقَةِ بَيْنَ الْبَيْعِ وَالرِّبَا، رَدًّا لِمَا ادَّعَاهُ الْكُفَّارُ مِنَ التَّسْوِيَةِ بَيْنَهُمَا، حَيْثُ قَالُوا: ﴿اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا﴾[2]، وَقَدْ عُلِمَ حَلُّ الْبَيْعِ وَحُرْمَةُ الرِّبٰوا بِنَفْسِ السَّمَاعِ، فَصَارَ ذٰلِكَ نَصًّا فِي التَّفْرِقَةِ، ظَاهِرًا فِي حَلِّ الْبَيْعِ وَحُرْمَةِ الرِّبٰوا. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾[3] سِيقَ الْكَلَامُ لِبَيَانِ الْعَدَدِ، وَقَدْ عُلِمَ الْإِطْلَاقُ وَالْإِجَازَةُ بِنَفْسِ السَّمَاعِ، فَصَارَ ذٰلِكَ ظَاهِرًا فِي حَقِّ الْإِطْلَاقِ، نَصًّا فِي بَيَانِ الْعَدَدِ. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾[4] نَصٌّ فِي حُكْمِ مَنْ لَمْ يُسَمَّ لَهَا الْمَهْرُ، وَظَاهِرٌ فِي اِسْتِبْدَادِ الزَّوْجِ بِالطَّلَاقِ، وَإِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ النِّكَاحَ بِدُوْنِ ذِكْرِ الْمَهْرِ يَصِحُّ. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ ﷺ: «مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ عُتِقَ عَلَيْهِ» نَصٌّ فِي اِسْتِحْقَاقِ الْعِتْقِ لِلْقَرِيْبِ، وَظَاهِرٌ فِي ثُبُوْتِ الْمِلْكِ لَهُ.

ترجمہ: یہ فصل متقابلات کے بیان میں ہے اس سے ہماری مراد ظاہر، نص، مفسر اور محکم، نیز جو ان کے مقابل ہیں یعنی خفی، مشکل، مجمل اور متشابہ، ہیں پس ظاہر ہر اس کلام کو کہتے ہیں جس کی مراد سننے والے پر محض سننے سے ظاہر ہو جائے اور کسی قسم کے غور و فکر کی ضرورت نہ ہو اور نص وہ ہے جس کے لیے کلام کو چلایا گیا اور

[1] سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۷۵
[2] سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۷۵
[3] سورۃ النساء، آیت: ۳
[4] سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۳۶

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کے کلام میں اس طرح ہے: وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ”اور اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا“ تو یہ آیت بیع اور سود میں فرق کرنے کے لیے چلائی گئی۔ اور یہ کفار کے اس دعویٰ کا رد ہے کہ یہ دونوں برابر ہیں جب ان لوگوں نے کہا: اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ”بے شک بیع سود کی طرح ہے“ اور بیع کا حلال اور سود کا حرام ہونا محض سننے سے معلوم ہو گیا۔

پس یہ آیت ان دونوں (بیع اور سود) میں فرق کرنے کے اعتبار سے نص اور بیع کے حلال اور سود کے حرام ہونے کے بارے میں ظاہر ہے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ (1) ”پس تم ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں دو دو، تین تین اور چار چار“ تو یہاں کلام کو بیان عدد کے لیے چلایا گیا اور نکاح کا جواز اور اجازت محض سننے سے حاصل ہو گئی پس یہ نکاح کے جواز میں ظاہر اور عدد کے بیان میں نص ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً (2) ”اور تم پر کوئی حرج نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان سے جماع نہیں کیا یا ان کے لیے مہر مقرر نہیں کیا“ یہ ان عورتوں کے حق میں نص ہے جن کا مہر مقرر نہیں کیا گیا اور اس سلسلے میں ظاہر ہے کہ طلاق دینے میں خاوند خود مختار ہے۔

اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نکاح مہر کا ذکر کیے بغیر بھی صحیح ہوتا ہے اور اسی طرح حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ عُتِقَ عَلَيْهِ نَصٌّ فِي اِسْتِحْقَاقِ الْعَتَقِ الْقَرِيْبِ، وَظَاهِرٌ فِي ثُبُوْتِ الْمِلْكِ لَهُ ”جو شخص کسی ذی رحم محرم کا مالک بنا تو وہ اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا“ یہ حدیث قریبی رشتہ دار کے آزادی کے مستحق ہونے کے بارے میں نص ہے اور اس کے مالک ہونے کے بارے میں ظاہر ہے۔

ظاہر اور نص کا حکم

(۴۰) وَحُكْمُ الظَّاهِرِ وَالنَّصِّ وُجُوْبُ الْعَمَلِ بِهِمَا، عَامَّيْنِ كَانَا أَوْ خَاصَّيْنِ مَعَ اِحْتِمَالِ إِرَادَةِ الْغَيْرِ، وَذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْمَجَازِ مَعَ الْحَقِيْقَةِ. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا اشْتَرٰى قَرِيْبَهُ حَتّٰى عُتِقَ عَلَيْهِ، يَكُوْنُ هُوَ مُعْتِقًا، وَيَكُوْنُ الْوَلَاءُ لَهُ، وَإِنَّمَا

(1) سورۃ النساء، آیت: ۳ (2) سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۳۶

يَظْهَرُ التَّفَاوُتُ بَيْنَهُمَا عِنْدَ الْمُقَابَلَةِ. وَلِهٰذَا لَوْ قَالَ لَهَا: طَلِّقِيْ نَفْسَكِ، فَقَالَتْ: أَبَنْتُ نَفْسِيْ، يَقَعُ الطَّلَاقُ رَجْعِيًّا؛ لِأَنَّ هٰذَا نَصٌّ فِي الطَّلَاقِ وَظَاهِرٌ فِي الْبَيْنُوْنَةِ، فَيَتَرَجَّحُ الْعَمَلُ بِالنَّصِّ.

وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ ﷺ لِأَهْلِ عُرَيْنَةَ: اِشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا نَصٌّ فِي بَيَانِ سَبَبِ الشِّفَاءِ، وَظَاهِرٌ فِي إِجَازَةِ شُرْبِ الْبَوْلِ، وَقَوْلُهُ ﷺ: اِسْتَنْزِهُوْا عَنِ الْبَوْلِ؛ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ نَصٌّ فِي وُجُوْبِ الْاِحْتِرَازِ عَنِ الْبَوْلِ، فَيَتَرَجَّحُ النَّصُّ عَلَى الظَّاهِرِ، فَلَا يَحِلُّ شُرْبُ الْبَوْلِ أَصْلًا. وَقَوْلُهُ ﷺ: مَا سَقَتْهُ السَّمَاءُ فَفِيْهِ الْعُشْرُ نَصٌّ فِيْ بَيَانِ الْعُشْرِ، وَقَوْلُهُ ﷺ: لَيْسَ فِي الْخَضْرَوَاتِ صَدَقَةٌ مُؤَوَّلٌ فِيْ نَفْيِ الْعُشْرِ؛ لِأَنَّ الصَّدَقَةَ تَحْتَمِلُ وُجُوْهًا، فَيَتَرَجَّحُ الْأَوَّلُ عَلَى الثَّانِيْ.

ترجمہ: اور ظاہر اور نص کا حکم یہ ہے کہ ان دونوں پر عمل واجب ہوتا ہے وہ عام ہوں یا خاص لیکن غیر کے ارادہ کا بھی احتمال ہوتا ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسے حقیقت کے ساتھ مجاز ہوتا ہے۔ اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب کسی قریبی رشتہ دار (محرم) کو خریدے حتیٰ کہ وہ اس کی طرف سے آزاد ہو جائے تو وہی (خریدنے والا) اسے آزاد کرنے والا ہوگا اور اس کی ولاء اسی کے لیے ہوگی اور ظاہر اور نص کے درمیان فرق اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب دونوں کے درمیان مقابلہ ہو اور اسی لیے اگر مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دو اور اس نے کہا میں نے اپنے نفس کو جدا کیا تو طلاق رجعی واقع ہو جائے گی کیونکہ یہ کلام طلاق کے بارے میں نص ہے اور جدائی کے بارے میں ظاہر ہے تو نص عمل کو ترجیح ہو جائے گی۔

اور اسی طرح حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ”جو آپ نے عرینہ والوں سے فرمایا کہ اِشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا نَصٌّ ان (اونٹوں اور اونٹنیوں) کا پیشاب اور دودھ پیو۔ تو یہ شفاء کے سبب کے سلسلے میں نص ہے اور پیشاب۔ پینے کی اجازت میں ظاہر ہے۔

اور سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: اِسْتَنْزِهُوْا عَنِ الْبَوْلِ؛ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ ”پیشاب پینے سے بچو کیونکہ زیادہ تر عذابِ قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔“

یہ حدیث پیشاب سے بچنے کے وجوب میں نص ہے۔ پس نص کو ظاہر پر ترجیح ہوگی لہٰذا پیشاب کا پینا بالکل حلال نہیں ہوگا۔

اور سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: مَا سَقَتْهُ السَّمَآءُ فَفِيْهِ الْعُشْرُ ''جس زمین کو بارش سیراب کرے پس اس میں عشر ہے''۔

یہ ارشادِ گرامی عشر کے بیان میں نص ہے اور آپ کا یہ ارشادِ گرامی: لَيْسَ فِي الْخَضْرَوَاتِ صَدَقَةٌ سبزیوں میں صدقہ یعنی عشر کی نفی میں مؤوّل ہے کیونکہ لفظ صدقہ میں کئی وجوہ کا احتمال ہے پس پہلے (نص) کو دوسرے (مؤوّل) پر ترجیح ہوگی۔

مفسر کو نص پر ترجیح

(۴۱) وَأَمَّا الْمُفَسَّرُ فَهُوَ مَا ظَهَرَ الْمُرَادُ بِهٖ مِنَ اللَّفْظِ بِبَيَانٍ مِنْ قِبَلِ الْمُتَكَلِّمِ بِحَيْثُ لَا يَبْقٰى مَعَهٗ اِحْتِمَالُ التَّأْوِيْلِ وَالتَّخْصِيْصِ. مِثَالُهٗ: فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾﴾ (۱) فَاسْمُ الْمَلَائِكَةِ ظَاهِرٌ فِي الْعُمُوْمِ، إِلَّا أَنَّ اِحْتِمَالَ التَّخْصِيْصِ قَائِمٌ، فَانْسَدَّ بَابُ التَّخْصِيْصِ بِقَوْلِهٖ: كُلُّهُمْ، ثُمَّ بَقِيَ اِحْتِمَالُ التَّفْرِقَةِ فِي السُّجُوْدِ، فَانْسَدَّ بَابُ التَّأْوِيْلِ بِقَوْلِهٖ: ﴿اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾﴾. وَفِي الشَّرْعِيَّاتِ إِذَا قَالَ: تَزَوَّجْتُ فُلَانَةً شَهْرًا فَسَّرَ الْمُرَادَ بِهٖ، فَقُلْنَا: هٰذَا مُتْعَةٌ وَلَيْسَ بِنِكَاحٍ، وَلَوْ قَالَ: لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ مِنْ ثَمَنِ هٰذَا الْعَبْدِ، أَوْ مِنْ ثَمَنِ هٰذَا الْمَتَاعِ، فَقَوْلُهٗ: عَلَيَّ أَلْفٌ نَصٌّ فِيْ لُزُوْمِ الْأَلْفِ، إِلَّا أَنَّ اِحْتِمَالَ التَّفْسِيْرِ بَاقٍ، فَبِقَوْلِهٖ: مِنْ ثَمَنِ هٰذَا الْعَبْدِ، أَوْ مِنْ ثَمَنِ هٰذَا الْمَتَاعِ بَيَّنَ الْمُرَادَ بِهٖ، فَيَتَرَجَّحُ الْمُفَسَّرُ عَلَى النَّصِّ، حَتّٰى لَا يَلْزَمُهُ الْمَالُ إِلَّا عِنْدَ قَبْضِ الْعَبْدِ أَوِ الْمَتَاعِ. وَقَوْلُهٗ: لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ ظَاهِرٌ فِي الْإِقْرَارِ، نَصٌّ فِيْ نَقْدِ الْبَلَدِ، فَإِذَا قَالَ: مِنْ نَقْدِ بَلَدِ كَذَا يَتَرَجَّحُ الْمُفَسَّرُ عَلَى النَّصِّ، فَلَا يَلْزَمُهٗ نَقْدُ الْبَلَدِ، بَلْ نَقْدُ بَلَدِ كَذَا، وَعَلٰى هٰذَا نَظَائِرُ.

ترجمہ: اور بہر حال مفسر، تو مفسر اسے کہتے ہیں جس کی مراد متکلم کی جانب سے بیان کے ساتھ ظاہر ہو اس طرح کہ اس میں تاویل اور تخصیص کا احتمال باقی نہ رہے جیسے ارشادِ خداوندی ہے: فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ ''پس تمام فرشتوں نے اکٹھے سجدہ کیا''، تو ملائکہ کا اسم عموم میں ظاہر ہے (کیونکہ جمع ہے) مگر تخصیص کا احتمال باقی تھا تو كُلُّهُمْ کے لفظ سے تخصیص کا

(۱) سورۃ الحجر، آیت: ۳۰

دروازہ بند ہو گیا پھر الگ الگ سجدہ کرنے کا احتمال باقی رہ گیا تو اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ کے لفظ سے تاویل کا دروازہ بند ہو گیا اور شرعی مسائل میں (اس کی مثال یہ ہے) کہ جب کسی شخص نے کہا: ''میں نے فلاں عورت سے اتنی رقم کے بدلے میں ایک ماہ کے لیے نکاح کیا''۔ تو اس کا قول کہ میں نے نکاح کیا، نکاح کے بارے میں ظاہر ہے لیکن متعہ کا احتمال باقی ہے تو اس کا قول ''ایک مہینہ'' نے مراد کی وضاحت کردی کہ اس سے متعہ مراد ہے تو ہم نے کہا یہ متعہ ہے اور نکاح نہیں۔ اور اگر کہا کہ فلاں شخص کے میرے ذمے ایک ہزار اس غلام کی قیمت سے ہیں یا اس سامان کی قیمت سے ہیں۔ تو اس کا قول ''میرے ذمہ ایک ہزار ہیں'' ایک ہزار کے لازم ہونے میں نص ہے مگر تفسیر کا احتمال باقی ہے تو اس کا یہ قول ''اس غلام کی قیمت سے'' یا ''اس سامان کی قیمت سے'' مراد کو واضح کررہا ہے۔ پس مفسر کو نص پر ترجیح ہوگی حتیٰ کہ اس وقت مال لازم ہوگا جب وہ غلام یا سامان پر قبضہ کرے۔ اور اس کا قول ''فلاں کے میرے ذمے'' شہرِ فلاں کے سکے سے ایک ہزار ہیں تو اس کا قول ''فلاں کے میرے ذمے'' اقرار کے بارے میں ظاہر ہے اور شہر کے سکے کے بارے میں نص ہے پس جب اس نے کہا: ''فلاں شہر کے سکے سے'' تو مفسر کو نص پر ترجیح ہوگی تو اس کے اپنے شہر کے سکے سے لازم نہیں ہوں گے بلکہ اس فلاں شہر کے سکے سے لازم ہوں گے۔

مُحْكَمْ

(۴۲) وَأَمَّا الْمُحْكَمُ: فَهُوَ مَا ازْدَادَ قُوَّةً عَلَى الْمُفَسَّرِ، بِحَيْثُ لَا يَجُوْزُ خِلَافُهٗ أَصْلًا. مِثَالُهٗ فِي الْكِتَابِ: ﴿اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾﴾ (۱) وَ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا﴾ (۲). وَفِي الْحُكْمِيَّاتِ مَا قُلْنَا فِي الْإِقْرَارِ: أَنَّهٗ لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ مِنْ ثَمَنِ هٰذَا الْعَبْدِ؛ فَإِنَّ هٰذَا اللَّفْظَ مُحْكَمٌ فِيْ لُزُوْمِهٖ بَدَلًا عَنْهُ، وَعَلٰى هٰذَا نَظَائِرُهٗ. وَحُكْمُ الْمُفَسَّرِ وَالْمُحْكَمِ لُزُوْمُ الْعَمَلِ بِهِمَا لَا مُحَالَةَ.

ترجمہ: اور محکم وہ ہے جس میں مفسر کے مقابلے میں قوت زیادہ ہو اس طرح کہ اس کے خلاف بالکل جائز نہ ہو اس کی مثال قرآنِ پاک میں اس طرح ہے: اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے'' نیز اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا ''اور اللہ تعالیٰ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا'' اور شرعی مسائل میں جو ہم نے اقرار کے بارے میں کہا کہ فلاں کے میرے

(۱) سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۳۱ (۲) سورۃ یونس، آیت: ۴۴

ذمے اس غلام کی قیمت سے ایک ہزار درہم ہیں۔

یہ لفظ (کہ میرے ذمہ غلام کی قیمت سے ہزار درہم ہیں) محکم ہے اور اس طرح کی دیگر مثالیں ہیں۔ مفسر اور محکم کا حکم یہ ہے کہ ان دونوں پر عمل لازم ہوتا ہے۔

متقابلات کی دوسری چار اقسام

(۴۳) ثُمَّ لِهٰذِهِ الْأَرْبَعَةِ أَرْبَعَةٌ أُخْرٰى تُقَابِلُهَا. فَضِدُّ الظَّاهِرِ الْخَفِيُّ، وَضِدُّ النَّصِّ الْمُشْكِلُ، وَضِدُّ الْمُفَسَّرِ الْمُجْمَلُ، وَضِدُّ الْمُحْكَمِ الْمُتَشَابِهُ. فَالْخَفِيُّ مَا خَفِيَ الْمُرَادُ بِهِ بِعَارِضٍ لَا مِنْ حَيْثُ الصِّيغَةِ. مِثَالُهُ: فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا﴾، [1] فَإِنَّهُ ظَاهِرٌ فِي حَقِّ السَّارِقِ، خَفِيٌّ فِي حَقِّ الطَّرَّارِ وَالنَّبَّاشِ. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ﴾ [2] ظَاهِرٌ فِي حَقِّ الزَّانِي، خَفِيٌّ فِي حَقِّ اللُّوطِيِّ. وَلَوْ حَلَفَ لَا يَأْكُلُ فَاكِهَةً كَانَ ظَاهِرًا فِيمَا يُتَفَكَّهُ بِهِ خَفِيًّا فِي حَقِّ الْعِنَبِ وَالرُّمَّانِ. وَحُكْمُ الْخَفِيِّ وُجُوبُ الطَّلَبِ حَتّٰى يَزُولَ عَنْهُ الْخَفَاءُ.

ترجمہ: پھر ان چار کے مقابلے میں دوسری چار (اقسام) ہیں جو ان کے مقابل میں ہیں۔ پس ظاہر کی ضد خفی ہے، نص کی ضد متشابہ ہے۔ پس خفی وہ ہے جس کی مراد کسی عارض کی وجہ سے پوشیدہ ہو، صیغہ کے اعتبار سے نہیں۔

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا ''چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو'' تو یہ سارق کے حق میں ظاہر اور جیب تراش اور کفن چور کے حق میں خفی ہے۔

اور اسی طرح ارشادِ خداوندی ہے: اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ ''زنا کار عورت اور زنا کرنے والے مرد (ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو)''۔ یہ زانی کے حق میں ظاہر ہے اور بد فعلی کرنے والے کے حق میں خفی ہے۔

اور اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ فاکھہ (پھل) نہیں کھائے گا تو جو چیز بطور پھل کھائی جاتی ہے۔ اس کے حق میں ظاہر ہے اور انگور اور انار کے حق میں خفی ہے اور خفی کا حکم یہ ہے (لفظ کے معانی کو) طلب کرنا واجب ہے حتیٰ کہ اس سے پوشیدگی دور ہو جائے۔

مشکل مجمل اور متشابہ

(۴۴) وَأَمَّا الْمُشْكِلُ فَهُوَ مَا ازْدَادَ خِفَاءً عَلَى الْخَفِيِّ، كَأَنَّهُ بعد ما خَفِيَ عَلَى السَّامِعِ حَقِيقَتُهُ دَخَلَ فِي أَشْكَالِهِ وَأَمْثَالِهِ، حَتّٰى لَا يُنَالَ الْمُرَادُ إِلَّا بِالطَّلَبِ ثُمَّ بِالتَّأَمُّلِ، حَتّٰى يَتَمَيَّزَ عَنْ أَمْثَالِهِ. وَنَظِيرُهُ فِي الْأَحْكَامِ: حَلَفَ لَا يَأْتَدِمُ، فَإِنَّهُ ظَاهِرٌ فِي الْخَلِّ وَالدِّبْسِ، فَإِنَّمَا هُوَ مُشْكِلٌ فِي اللَّحْمِ وَالْبَيْضِ وَالْجُبْنِ، حَتّٰى يُطْلَبَ فِي مَعْنَى الْإِئْتِدَامِ، ثُمَّ يَتَأَمَّلُ أَنَّ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى هَلْ يُوجَدُ فِي اللَّحْمِ وَالْبَيْضِ وَالْجُبْنِ أَمْ لَا. ثُمَّ فَوْقَ الْمُشْكِلِ الْمُجْمَلُ، وَهُوَ مَا احْتَمَلَ وُجُوهًا، فَصَارَ بِحَالٍ لَا يُوقَفُ عَلَى الْمُرَادِ بِهِ إِلَّا بِبَيَانٍ مِنْ قِبَلِ الْمُتَكَلِّمِ. وَنَظِيرُهُ فِي الشَّرْعِيَّاتِ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾؛ [1] فَإِنَّ الْمَفْهُومَ مِنَ الرِّبٰوا هُوَ الزِّيَادَةُ الْمُطْلَقَةُ، وَهِيَ غَيْرُ مُرَادَةٍ، بَلِ الْمُرَادُ الزِّيَادَةُ الْخَالِيَةُ عَنِ الْعِوَضِ فِي بَيْعِ الْمُقَدَّرَاتِ الْمُتَجَانِسَةِ، وَاللَّفْظُ لَا دَلَالَةَ لَهُ عَلٰى هٰذَا، فَلَا يُنَالُ الْمُرَادُ بِالتَّأَمُّلِ. ثُمَّ فَوْقَ الْمُجْمَلِ فِي الْخَفَاءِ الْمُتَشَابِهُ. مِثَالُ الْمُتَشَابِهِ الْحُرُوفُ الْمُقَطَّعَاتُ فِي أَوَائِلِ السُّوَرِ. وَحُكْمُ الْمُجْمَلِ وَالْمُتَشَابِهِ: اِعْتِقَادُ حَقِّيَّةِ الْمُرَادِ بِهِ حَتّٰى يَأْتِيَ الْبَيَانُ.

ترجمہ: اور مشکل وہ ہے جس میں خفی سے زیادہ خفاء (پوشیدگی) ہو گویا کہ سننے والے پر اس کی حقیقت پوشیدہ ہونے کے بعد وہ اپنے ہم شکل اور ہم مثل افراد میں داخل ہو گیا حتیٰ کہ اس کی مراد طلب پھر تامل (غور وفکر) کے بغیر حاصل نہیں ہوتی تا کہ وہ اپنے ہم مثل (افراد) سے ممتاز ہو جائے۔ اور احکام میں اس کی مثال اس طرح ہے کہ کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ سالن نہیں کھائے گا تو سرکے اور کھجوروں کے بارے میں ظاہر ہے لیکن وہ گوشت انڈے اور پنیر کے بارے میں مشکل ہے۔ حتیٰ کہ اِئْتِدَامِ (سالن) کا معنی تلاش کیا جائے پھر غور کیا جائے کہ کیا یہ معنی گوشت، انڈے اور پنیر میں پایا جاتا ہے یا نہیں۔ پھر مشکل سے اُوپر مجمل ہے اور مجمل وہ ہے جس میں کئی معانی کا احتمال ہو اور وہ اس حالت میں ہو جائے کہ اس کی مراد متکلم کے بیان کے بغیر معلوم نہ ہو سکے اور شرعی احکام میں اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے: وَحَرَّمَ الرِّبٰوا

[1] سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۷۵

''اور (اللہ تعالیٰ نے) سود کو حرام قرار دیا'' الرِّبٰوا (سود) کا معنی مطلق اضافہ ہے (یہاں) وہ مراد نہیں بلکہ ایسا اضافہ مراد ہے جو قدری ہم جنس اشیاء کی خرید وفروخت میں عوض سے خالی ہو، اور لفظ (الرِّبٰوا) کی اس پر دلالت نہیں لہٰذا غور وفکر سے مراد کو پایا نہیں جا سکتا۔

پھر خفاء (پوشیدگی) میں مجمل سے بڑھ کر متشابہ ہے اس کی مثال بعض سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات ہیں۔ مجمل اور متشابہ کا حکم یہ ہے کہ ان کے حق ہونے کا عقیدہ رکھا جائے حتیٰ کہ بیان آجائے۔

الفاظ کے حقیقی معنی کو کب ترک کیا جاتا ہے

(۳۵) فَصْلٌ: فِيمَا يُتْرَكُ بِهِ حقائقُ الْأَلْفَاظِ وَمَا يُتْرَكُ بِهِ حَقِيقَةُ اللَّفْظِ خَمْسَةُ أَنْوَاعٍ: أَحَدُهَا: دَلَالَةُ الْعُرْفِ، وَذٰلِكَ لِأَنَّ ثبوتَ الْأَحْكَامِ بِالْأَلْفَاظِ إِنَّمَا كَانَ لِدِلَالَةِ اللَّفْظِ عَلَى الْمَعْنَى لِلْمُتَكَلِّمِ. فَإِذَا كَانَ المعنى مُتَعَارَفًا بَيْنَ النَّاسِ، كَانَ ذٰلِكَ الْمَعْنَى الْمُتَعَارَفُ دَلِيلًا عَلَى أَنَّهُ هُوَ الْمُرَادُ بِهِ ظَاهِرًا، فَيَتَرَتَّبُ عَلَيْهِ الْحُكْمُ. مِثَالُهُ لَوْ حَلَفَ لَا يَشْتَرِي رَأْسًا فَهُوَ عَلَى مَا تَعَارَفَهُ النَّاسُ، فَلَا يَحْنَثُ بِرَأْسِ الْعُصْفُوْرِ وَالْحَمَامَةِ.

وَكَذٰلِكَ لَوْ حَلَفَ لَا يَأْكُلُ بَيْضًا كَانَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُتَعَارَفِ، فَلَا يَحْنَثُ بِتَنَاوُلِ بَيْضِ الْعُصْفُوْرِ والحمَامَةِ. وَبِهٰذَا ظَهَرَ أَنَّ بِتَرْكِ الْحَقِيقَةِ لَا يُوجِبُ الْمَصِيرُ إِلَى الْمَجَازِ. بَلْ جَازَ أَنْ يَّثْبُتَ بِهِ الْحَقِيقَةُ الْقَاصِرَةُ. وَمِثَالُهُ تَقْيِيدُ الْعَامِّ بِالْبَعْضِ. وَكَذٰلِكَ لَوْ نَذَرَ حَجًّا أَوْ مَشْيًا إِلَى بَيْتِ اللهِ تَعَالَى، أَوْ أَنْ يَّضْرِبَ بِثَوْبِهِ حَطِيمَ الْكَعْبَةِ، يَلْزَمُهُ الْحَجُّ بِأَفْعَالٍ مَعْلُومَةٍ، لِوُجُودِ الْعُرْفِ.

ترجمہ: یہ فصل ان اُمور کے بارے میں ہے جن کی وجہ سے الفاظ کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور جن باتوں کی وجہ سے لفظ کا حقیقی معنی چھوڑ دیا جاتا ہے وہ پانچ قسم کے ہیں ان میں سے ایک دلالت عرف ہے کیونکہ الفاظ سے احکام کا ثبوت اس لیے ہوتا ہے کہ لفظ کی اس معنی پر دلالت پائی جاتی ہے جو متکلم کی مراد ہوتا ہے تو جب معنی لوگوں کے درمیان متعارف اور مشہور ہو تو یہ متعارف معنی اس بات پر دلیل ہوگی (متکلم کی) مراد بھی یہی ہے اور یہ ظاہر ہے لہٰذا اس پر حکم مرتب ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ (جانور کا) سر نہیں خریدے گا تو

اس سے وہی سر مراد ہوگا جو لوگوں کے ہاں معروف ہے (اور ان کا عرف ہے) لہٰذا چڑیا اور کبوتر کا سر خریدنے سے حانث نہیں ہوگا اور اسی طرح اگر اس نے قسم کھائی کہ وہ انڈا نہیں کھائے گا تو اس سے بھی وہی مراد ہوگا جو عرف میں مراد ہوتا ہے لہٰذا چڑیا اور کبوتر کا انڈہ کھانے سے حانث نہیں ہوگا۔ اور اس سے ظاہر ہوا کہ حقیقی معنی کو ترک کرنے سے مجاز کی طرف جانا واجب نہیں ہوتا بلکہ جائز ہے کہ حقیقت قاصرہ مراد ہو۔

اس کی مثال عام کو بعض (افراد) کے ساتھ مقید کرنا ہے اور اسی طرح اگر کسی شخص نے حج یا بیت اللہ شریف کی طرف پیدل جانے کی نذر مانی یا یہ نذر مانی کہ وہ اپنا کپڑا حطیم کعبہ کے ساتھ مارے گا تو اس پر معلوم افعال کے ساتھ حج واجب ہو جائے گا کیونکہ عرف پایا گیا۔

نفس کلام کی دلالت

(۳۶) وَالثَّانِي قَدْ تُتْرَكُ الْحَقِيقَةُ بِدَلَالَةٍ فِي نَفْسِ الْكَلَامِ. مِثَالُهُ إِذَا قَالَ: كُلُّ مَمْلُوكٍ لِي فَهُوَ حُرٌّ لَمْ يُعْتَقْ مُكَاتَبُوهُ، وَلَا مَنْ أُعْتِقَ بَعْضُهُ، إِلَّا إِذَا نَوٰى دُخُولَهُمْ؛ لِأَنَّ لفظَ الْمَمْلُوكِ مُطْلَقٌ يَتَنَاوَلُ الْمَمْلُوكَ من كُلِّ وَجْهٍ، وَالْمُكَاتَبُ لَيْسَ بِمَمْلُوكٍ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ، وَلِهٰذَا لَمْ يَجُزْ تَصَرُّفُهُ فِيهِ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ وَطْءُ الْمُكَاتَبَةِ، وَلَوْ تَزَوَّجَ الْمُكَاتَبُ بِنْتَ مَوْلَاهُ، ثُمَّ مَاتَ الْمَوْلٰى، وَوَرِثَتْهُ الْبِنْتُ، لَمْ يَفْسُدِ النِّكَاحُ. وَإِذَا لَمْ يَكُنْ مَمْلُوكًا مِنْ كُلِّ وَجْهٍ لَا يَدْخل تحت لفظِ الْمَمْلُوكِ الْمطلقِ. وَهٰذَا بِخِلَافِ الْمدبَّرِ وَأُمِّ الْوَلَدِ؛ فَإِنَّ الْملكَ فيهما كاملٌ، ولذا حَلَّ وطءُ الْمدبَّرةِ وَأُمِّ الولدِ، وَإِنَّمَا النقصانُ فِي الرِّقِّ من حَيْثُ أَنَّهُ يَزولُ بالموتِ لا محالةَ. وعلى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا أَعْتَقَ المكاتَبُ عَنْ كفّارةِ يمينه أو ظهارِهِ جاز، ولا يجوزُ فيهما إِعْتَاقُ المدبَّرِ وَأُمِّ الولدِ؛ لِأَنَّ الْوَاجِبَ هُوَ التحريرُ، وَهُوَ إِثْبَاتُ الْحُرِّيَّةِ بِإِزَالَةِ الرِّقِّ. فَإِذَا كَانَ الرِّقُّ فِي الْمكاتبِ كاملًا كان تحريرُهُ تحريرًا من جميعِ الْوُجوهِ، وفي المدبَّرِ وأُمِّ الْوَلَدِ لَمَّا كَانَ الرِّقُّ نَاقِصًا لَا يَكُوْنُ التحريرُ تَحْرِيرًا مِنْ كُلِّ الْوُجُوْهِ.

ترجمہ: اور دوسری صورت یہ کہ بعض اوقات نفس کلام کی دلالت کی وجہ سے حقیقت کو ترک کیا جاتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے کہا: ''میرے تمام غلام آزاد ہیں'' تو

مکاتب اور جس غلام کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہے، آزاد نہیں ہوں گے مگر یہ کہ ان کو داخل کرنے کی نیت کرے کیونکہ لفظ ''مملوک'' مطلق ہے جو ہر اس غلام کو شامل ہے جو ہر اعتبار سے غلام ہے اور مکاتب ہر اعتبار سے غلام نہیں ہے۔

اسی لیے وہ اس (مکاتب) میں تصرف نہیں کر سکتا اور وہ مکاتبہ لونڈی سے وطی بھی نہیں کر سکتا اور اگر مکاتب اپنے مولیٰ کی بیٹی سے نکاح کرے پھر مولیٰ فوت ہو جائے اور اس کی بیٹی اس (مکاتب) کی وارث ہو جائے تو نکاح فاسد نہیں ہوگا۔تو جب مکاتب ہر اعتبار سے غلام نہیں تو مطلق مملوک کے تحت داخل نہیں ہوگا اور یہ مدبر اور ام ولد کے خلاف ہے کیونکہ ان میں ملک کامل ہے اسی لیے مدبرہ اور ام ولد سے وطی جائز ہے اور غلامی میں نقصان اس اعتبار سے ہے کہ وہ مولیٰ کی موت کے ساتھ زائل ہو جاتی ہے اسی بنیاد پر ہم نے کہا کہ جب مولیٰ نے اپنی قسم یا ظہار کے کفارہ میں مکاتب کو آزاد کیا تو جائز ہے لیکن ان کفاروں میں مدبر اور ام ولد کو آزاد کرنا جائز نہیں کیونکہ واجب آزاد کرنا ہے اور وہ اس آزادی کو ثابت کرتا ہے جو غلامی کو زائل کرنے سے ہوتی ہے اور جب مکاتب میں غلامی کامل ہے تو اسے آزاد کرنا ہر اعتبار سے آزاد کرنا ہے اور مدبر اور ام ولد میں غلامی ناقص تو ان کو آزاد کرنا ہر اعتبار سے آزاد کرنا نہیں۔

سیاقِ کلام کی دلالت

(۲۴) وَالثَّالِثُ: قَدْ تُتْرَكُ الْحَقِيْقَةُ بِدَلَالَةِ سِيَاقِ الْكَلَامِ. قَالَ فِي السِّيَرِ الْكَبِيْرِ: إِذَا قَالَ الْمُسْلِمُ لِلْحَرْبِيِّ: اِنْزِلْ كَانَ آمِنًا. وَلَوْ قَالَ: اِنْزِلْ إِنْ كُنْتَ رَجُلًا فَنَزَلَ، لَا يَكُوْنُ آمِنًا، وَلَوْ قَالَ الْحَرْبِيُّ: الْأَمَانَ الْأَمَانَ. فَقَالَ الْمُسْلِمُ: الْأَمَانَ الْأَمَانَ، كَانَ آمِنًا، وَلَوْ قَالَ: الْأَمَانَ سَتَعْلَمُ مَا تَلْقٰى غَدًا، وَلَا تَعْجَلْ حَتّٰى تَرٰى فَنَزَلَ، لَا يَكُوْنُ آمِنًا. وَلَوْ قَالَ: اشْتَرِ لِيْ جَارِيَةً لِتَخْدِمَنِيْ، فَاشْتَرَى الْعَمْيَاءَ أَوِ الشَّلَّاءَ لَا يَجُوْزُ. وَلَوْ قَالَ: اشْتَرِ لِيْ جَارِيَةً حَتّٰى أَطَأَهَا، فَاشْتَرٰى أُخْتَهٗ مِنَ الرَّضَاعِ، لَا يَكُوْنُ عَنِ الْمُوَكِّلِ. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا فِيْ قَوْلِهٖ ﷺ: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ طَعَامِ أَحَدِكُمْ فَامْقُلُوْهُ ثُمَّ انْقُلُوْهُ، فَإِنَّ فِيْ إِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْأُخْرٰى دَوَاءً، وَإِنَّهٗ لَيُقَدِّمُ الدَّاءَ عَلَى الدَّوَاءِ. دَلَّ سِيَاقُ الْكَلَامِ عَلٰى أَنَّ الْمَقْلَ لِرَفْعِ الْأَذٰى عَنَّا لَا لِأَمْرٍ تَعَبُّدِيٍّ حَقًّا لِلشَّرْعِ. فَلَا يَكُوْنُ لِلْإِيْجَابِ. وَقَوْلُهٗ

تَعَالٰى: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ﴾ ❶ عَقِيْبَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ﴾ ❷ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ ذِكْرَ الْأَصْنَافِ لِقَطْعِ طَمْعِهِمْ عَنِ الصَّدَقَاتِ بِبَيَانِ الْمَصَارِفِ لَهَا. فَلَا يَتَوَقَّفُ الْخُرُوْجُ عَنِ الْعُهْدَةِ عَلَى الْأَدَاءِ إِلَى الْكُلِّ.

ترجمہ: اور تیسری وجہ یہ کہ بعض اوقات سیاق کلام کی وجہ سے حقیقت پر عمل کو ترک کیا جاتا ہے۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے السیر الکبیر میں فرمایا جب مسلمان نے حربی کافر سے کہا (قلعہ سے) اُترو تو اسے امن حاصل ہوگا اور اگر کہا: ''اترو اگر تم مرد ہو'' وہ اُترا تو اسے امن نہیں ہوگا اور اگر حربی کافر نے کہا: ''مجھے امن دو مجھے امن دو'' مسلمان نے جواب میں کہا: ''امن ہے، امن ہے'' تو اسے امن حاصل ہوگا۔ اور اگر اس نے کہا: ''تجھے امن ہے'' عنقریب تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کل تیرے ساتھ کیا ہوگا جلدی نہ کر حتیٰ کہ دیکھ لے تو اسے امن حاصل نہیں ہوگا۔ اور اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی سے کہا: ''میرے لیے لونڈی خرید و تاکہ وہ میری خدمت کرے'' اس نے اندھی اور اپاہج لونڈی خریدی تو یہ جائز نہیں اور اگر کہا کہ میرے لیے لونڈی خریدے تاکہ میں اس سے وطی کروں اس نے اس شخص کی رضاعی بہن خریدی تو وہ موکل کی طرف سے نہیں ہوگی۔

اور اسی بنیاد پر ہم رسول اللہ ﷺ کے اس ارشادِ گرامی میں کہتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ طَعَامِ أَحَدِكُمْ فَامْقُلُوْهُ ثُمَّ انْقُلُوْهُ؛ فَإِنَّ فِيْ إِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْأُخْرٰى دَوَاءً، وَإِنَّهٗ لَيُقَدِّمُ الدَّاءَ عَلَى الدَّوَاءِ. دَلَّ سِيَاقُ الْكَلَامِ عَلٰى أَنَّ الْمَقْلَ لِرَفْعِ الْأَذٰى عَنَّا لَا لِأَمْرٍ تَعَبُّدِيٍّ حَقًّا لِلشَّرْعِ، فَلَا يَكُوْنُ لِلْإِيْجَابِ. ''جب تم میں سے کسی ایک کے کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو کر نکالو کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسری میں دوا ہے اور وہ بیماری والے پر کو دوا (شفاء) والے پر مقدم کرتی ہے۔

تو آپ ﷺ کے کلام کا سیاق اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ڈبونا تکلیف کو دور کے لیے ہے شرعی حق کے طور پر لازمی حکم نہیں لہٰذا یہ ایجاب کے لیے نہیں ہوگا (یعنی واجب نہیں)۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ ''بے شک صدقات فقراء کے

❶ سورۃ التوبہ، آیت:٦٠ ❷ سورۃ التوبہ، آیت:٥٨

لیے ہیں۔ (آخر تک)'' اور یہ بات اس ارشاد کے بعد فرمائی جس میں فرمایا: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ''اور ان میں سے بعض لوگ صدقات کے بارے میں آپ پر الزام لگاتے ہیں''۔ یہ اس بات پر دلالت ہے کہ مختلف اقسام کا ذکر صدقات میں ان لوگوں کے طمع کو ختم کرنے کے لیے ہے کہ مصارف کو بیان کر دیا لہٰذا ذمہ داری سے نکلنا ان تمام مصارف کو دینے پر موقوف نہیں۔

متکلم کی جانب سے دلالت

(۴۸) وَالرَّابِعُ: قَدْ تُتْرَكُ الْحَقِيقَةُ بِدَلَالَةٍ مِنْ قِبَلِ الْمُتَكَلِّمِ. مِثَالُهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ﴾؛ [1] وَذٰلِكَ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى حَكِيمٌ، وَالْكُفْرُ قَبِيحٌ، وَالْحَكِيمُ لَا يَأْمُرُ بِهِ. فَيُتْرَكُ دَلَالَةُ اللَّفْظِ عَلَى الْأَمْرِ بِحِكْمَةِ الْآمِرِ. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا وَكَّلَ بِشِرَاءِ اللَّحْمِ، فَإِنْ كَانَ مُسَافِرًا نَزَلَ عَلَى الطَّرِيقِ، فَهُوَ عَلَى الْمَطْبُوخِ أَوْ عَلَى الْمَشْوِيِّ، وَإِنْ كَانَ صَاحِبَ مَنْزِلٍ، فَهُوَ عَلَى النِّيِّءِ، وَمِنْ هٰذَا النَّوْعِ يَمِينُ الْفَوْرِ. مِثَالُهُ: إِذَا قَالَ: تَعَالَ تَغَدَّ مَعِي. فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا أَتَغَدّٰى. يَنْصَرِفُ ذٰلِكَ إِلَى الْغَدَاءِ الْمَدْعُوِّ إِلَيْهِ، حَتّٰى لَوْ تَغَدّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فِي مَنْزِلِهِ مَعَهُ، أَوْ مَعَ غَيْرِهِ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ لَا يَحْنَثُ. وَكَذَا إِذَا قَامَتِ الْمَرْأَةُ تُرِيدُ الْخُرُوجَ، فَقَالَ الزَّوْجُ: إِنْ خَرَجْتِ فَأَنْتِ كَذَا كَانَ الْحُكْمُ مَقْصُورًا عَلَى الْحَالِ، حَتّٰى لَوْ خَرَجَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَحْنَثُ.

ترجمہ: اور چوتھی قسم یہ ہے کہ بعض دفعہ ایسی دلالت کے ساتھ حقیقت کو چھوڑا جاتا ہے جو متکلم کی جانب سے پائی جاتی ہے اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے: فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ''پس جو چاہے وہ ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے'' (اور یہاں حقیقت کو چھوڑا گیا) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے اور کفر قبیح ہے اور حکمت والی ذات قبیح بات کا حکم نہیں دیتی۔

پس لفظ کی دلالت سے حقیقی معنی چھوڑ دیا گیا کہ یہاں حکم نہیں دیا گیا کیونکہ حکم دینے والا حکمت والا ہے اور اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ جب کسی شخص نے دوسرے آدمی کو گوشت خریدنے کا وکیل بنایا تو اگر وہ مسافر ہے اور وہ کسی جگہ اُترا تو اس سے پکا ہوا یا بھنا ہوا گوشت مراد

[1] سورۃ الکہف، آیت: ۲۹

ہوگا اور اگر وہ گھر میں ہے تو اس سے کچا گوشت مراد ہوگا۔

اسی قسم سے ''یمین فور'' ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص نے دوسرے آدمی سے کہا: آؤ میرے ساتھ ناشتہ کرو۔ اس نے جواب میں کہا اللہ کی قسم! میں ناشتہ نہیں کروں گا تو یہ قسم اس ناشتہ کی طرف پھیری جائے گی جس کی دعوت دی گئی حتیٰ کہ اگر وہ اس کے بعد اس کے گھر میں اس کے ساتھ یا اس کے غیر کے ساتھ اسی دن ناشتہ کرے تو حانث نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح اگر عورت کھڑی ہوئی اور خاوند نے کہا اگر تو نکلی تو اس طرح ہے (یعنی تجھے طلاق ہے) تو یہ حکم فی الحال نکلنے پر بند ہوگا حتیٰ کہ اگر وہ اس میں نکلے تو وہ حانث نہیں ہوگا (طلاق نہیں ہوگی)۔

پانچویں صورت مَحَلِّ کلام کی دلالت

(۴۹) وَالْخَامِسُ قَدْ تُتْرَكُ الْحَقِيقَةُ بِدَلَالَةِ مَحَلِّ الْكَلَامِ، بِأَنْ كَانَ الْمَحَلُّ لَا يَقْبَلُ حَقِيقَةَ اللَّفْظِ. وَمِثَالُهُ انْعِقَادُ نِكَاحِ الْحُرَّةِ بِلَفْظِ الْبَيْعِ وَالْهِبَةِ وَالتَّمْلِيكِ وَالصَّدَقَةِ، وَقَوْلُهُ لِعَبْدِهِ وَهُوَ مَعْرُوفُ النَّسَبِ مِنْ غَيْرِهِ: هٰذَا ابْنِي، وَكَذَا إِذَا قَالَ لِعَبْدِهِ وَهُوَ أَكْبَرُ سِنًّا مِنَ الْمَوْلٰى: هٰذَا ابْنِي، كَانَ مَجَازًا عَنِ الْعِتْقِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رحمه الله خِلَافًا لَهُمَا؛ بِنَاءً عَلٰى مَا ذَكَرْنَا أَنَّ الْمَجَازَ خَلَفٌ عَنِ الْحَقِيقَةِ فِي حَقِّ اللَّفْظِ عِنْدَهُ، وَفِي حَقِّ الْحُكْمِ عِنْدَهُمَا.

ترجمہ: حقیقت کو ترک کرنے کی پانچویں قسم یہ ہے کہ بعض اوقات محلِ کلام کی دلالت کی وجہ سے حقیقت کلام کو ترک کیا جاتا ہے۔

وہ اس طرح کہ (کلام کا) محل لفظ کے حقیقی معنی کو قبول نہیں کرتا اور اس کی مثال آزاد عورت سے نکاح کا انعقاد لفظ بیع ھبہ تملیک اور صدقہ کے ساتھ ہوجانا ہے اور کسی شخص کا اپنے غلام کے بارے میں جس کا نسب اس کے غیر سے معروف ہے، یہ کہنا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔

اور اسی طرح جب مولیٰ اپنے غلام سے جو اس سے عمر میں بڑا ہے یہ کہے کہ یہ میرا بیٹا ہے، تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہاں مجازی معنی یعنی آزادی مراد ہوگی۔

(البتہ) اس میں صاحبین کا اختلاف ہے اور اس (اختلاف) کی بنیاد وہ ہے جو ہم نے پہلے ذکر کی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مجاز لفظ کے حق میں حقیقت کا نائب ہے اور صاحبین کے نزدیک حکم کے حق میں (حقیقت کا نائب ہے)۔

سوالات

۱۔ متقابلات سے کیا مراد ہے اوران میں کتنی اور کون کون سی اقسام شامل ہیں۔

۲۔ ظاہر، نص، مفسر اور محکم میں سے ہر ایک کی تعریف کریں اور کم از کم ایک ایک م ذکر کریں۔

۳۔ ظاہر اور نص میں سے کس کو ترجیح ہوگی اور اگر نص اور مفسر جمع ہوں تو ترجیح کسے ہوگی۔

۴۔ خفی، مشکل، مجمل اور متشابہ پہلی چار قسموں میں سے کس کس کے مقابل ہیں۔

۵۔ خفی، مشکل، مجمل اور متشابہ کی وضاحت مع امثلہ تحریر کریں۔

۶۔ ظاہر اور نص کا حکم بیان کریں۔ ۷۔ مفسر اور محکم کا حکم ذکر کریں۔

۸۔ خفی میں طلب معنی ہوتا ہے مشکل اور مجمل میں کسی چیز کی طلب ہوتی ہے۔

۹۔ لفظ کے حقیقی معنی کو چھوڑنے کی پانچ وجوہ بیان کی گئی ہیں ان کے نام بتائیں۔

۱۰۔ کیا حقیقی معنی ترک کرنے کے بعد مجازی معنی مراد لیا جاتا ہے یا حقیقت پر ہی عمل ہ ہے لیکن حقیقت قاصرہ مراد ہوتی ہے دونوں صورتوں میں مثالیں ذکر کریں۔

۱۱۔ اگر کوئی شخص کہے کہ اس کے تمام مملوک آزاد ہیں تو مکاتب، مدبر اور ام ولد میں سے کو کون آزاد ہوگا اور کون آزاد نہیں ہوگا اور فرق کی وجہ بھی ذکر کریں۔

۱۲۔ قسم یا ظہار کے کفارہ میں مدبر اور ام ولد کو آزاد کرنا جائز نہیں جب کہ مکاتب کو آزاد کر جائز ہے فرق کی وجہ بیان کریں۔

۱۳۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک زکوٰۃ کے مصارف میں سے ہر مصرف کے تین افراد کو زکوٰۃ دینا ضروری ہے اس کی دلیل کیا ہے۔

۱۴۔ احناف کے نزدیک مصارف زکوٰۃ کو زکوٰۃ کی ادائیگی کا کیا حکم ہے۔

۱۵۔ احناف کی طرف سے امام شافعی رحمہ اللہ کے موقف کا کیا جواب ہے۔

۱۶۔ یمین فور سے کیا مراد ہے اور اس سلسلے میں جو مثالیں دی گئی ہیں ان کی وضاحت کریں۔

۱۷۔ محل کلام کی دلالت کی وجہ سے لفظ کا حقیقی معنی ترک کیا جاتا ہے اس کی مثال ذکر کریں۔

۱۸۔ رسول اکرم ﷺ کی حدیث پاک میں مکھی کے بارے میں جو کچھ بتایا گیا کہ اگر کھانے وغیرہ میں گر جائے تو اُسے ڈبو کر باہر نکالیں کیا یہ حکم لازمی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔

فصل: متعلقات نصوص کا بیان

(۵۰) فَصْلٌ فِيْ مُتَعَلَّقَاتِ النُّصُوْصِ نَعْنِيْ بِهَا عِبَارَةَ النَّصِّ وَإِشَارَتَهُ وَدَلَالَتَهُ وَاقْتِضَاءَهُ. فَأَمَّا عِبَارَةُ النَّصِّ فَهُوَ مَا سِيْقَ الْكَلَامُ لِأَجْلِهِ، وَأُرِيْدَ بِهِ قَصْدًا. وَأَمَّا إِشَارَةُ النَّصِّ فَهِيَ مَا ثَبَتَ بِنَظْمِ النَّصِّ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ، وَهُوَ غَيْرُ ظَاهِرٍ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ، وَلَا سِيْقَ الْكَلَامُ لِأَجْلِهِ. مِثَالُهُ: فِيْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ﴾ (۱) الْآيَةَ؛ فَإِنَّهُ سِيْقَ لِبَيَانِ اسْتِحْقَاقِ الْغَنِيْمَةِ. فَصَارَ نَصًّا فِيْ ذٰلِكَ، وَقَدْ ثَبَتَ فَقْرُهُمْ بِنَظْمِ النَّصِّ فَكَانَ إِشَارَةً إِلٰى أَنَّ اسْتِيْلَاءَ الْكَافِرِ عَلٰى مَالِ الْمُسْلِمِ سَبَبٌ لِثُبُوْتِ الْمِلْكِ لِلْكَافِرِ إِذْ لَوْ كَانَتِ الْأَمْوَالُ بَاقِيَةً عَلٰى مِلْكِهِمْ لَا يَثْبُتُ فَقْرُهُمْ.

ترجمہ: یہ فصل نصوص کے متعلقات (متعلقات کا لام مفتوح ہے اور یہ اسم مفعول ہے) کے بارے میں ہے ان سے ہماری مراد عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالت النص اور اقتضاء النص ہے۔

عبارت النص وہ ہے جس کے لیے کلام کو چلایا گیا اور کلام سے اس کو قصداً مراد لیا گیا اور اشارۃ النص وہ ہے جو نص کی عبارت سے ثابت ہوتی ہے اور (عبارت میں) کوئی اضافہ نہیں ہوتا اور وہ ہر اعتبار سے پوشیدہ ہوتی ہے اور کلام کو اس کے لیے چلایا نہیں جاتا۔

اس کی مثال قرآن پاک کی آیت ہے: لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ ''ان فقراء، مہاجرین کے لیے جن کو ان کے گھروں سے نکالا گیا۔'' یہاں کلام کو غنیمت کے استحقاق کے لیے چلایا گیا پس اس سلسلے میں یہ نص (عبارت النص) ہے اور اس عبارت النص سے ان (مہاجرین) کا فقیر ہونا ثابت ہوا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کافروں کا مسلمانوں کے مال پر غلبہ کافر کے لیے ملک کے ثبوت کا سبب ہے کیونکہ اگر وہ مال مسلمانوں کی ملک میں باقی رہتا تو ان کا فقر ثابت نہ ہوتا۔

---

(۱) سورۃ الحشر، آیت: ۸

چند مسائل کا استنباط

(۵۱) وَيُخَرَّجُ مِنْهُ الْحُكْمُ فِي مَسْأَلَةِ الْاِسْتِيْلَاءِ، وَحُكْمُ ثُبُوْتِ الْمِلْكِ لِلتَّاجِرِ بِالشِّرَاءِ مِنْهُمْ وَتَصَرُّفَاتُهُ مِنَ الْبَيْعِ وَالْهِبَةِ وَالْإِعْتَاقِ، وَحُكْمُ ثُبُوْتِ الْاِسْتِغْنَامِ، وَثُبُوْتِ الْمِلْكِ لِلْغَازِي، وَعِجْزِ الْمَالِكِ عَنِ انْتِزَاعِهِ مِنْ يَدِهِ وَتَفْرِيْعَاتُهُ. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ﴾ ❶ إِلٰى قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ ❷ فَالْإِمْسَاكُ فِيْ أَوَّلِ الصُّبْحِ يَتَحَقَّقُ مَعَ الْجَنَابَةِ؛ لِأَنَّ مِنْ ضَرُوْرَةِ حِلِّ الْمُبَاشَرَةِ إِلَى الصُّبْحِ أَنْ يَكُوْنَ الْجُزْءُ الْأَوَّلُ مِنَ النَّهَارِ مَعَ وُجُوْدِ الْجَنَابَةِ، وَالْإِمْسَاكُ فِيْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ صَوْمٌ أُمِرَ الْعَبْدُ بِإِتْمَامِهِ، فَكَانَ هٰذَا إِشَارَةً إِلٰى أَنَّ الْجَنَابَةَ لَا تُنَافِي الصَّوْمَ، وَلَزِمَ مِنْ ذٰلِكَ أَنَّ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ لَا تُنَافِيْ بَقَاءَ الصَّوْمِ.

ترجمہ: اور اس سے مسئلہ غلبہ کا حکم نکالا جاتا ہے اور جو شخص اس مال کو کفار سے خریدتا ہے اس کے لیے ملک کا ثبوت اور تصرفات جیسے بیع، ھبہ اور آزاد کرنے کا حکم ثابت ہوتا ہے، اس مال کو غنیمت قرار دینے کے ثبوت کا حکم، غازی کے لیے ملک کا ثبوت اور (پہلے) مالک کا اس شخص سے وہ مال لینے سے عاجز ہونا اور دیگر متفرع مسائل ثابت ہوتے ہیں اور اسی طرح ارشادِ گرامی ہے: أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ "حلال کیا گیا تمہارے لیے روزوں کی راتوں میں جماع کرنا" (یہاں تک فرمایا کہ) ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ "پھر رات تک روزہ پورا کرو"، تو صبح کے وقت جنابت کی حالت میں کھانے پینے سے رُکنا (روزہ شروع کرنا) جنابت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ صبح تک جماع جائز ہونے سے یہ بات لازم آتی ہے کہ دن کی پہلی جزء جنابت کے ساتھ ہو سکتی ہے اور اس پہلی جزء میں (کھانے پینے سے) رُکنا روزہ ہے جسے پورا کرنے کا بندے کو حکم دیا گیا اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جنابت روزے کے منافی نہیں اور اس سے یہ بات بھی لازم آتی ہے کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا روزے کے باقی رہنے کے خلاف نہیں۔

اشارۃ النص پر کچھ مسائل کی تفریع

وَيَتَفَرَّعُ مِنْهُ أَنَّ مَنْ ذَاقَ شَيْئًا بِفَمِهِ لَمْ يَفْسُدْ صَوْمُهُ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ الْمَاءُ

❶ سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۸۷ ❷ سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۸۷

مَالِحًا يَجِدُ طَعْمَهُ عِنْدَ الْمَضْمَضَةِ لَا يَفْسُدُ بِهِ الصَّوْمُ، وَعُلِمَ مِنْهُ حُكْمُ الْاِحْتِلَامِ، وَالْاِحْتِجَامِ، وَالْاِدِّهَانِ؛ لِأَنَّ الْكِتَابَ لَمَّا سَمّٰى الْإِمْسَاكَ اللَّازِمَ بِوَاسِطَةِ الْاِنْتِهَاءِ عَنِ الْأَشْيَاءِ الثَّلَاثَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فِيْ أَوَّلِ الصُّبْحِ صَوْمًا عُلِمَ أَنَّ رُكْنَ الصَّوْمِ يَتِمُّ بِالْاِنْتِهَاءِ عَنِ الْأَشْيَاءِ الثَّلَاثَةِ. وَعَلٰى هٰذَا يُخَرَّجُ الْحُكْمُ فِيْ مَسْأَلَةِ التَّبْيِيْتِ؛ فَإِنَّ قَصْدَ الْإِتْيَانِ بِالْمَأْمُوْرِ بِهِ إِنَّمَا يَلْزَمُ عِنْدَ تَوَجُّهِ الْأَمْرِ، ❶ وَالْأَمْرُ إِنَّمَا يَتَوَجَّهُ بَعْدَ الْجُزْءِ الْأَوَّلِ؛ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾

ترجمہ: اور اس (اشارۃ النص سے ثابت ہونے والے مسئلہ) سے کئی دیگر مسائل ثابت ہوتے ہیں۔ مثلاً جو شخص (روزے کی حالت میں) اپنے منہ سے کوئی چیز چکھے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ کیونکہ اگر پانی نمکین ہو اور کلی کے وقت اس کا ذائقہ محسوس کرے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اس سے احتلام اور پچھنہ لگانے اور تیل لگانے کا حکم بھی معلوم ہوا کیونکہ جب قرآن پاک میں تین مذکورہ چیزوں سے صبح کے شروع میں رکنے کو روزہ قرار دیا تو معلوم ہوا کہ ان تین چیزوں سے رُکنا روزے کا رُکن ہے۔

اور اسی بنیاد پر رات کے وقت نیت کرنے والے مسئلہ کا حکم نکالا جاتا ہے کیونکہ جس کام کا حکم دیا گیا اسے بجالانے کا ارادہ اس وقت لازم آتا ہے جب امر متوجہ ہو اور امر صبح کی پہلی جز کے وقت متوجہ ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ "پھر رات تک روزہ مکمل کرو"۔

دلالت النص

(۵۲) وَأَمَّا دَلَالَةُ النَّصِّ فَهِيَ مَا عُلِمَ عِلَّةً لِلْحُكْمِ الْمَنْصُوْصِ عَلَيْهِ لُغَةً لَا اجْتِهَادًا وَلَا اسْتِنْبَاطًا. مِثَالُهُ: فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا﴾ ❷ فَالْعَالِمُ بِأَوْضَاعِ اللُّغَةِ يَفْهَمُ بِأَوَّلِ السَّمَاعِ أَنَّ تَحْرِيْمَ التَّأْفِيْفِ لِدَفْعِ الْأَذٰى عَنْهُمَا. وَحُكْمُ هٰذَا النَّوْعِ: عُمُوْمُ الْحُكْمِ الْمَنْصُوْصِ عَلَيْهِ لِعُمُوْمِ عِلَّتِهِ، وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى قُلْنَا: بِتَحْرِيْمِ الضَّرْبِ وَالشَّتْمِ، وَالْاِسْتِخْدَامِ عَنِ الْأَبِ بِسَبَبِ الْإِجَارَةِ، وَالْحَبْسِ بِسَبَبِ الدَّيْنِ أَوِ الْقَتْلِ قِصَاصًا.

ترجمہ: اور دلالت النص وہ معنیٰ ہے جو منصوص علیہ کے حکم کے لیے لغوی

❶ سورۃ الحشر، آیت: ۸ ❷ سورۃ الاسراء، آیت: ۲۳

اعتبار سے بطور علت معلوم ہو، اجتہاد اور استنباط کے ذریعے نہیں۔

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے: فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا اور ان (ماں باپ) کو اُف نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو تو جو شخص لغت کی وضع کو جانتا ہے تو وہ سنتے ہی جان لیتا ہے کہ اُف کہنے کی حرمت ان سے اذیت کو دُور کرنے کے لیے ہے اور اس نوع (دلالت النص) کا حکم یہ ہے کہ اس علت کے عموم کی وجہ سے منصوص علیہ کا حکم عام ہوتا ہے اور اسی معنی کی بنیاد پر ہم نے کہا کہ باپ کو مارنا، اسے گالی دینا اور اجرت کے ذریعے خدمت لینا اور قرض کی وجہ سے قید کرنا یا قصاص میں قتل کرنا حرام ہے۔

دلالت النص، عبارت النص کی طرح ہے

۵۳ ثُمَّ دَلَالَةُ النَّصِّ بِمَنْزِلَةِ النَّصِّ، حَتّٰى صَحَّ إِثْبَاتُ الْعُقُوبَةِ بِدَلَالَةِ النَّصِّ. قَالَ أَصْحَابُنَا: وَجَبَتِ الْكَفَّارَةُ بِالْوِقَاعِ بِالنَّصِّ، وَبِالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ بِدَلَالَةِ النَّصِّ. وَعَلٰى اِعْتِبَارِ هٰذَا الْمَعْنٰى قِيْلَ: يُدَارُ الْحُكْمُ عَلٰى تِلْكَ الْعِلَّةِ. قَالَ الْإِمَامُ الْقَاضِيْ أَبُوْ زَيْدٍ: لَوْ أَنَّ قَوْمًا يَعُدُّوْنَ التَّأْفِيْفَ كَرَامَةً لَا يَحْرُمُ عَلَيْهِمْ تَأْفِيْفُ الْأَبَوَيْنِ. وَكَذٰلِكَ قُلْنَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ﴾ [1] الْآيَةَ، وَلَوْ فَرَضْنَا بَيْعًا لَا يَمْنَعُ الْعَاقِدَيْنِ عَنِ السَّعْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ، بِأَنْ كَانَا فِيْ سَفِيْنَةٍ تَجْرِيْ إِلَى الْجَامِعِ لَا يُكْرَهُ الْبَيْعُ.

ترجمہ: پھر دلالت النص، عبارۃ النص کی طرح ہے حتیٰ کہ دلالت النص کے ساتھ سزاؤں کا ثابت ہونا صحیح ہے۔ ہمارے اصحاب (احناف) فرماتے ہیں (روزے کی حالت میں) جماع کرنے کا کفارہ عبارۃ النص سے ثابت ہے اور کھانے پینے کی وجہ سے کفارہ دلالت النص سے ثابت ہوتا ہے۔ اور اس معنیٰ (دلالت النص) کی بنیاد پر کہا کہ حکم اس علت پر لگتا ہے۔

حضرت امام قاضی ابوزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کوئی قوم لفظ اُف کہنے کو عزت میں شمار کرے تو ان پر والدین کو اُف کہنا حرام نہیں ہوگا۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ [2] ”اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن

[1] سورۃ الجمعہ، آیت:۹

[2] سورۃ الجمعہ، آیت:۹

نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو“ کے مطابق اگر ہم ایسی بیع فرض کرلیں جو سودا کرنے والوں کو جمعہ کی طرف جانے سے نہیں روکتی مثلاً وہ دونوں ایک کشتی میں بیٹھے ہوں جو جامع مسجد کی طرف جا رہی ہو تو بیع مکروہ نہیں ہوگی۔

دلالت النص کی مزید مثالیں

۵۳ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا حَلَفَ لَا يَضْرِبُ اِمْرَأَتَهٗ، فَمَدَّ شَعْرَهَا أَوْ عَضَّهَا، أَوْ خَنَقَهَا يَحْنَثُ إِذَا كَانَ بِوَجْهِ الْإِيْلَامِ، وَلَوْ وُجِدَ صُوْرَةُ الضَّرْبِ وَمَدُّ الشَّعْرِ عِنْدَ الْمُلَاعَبَةِ دُوْنَ الْإِيْلَامِ لَا يَحْنَثُ. لِانْعِدَامِ مَعْنَى الضَّرْبِ وَهُوَ الْإِيْلَامُ وَكَذَا لَوْ حَلَفَ لَا يَتَكَلَّمُ فُلَانًا فَكَلَّمَهٗ بَعْدَ مَوْتِهٖ لَا يَحْنَثُ؛ لِعَدَمِ الْإِفْهَامِ. وَبِاعْتِبَارِ هٰذَا الْمَعْنٰى يُقَالُ: إِذَا حَلَفَ لَا يَأْكُلُ لَحْمًا، فَأَكَلَ لَحْمَ السَّمَكِ وَالْجَرَادِ لَا يَحْنَثُ وَلَوْ اَكَلَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَالْإِنْسَانِ يَحْنَثُ؛ لِأَنَّ الْعَالِمَ بِأَوَّلِ السِّمَاعِ يَعْلَمُ أَنَّ الْحَامِلَ عَلٰى هٰذَا الْيَمِيْنِ إِنَّمَا هُوَ الْاِحْتِرَازُ عَمَّا يَنْشَأُ مِنَ الدَّمِ، فَيَكُوْنُ الْاِحْتِرَازُ عَنْ تَنَاوُلِ الدَّمَوِيَّاتِ، فَيُدَارُ الْحُكْمُ عَلٰى ذٰلِكَ.

ترجمہ: اور اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ اپنی بیوی کو نہیں مارے گا پس اس نے اس کے بال کھینچے یا اسے کاٹا یا اس کا گلا گھونٹا تو حانث ہوجائے گا جب تکلیف دینے کے طریقے پر ہو۔ اور اگر مارے، بال کھینچنے کی صورت مذاق میں ہو تکلیف پہنچانا نہ ہو تو حانث نہیں ہوگا اور جو شخص قسم کھائے کہ وہ فلاں شخص کو نہیں مارے گا پھر اس نے اس کے مرنے کے بعد مارا تو حانث نہیں ہوگا کیونکہ ضرب کا معنی یعنی تکلیف پہنچانا نہیں پایا گیا (اگرچہ میت کو مارنا گناہ ہے) اور اسی طرح اگر وہ قسم کھائے کہ فلاں سے کلام نہیں کرے گا پس اس کی موت کے بعد کلام کرے تو حانث نہیں ہوگا کیونکہ سمجھانا نہیں پایا گیا۔ اور اسی معنیٰ کے اعتبار سے اگر قسم کھائے کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا پھر وہ مچھلی کا گوشت یا ٹڈی کھائے تو حانث نہیں ہوگا۔

اور اگر وہ خنزیر یا انسان کا گوشت کھائے تو حانث ہوجائے گا کیونکہ علم رکھنے والا شخص یہ بات سنتے ہی جان لے گا کہ اس قسم پر اُبھارنے والی بات اس گوشت سے احتراز کرنا ہے جو خون سے پیدا ہوتا ہے لہٰذا خون والے گوشت سے بچنا ہوگا پس حکم اس کی طرف پھرے گا (نافذ ہوگا)۔

مقتضی النص (اقتضاء النص)

(۵۵) وَأَمَّا الْمُقْتَضٰى فَهُوَ زِيَادَةٌ عَلَى النَّصِّ لَا يَتَحَقَّقُ مَعْنَى النَّصِّ إِلَّا بِهٖ كَأَنَّ النَّصَّ اقْتَضَاهُ؛ لِيَصِحَّ فِي نَفْسِهٖ مَعْنَاهُ. مِثَالُهُ فِي الشَّرْعِيَّاتِ: قَوْلُهٗ: أَنْتِ طَالِقٌ، فَإِنَّ هٰذَا نَعْتُ الْمَرْأَةِ إِلَّا أَنَّ النَّعْتَ يَقْتَضِي الْمَصْدَرَ، فَكَأَنَّ الْمَصْدَرَ مَوْجُوْدٌ بِطَرِيْقِ الْاِقْتِضَاءِ، وَإِذَا قَالَ: أَعْتِقْ عَبْدَكَ عَنِّي بِأَلْفِ دِرْهَمٍ، فَقَالَ: أَعْتَقْتُ يَقَعُ الْعِتْقُ عَنِ الْآمِرِ فَيَجِبُ عَلَيْهِ الْأَلْفُ. وَلَوْ كَانَ الْآمِرُ نَوٰى بِهِ الْكَفَّارَةَ يَقَعُ عَمَّا نَوٰى، وَذٰلِكَ؛ لِأَنَّ قَوْلَهٗ: أَعْتِقْ عَنِّي بِأَلْفِ دِرْهَمٍ يَقْتَضِي مَعْنٰى قَوْلِهٖ بِعْهُ عَنِّي بِأَلْفٍ ثُمَّ كُنْ وَكِيْلِي بِالْإِعْتَاقِ فَأَعْتِقْهُ عَنِّي، فَيَثْبُتُ الْبَيْعُ بِطَرِيْقِ الْاِقْتِضَاءِ وَيَثْبُتُ الْقَبُوْلُ كَذٰلِكَ؛ لِأَنَّهٗ رُكْنٌ فِي بَابِ الْبَيْعِ. وَلِهٰذَا قَالَ أَبُوْ يُوْسُفَ: إِذَا قَالَ: أَعْتِقْ عَبْدِيْ بِغَيْرِ شَيْءٍ، فَقَالَ: أَعْتَقْتُ يَقَعُ الْعِتْقُ عَنِ الْآمِرِ، وَيَكُوْنُ هٰذَا مُقْتَضِيًا لِلْهِبَةِ وَالتَّوْكِيْلِ، وَلَا يُحْتَاجُ فِيْهِ إِلَى الْقَبْضِ؛ لِأَنَّهٗ بِمَنْزِلَةِ الْقَبُوْلِ فِي بَابِ الْبَيْعِ. وَلٰكِنَّا نَقُوْلُ: الْقَبُوْلُ رُكْنٌ فِي بَابِ الْبَيْعِ. فَإِذَا أَثْبَتْنَا الْبَيْعَ اقْتِضَاءً أَثْبَتْنَا الْقَبُوْلَ ضَرُوْرَةً، بِخِلَافِ الْقَبْضِ فِي بَابِ الْهِبَةِ، فَإِنَّهٗ لَيْسَ بِرُكْنٍ فِي الْهِبَةِ لِيَكُوْنَ الْحُكْمُ بِالْهِبَةِ بِطَرِيْقِ الْاِقْتِضَاءِ حُكْمًا بِالْقَبْضِ.

ترجمہ: اور مقتضی، یہ عبارۃ النص سے زائد ہوتا ہے اور نص کا معنی اسی کے ذریعے متحقق ہوتا ہے گویا نص نے اس کا تقاضا کیا تا کہ اس کا معنی ذاتی طور پر صحیح ہو جائے۔

شرعی مسائل میں اس کی مثال اس طرح ہے کسی شخص نے (اپنی بیوی سے) کہا تو طلاق والی ہے تو یہ عورت کی صفت ہے مگر صفت مصدر کا تقاضا کرتی ہے گویا مصدر اقتضاء کے طریقے پر موجود ہے اور جب کسی شخص نے (دوسرے آدمی سے) کہا: أَعْتِقْ عَبْدَكَ عَنِّي بِأَلْفِ دِرْهَمٍ "اپنے غلام کو میری طرف سے ایک ہزار درہموں کے بدلے میں آزاد کرو"، اس نے جواب میں کہا میں نے آزاد کیا تو حکم دینے والے کی طرف سے آزادی واقع ہو جائے گی اور اس پر ایک ہزار درہم واجب ہو جائیں گے۔ اور اگر حکم دینے والا اس سے کفارے کا ارادہ کرے تو جو نیت کی اس سے ادائیگی ہوگی اور یہ اس لیے کہ اس کا قول "میری طرف سے ایک ہزار درہموں کے بدلے میں آزاد کرو"۔

اس کے اس قول کا تقاضا کرتا ہے کہ اسے مجھ پر ایک ہزار کے بدلے میں فروخت کرو پھر آزاد کرنے کے لیے میرا وکیل بن کر میری طرف سے آزاد کرو پس بیع اقتضاء کے طریقے پر ثابت ہو جائے گی اسی طرح قبول کرنا بھی ثابت ہوگا کیونکہ وہ بیع کے باب میں رُکن ہے۔

اور اسی لیے حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جب وہ کہے کہ میری طرف سے اپنے غلام کو کسی بدلے کے بغیر آزاد کرو" اور وہ جواب میں کہے: "میں نے آزاد کیا" تو حکم دینے والے کی طرف سے آزادی واقع ہو جائے گی اور یہ الفاظ ھبہ اور وکیل بنانے کا تقاضا کریں گے اور اس میں قبضہ کی ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ یہ اسی طرح ہے جیسے بیع میں قبول کرنا ہوتا ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ قبولیت، بیع میں رُکن ہے پس جب ہم نے اقتضاء کے طور پر بیع کو ثابت کیا تو ضرورت کے تحت قبولیت ثابت ہوگئی۔ بخلاف ھبہ میں قبضہ کے، کیونکہ وہ ھبہ میں رُکن نہیں کہ اقتضاء کے طور پر ھبہ کا حکم قبضہ کا بھی حکم ہو۔

مقتضی کا حکم

(۵۶) وَحُكْمُ الْمُقْتَضٰى أَنَّهٗ يَثْبُتُ بِطَرِيْقِ الضَّرُوْرَةِ، فَيُقَدَّرُ بِقَدْرِ الضَّرُوْرَةِ. وَلِهٰذَا قُلْنَا: إِذَا قَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ وَنَوٰى بِهِ الثَّلَاثَ لَا يَصِحُّ؛ لِأَنَّ الطَّلَاقَ يُقَدَّرُ مَذْكُوْرًا بِطَرِيْقِ الْاِقْتِضَاءِ، فَيُقَدَّرُ بِقَدْرِ الضَّرُوْرَةِ، وَالضَّرُوْرَةُ تَرْتَفِعُ بِالْوَاحِدِ فَيُقَدَّرُ مَذْكُوْرًا فِي حَقِّ الْوَاحِدِ. وَعَلٰى هٰذَا يَخْرُجُ الْحُكْمُ فِي قَوْلِهٖ: إِنْ أَكَلْتُ وَنَوٰى بِهٖ طَعَامًا دُوْنَ طَعَامٍ؛ لِأَنَّ الْأَكْلَ يَقْتَضِي طَعَامًا. فَكَانَ ذٰلِكَ ثَابِتًا بِطَرِيْقِ الْاِقْتِضَاءِ. فَيُقَدَّرُ بِقَدْرِ الضَّرُوْرَةِ، وَالضَّرُوْرَةُ تَرْتَفِعُ بِالْفَرْدِ الْمُطْلَقِ، وَلَا تَخْصِيْصَ فِي الْفَرْدِ الْمُطْلَقِ؛ لِأَنَّ التَّخْصِيْصَ يَعْتَمِدُ الْعُمُوْمَ. وَلَوْ قَالَ بَعْدَ الدُّخُوْلِ: اِعْتَدِّيْ وَنَوٰى بِهِ الطَّلَاقَ، فَيَقَعُ الطَّلَاقُ اقْتِضَاءً؛ لِأَنَّ الْاِعْتِدَادَ يَقْتَضِيْ وُجُوْدَ الطَّلَاقِ. فَيُقَدَّرُ الطلاقُ مَوْجُوْدًا ضَرُوْرَةً. وَلِهٰذَا كَانَ الْوَاقِعُ بِهٖ رَجْعِيًّا؛ لِأَنَّ صِفَةَ الْبَيْنُوْنَةِ زَائِدَةٌ عَلٰى قَدْرِ الضَّرُوْرَةِ. فَلَا يَثْبُتُ بِطَرِيْقِ الْاِقْتِضَاءِ، وَلَا يَقَعُ إِلَّا وَاحِدٌ؛ لِمَا ذَكَرْنَا.

ترجمہ: اور مقتضی کا حکم یہ ہے کہ وہ ضرورت کے تحت ثابت ہوتا ہے لہٰذا ضرورت کی مقدار کے مطابق ثابت ہوگا۔ اور اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ جب اس نے کہا: أَنْتِ طَالِقٌ اور اس

سے تین کی نیت کی تو یہ صحیح نہیں کیونکہ طلاق اقتضاء کے طریقے پر مقدر (پوشیدہ) ہے پس بقدر ضرورت کی مقدار مقدر ہوگی۔

اور ضرورت ایک طلاق سے پوری ہو جاتی ہے لہٰذا وہ تقدیری طور پر ایک کے حق میں مذکور ہوگی اور اسی بنیاد پر کسی شخص کے اس قول پر احکام نکالے جائیں گے جب وہ کہے: اِنْ اَكَلْتِ فَاَنْتِ طَالِقٌ ''اگر تو کھائے تو تجھے طلاق ہے'' اور اس سے کوئی خاص کھانا مراد لے دوسرا کھانا مراد نہ لے کیونکہ کھانا، طعام کا تقاضا کرتا ہے پس یہ اقتضاء کے طور پر ثابت ہوگا اور ضرورت کی مقدار پر مقدر ہوگا اور ضرورت کسی ایک فرد (مطلق فرد) سے بھی پوری ہو جاتی ہے اور مطلق فرد میں تخصیص نہیں ہوتی کیونکہ تخصیص کا دارومدار عموم پر ہوتا ہے اور اگر عورت سے جماع کے بعد کہے: اِعْتَدِّیْ عدت گزار اور اس سے طلاق کی نیت کرے تو اقتضاء کے طور پر طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ عدت طلاق کے وجود کا تقاضا کرتی ہے لہٰذا ضرورت کے تحت طلاق کا وجود مقدر ہوگا اور اسی لیے اس سے طلاق رجعی واقع ہوگی۔

کیونکہ بینونت (بائن ہونا) ضرورت سے زائد صفت ہے پس وہ اقتضاء کے طریقے پر ثابت نہیں ہوتی اور اس سے صرف ایک طلاق واقع ہوگی اس وجہ سے جو ہم نے ذکر کی ہے۔

سوالات

۱۔ متعلقات النصوص سے کیا مراد ہے۔ متعلقات کے لام پر فتح ہے یا کسرہ یہ متعلقات کتنے اور کون کون سے ہیں۔

۲۔ عبارۃ النص کی وضاحت کریں اور مثال ذکر کریں۔

۳۔ اشارۃ النص کسے کہتے ہیں اس کی کوئی مثال بیان کریں۔

۴۔ مسئلہ استیلاء کیا ہے اور اس کے تحت کون کون سے مسائل ثابت ہوتے ہیں۔

۵۔ روزے کی حالت میں کوئی چیز چکھنا جائز ہے اس کا ثبوت کیسے ہوگا۔

۶۔ جنابت روزے کے منافی نہیں۔ یہ کس آیت سے کس طرح ثابت ہوا۔

۷۔ دلالت النص کی تعریف کریں اور اس کی مثال ذکر کریں۔

۸۔ دلالت النص، عبارت النص کی طرح ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

۹۔ وہ کون سی نص ہے جس سے ماہِ رمضان کے روزے کی حالت میں قصداً جماع کرنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس ضمن میں حدیث میں مذکورہ واقعہ بھی ذکر کریں۔

۱۰۔ ماہِ رمضان کے روزے کی حالت میں قصداً کھانے پینے سے کفارہ لازم آتا ہے اس کا ثبوت کیسے ہوگا۔

۱۱۔ مقتضی النص کی تعریف کریں اور شرعی احکام میں اس کی مثال ذکر کریں۔

۱۲۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا اَنْتِ طَالِقٌ تو کیا اس سے تین طلاقوں کی نیت کر سکتا ہے اگر نہیں تو کیوں؟

۱۳۔ اگر بیوی سے کہا اِعْتَدِّیْ ''عدت گزار'' تو اس سے طلاق کیسے ثابت ہوگی اور کون سی طلاق ثابت ہوگی۔

۱۴۔ عبارہ النص میں صریح عبارت سے حکم ثابت ہوتا ہے باقی نصوص میں سے کس نص میں عبارت مقدر ہوتی ہے اور کس میں عبارت مقدر نہیں ہوتی۔

فصل: امر کا بیان

امر کی بحث

(٥٨) فَصْلٌ: فِي الْأَمْرِ الْأَمْرُ فِي اللُّغَةِ: قَوْلُ الْقَائِلِ لِغَيْرِهِ: اِفْعَلْ. وَفِي الشَّرْعِ: تَصَرُّفُ إِلْزَامِ الْفِعْلِ عَلَى الْغَيْرِ. وَذَكَرَ بَعْضُ الْأَئِمَّةِ: أَنَّ الْمُرَادَ بِالْأَمْرِ يَخْتَصُّ بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ، وَاسْتَحَالَ أَنْ يَكُونَ مَعْنَاهُ أَنَّ حَقِيقَةَ الْأَمْرِ يَخْتَصُّ بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالٰى مُتَكَلِّمٌ فِي الْأَزَلِ عِنْدَنَا، وَكَلَامُهُ أَمْرٌ وَنَهْيٌ وَإِخْبَارٌ وَاسْتِخْبَارٌ وَاسْتَحَالَ وُجُودُ هٰذِهِ الصِّيغَةِ فِي الْأَزَلِ. وَاسْتَحَالَ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ مَعْنَاهُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْأَمْرِ لِلْآمِرِ يَخْتَصُّ بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ؛ فَإِنَّ الْمُرَادَ لِلشَّارِعِ بِالْأَمْرِ وُجُوبُ الْفِعْلِ عَلَى الْعَبْدِ، وَهُوَ مَعْنَى الْاِبْتِلَاءِ عِنْدَنَا، وَقَدْ ثَبَتَ الْوُجُوبُ بِدُونِ هٰذِهِ الصِّيغَةِ، أَلَيْسَ أَنَّهُ وَجَبَ الْإِيمَانُ عَلَى مَنْ لَمْ تَبْلُغْهُ الدَّعْوَةُ بِدُونِ وُرُودِ السَّمْعِ. قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: لَوْ لَمْ يَبْعَثِ اللهُ تَعَالٰى رَسُولًا لَوَجَبَ عَلَى الْعُقَلَاءِ مَعْرِفَتُهُ بِعُقُولِهِمْ. فَيُحْمَلُ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِالْأَمْرِ يَخْتَصُّ بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ فِي حَقِّ الْعَبْدِ فِي الشَّرْعِيَّاتِ حَتّٰى لَا يَكُونَ فِعْلُ الرَّسُولِ بِمَنْزِلَةِ قَوْلِهِ: «اِفْعَلُوا»، وَلَا يَلْزَمُ اِعْتِقَادُ الْوُجُوبِ بِهِ، وَالْمُتَابَعَةُ فِي أَفْعَالِهِ ﷺ إِنَّمَا تَجِبُ عِنْدَ الْمُوَاظَبَةِ، وَانْتِفَاءِ دَلِيلِ الْاِخْتِصَاصِ.

ترجمہ: یہ فصل امر کے بارے میں ہے لغت میں کسی کہنے والے کا اپنے غیر سے کہنا کہ (یہ کام) کرو، امر ہے اور شریعت میں غیر پر کسی فعل کو لازم کرنا امر ہے بعض ائمہ نے ذکر کیا کہ امر سے مراد اس صیغہ (اِفْعَلْ یعنی کرو) کے ساتھ خاص ہے۔

اور یہ بات محال ہے کہ اس کا یہ معنی ہو کہ حقیقت امر اس صیغہ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ ازل میں متکلم تھا اور اس کا کلام امر، خبر دینا اور خبر حاصل کرنا تھا۔ اور ازل میں اس صیغے کا وجود محال تھا اور یہ بات بھی محال تھی کہ آمر کے لیے امر سے مراد اس صیغے کے ساتھ خاص ہو کیونکہ امر سے شارع کی مراد بندے پر فعل کو واجب کرنا ہے اور وہ ہمارے نزدیک امتحان والا معنی ہے اور وجوب اس صیغے کے بغیر بھی ثابت ہوتا ہے۔ کیا یہ بات نہیں کہ جس شخص تک

(اسلام کی) دعوت نہیں پہنچتی اس پر بھی ایمان واجب ہے حالانکہ وہاں سننا نہیں پایا گیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ کسی رسول (علیہ السلام) کو نہ بھی بھیجتا تو عقل والوں پر اس کی معرفت ان کی عقلوں کے ذریعے واجب ہوتی۔ پس اس بات کو اس معنی پر محمول کیا جائے گا کہ بندوں کے حق میں شرعی احکام کے سلسلے میں امر اس صیغے کے ساتھ خاص ہے حتیٰ کہ رسول ﷺ کا فعل آپ کے قول کہ (فلاں کام) کرو کے برابر نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کا اعتقاد واجب ہوگا اور رسول اللہ ﷺ کے افعال کی اتباع آپ کے ان اعمال کو ہمیشہ کرنے اور آپ کے ساتھ خاص ہونے کی دلیل نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

فصل: کیا مطلق امر سے لزوم ثابت ہوتا ہے

(٥٩) فَصْلٌ: اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِي الْأَمْرِ الْمُطْلَقِ أَيِ الْمُجَرَّدِ عَنِ الْقَرِينَةِ الدَّالَّةِ عَلَى اللُّزُومِ وَعَدَمِ اللُّزُومِ نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ ❶، وَقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ ❷ وَالصَّحِيحُ مِنَ الْمَذْهَبِ: أَنَّ مُوجَبَهُ الْوُجُوبُ إِلَّا إِذَا قَامَ الدَّلِيلُ عَلَى خِلَافِهِ؛ لِأَنَّ تَرْكَ الْأَمْرِ مَعْصِيَةٌ كَمَا أَنَّ الْاِئْتِمَارَ طَاعَةٌ. قَالَ الْحَمَاسِيُّ:

أَطَعْتِ لِآمِرِيكِ بِصَرْمِ حَبْلِي ... مُرِيهِمْ فِي أَحِبَّتِهِمْ بِذَاكِ
فَهُمْ إِنْ طَاوَعُوكِ فَطَاوِعِيهِمْ ... وَإِنْ عَاصَوْكِ فَاعْصِي مَنْ عَصَاكِ

وَتَحْقِيقُهُ أَنَّ لُزُومَ الْاِئْتِمَارِ إِنَّمَا يَكُونُ بِقَدْرِ وِلَايَةِ الْآمِرِ عَلَى الْمُخَاطَبِ. وَلِهٰذَا إِذَا وَجَّهْتَ صِيغَةَ الْأَمْرِ إِلَى مَنْ لَا يَلْزَمُهُ طَاعَتُكَ أَصْلًا لَا يَكُونُ ذٰلِكَ مُوجِبًا لِلْاِئْتِمَارِ، وَإِذَا وَجَّهْتَهَا إِلَى مَنْ يَلْزَمُهُ طَاعَتُكَ مِنَ الْعَبِيدِ لَزِمَهُ الْاِئْتِمَارُ لَا مُحَالَةَ، حَتّٰى لَوْ تَرَكَهُ اخْتِيَارًا يَسْتَحِقُّ الْعِقَابَ عُرْفًا وَشَرْعًا. فَعَلٰى هٰذَا عَرَفْنَا أَنَّ لُزُومَ الْاِئْتِمَارِ بِقَدْرِ وِلَايَةِ الْآمِرِ. إِذَا ثَبَتَ هٰذَا فَنَقُولُ: إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِلْكًا كَامِلًا فِي كُلِّ جُزْءٍ مِنْ أَجْزَاءِ الْعَالَمِ، وَلَهُ التَّصَرُّفُ كَيْفَ مَا شَاءَ وَأَرَادَ. وَإِذَا ثَبَتَ أَنَّ مَنْ لَهُ الْمِلْكُ الْقَاصِرُ فِي الْعَبْدِ كَانَ تَرْكُ الْاِئْتِمَارِ سَبَبًا لِلْعِقَابِ، فَمَا ظَنُّكَ فِي تَرْكِ أَمْرِ مَنْ أَوْجَدَكَ مِنَ الْعَدَمِ، وَأَدَرَّ عَلَيْكَ شَآبِيبَ النِّعَمِ.

❶ سورۃ الاعراف، آیت: ۲۰۴ ❷ سورۃ الاعراف، آیت: ۱۹

ترجمہ: اس بات میں لوگوں (مجتہدین) کا اختلاف ہے کہ جو امر لزوم اور عدم لزوم کے قرینے سے خالی ہو (تو اس کا کیا حکم ہوگا) جیسے ارشادِ خداوندی ہے: وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (۲۰۴) ❶ "اور جب قرآن مجید پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے" اور ارشادِ خداوندی ہے: وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۱۹) ❷ "اور تم دونوں (حضرت آدم وحواء علیہما السلام) اس درخت کے قریب نہ جانا پس تم زیادتی کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے" اور صحیح مذہب یہ ہے کہ امر کا موجب وجوب ہے مگر جب اس کے خلاف دلیل قائم ہو۔ کیونکہ امر (پر عمل) کو ترک کرنا نافرمانی ہے جس طرح اس کے مطابق عمل کرنا فرمانبرداری ہے دیوان حماسہ میں ہے۔

أَطَعْتِ لِآمِرِيْكِ بِصَرْمِ حَبْلِيْ   مُرِيْهِمْ فِيْ أَحِبَّتِهِمْ بِذَاكِ

فَهُمْ إِنْ طَاوَعُوْكَ فَطَاوِعِيْهِمْ   وَإِنْ عَصَوْكِ فَاعْصِيْ مَنْ عَصَاكِ

ترجمہ: تو نے مجھ سے قطع تعلق میں اپنے آمروں کی بات کو مانا۔ تو ان کو بھی ان کے محبوبوں کے بارے میں اسی بات کا حکم دے۔

پس اگر وہ تیری بات مانیں تو تو ان کی بات مان لے اور اگر وہ تیری بات نہ مانیں تو جو تیری بات نہ مانے تو اس کی بات نہ مان۔

اور حق شرع میں عصیان (نافرمانی) عذاب کا سبب ہے۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ کسی حکم کا لازم ہونا اسی انداز پر ہوتا ہے جس قدر حکم دینے والے کو مخاطب پر ولایت حاصل ہوتی ہے اور اسی لیے جب تم امر کا صیغہ اس شخص کی طرف متوجہ کرو جس پر تمہاری اطاعت بالکل لازم نہیں تو اس پر امر پر بالکل لازم نہیں ہوگا اور اگر تم امر کا صیغہ اپنے غلاموں کی طرف متوجہ کرو جن پر تمہاری فرمانبرداری لازم ہے تو اس پر عمل پیرا ہونا ضرور لازم ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر وہ اپنے اختیار سے اس پر عمل ترک کر دے تو سزا کا مستحق ہوگا یہ عرف بھی ہے اور شریعت بھی تو اس بنیاد پر ہم نے جان لیا کہ کسی کے حکم پر عمل پیرا ہونا اسی قدر ہوتا ہے جس قدر حکم دینے والے کو ولایت حاصل ہوتی ہے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی تو ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کائنات کے اجزاء میں سے ہر جزء پر

❶ سورۃ الاعراف، آیت: ۲۰۴ ❷ سورۃ الاعراف، آیت: ۱۹

کامل ولایت حاصل ہے اور وہ جس طرح چاہے اور ارادہ کرے اس میں تصرف (عمل) کر سکتا ہے اور جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ جس کو اپنے غلام پر قاصر ملک حاصل ہے تو اس کی حکم عدولی سزا کا سبب ہے تو اس ذات کے حکم پر عمل نہ کرنے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس نے تمہیں وجود عطا کیا اور بڑی بڑی نعمتیں عطا کیں۔

فصل: امر تکرار کو نہیں چاہتا اور تفریعات

فَصْلٌ: اَلْأَمْرُ بِالْفِعْلِ لَا يَقْتَضِيْ التَّكْرَارَ، وَلِهٰذَا قُلْنَا: لَوْ قَالَ: «طَلِّقْ
(۵۹) اِمْرَأَتِيْ» فَطَلَّقَهَا الْوَكِيْلُ، ثُمَّ تَزَوَّجَهَا الْمُوَكِّلُ لَيْسَ لِلْوَكِيْلِ أَنْ يُطَلِّقَهَا بِالْأَمْرِ الْأَوَّلِ ثَانِيًا. وَلَوْ قَالَ: «زَوِّجْنِيْ اِمْرَأَةً» لَا يَتَنَاوَلُ هٰذَا تزويجًا مرةً بَعْدَ أُخْرىٰ. وَلَوْ قَالَ لِعَبْدِهٖ: «تَزَوَّجْ» لَا يَتَنَاوَلُ ذٰلِكَ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً؛ لِأَنَّ الْأَمْرَ بِالْفِعْلِ طَلَبُ تَحْقِيْقِ الْفِعْلِ عَلىٰ سَبِيْلِ الْاِخْتِصَارِ، فَإِنَّ قَوْلَهٗ: «اِضْرِبْ» مُخْتَصَرٌ مِنْ قَوْلِهٖ: «اِفْعَلْ فِعْلَ الضَّرْبِ»، وَالْمُخْتَصَرُ مِنَ الْكَلَامِ وَالْمُطَوَّلُ سَوَاءٌ فِي الحكم. ثُمَّ الْأَمْرُ بِالضَّرْبِ أَمْرٌ بِجِنْسِ تَصَرُّفٍ مَعْلُوْمٍ، وَحُكْمُ اِسْمِ الْجِنْسِ أَنْ يَتَنَاوَلَ الْأَدْنىٰ عِنْدَ الْإِطْلَاقِ، وَيَحْتَمِلُ كُلَّ الْجِنْسِ.

ترجمہ: اور کسی فعل کا حکم (امر) تکرار کو نہیں چاہتا اور اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ اگر کسی شخص نے (کسی دوسرے آدمی سے) کہا: "میری عورت کو طلاق دو" پس وکیل نے اسے طلاق دے دی پھر موکل نے اس عورت سے نکاح کر لیا تو وکیل کو اس بات کا حق نہیں کہ اس پہلے حکم کی وجہ سے دوبارہ طلاق دے اور اگر کہا کہ کسی عورت سے میرا نکاح کر دے تو یہ حکم ایک کے بعد دوسری بار نکاح کرنے کو شامل نہیں ہوگا۔

اور اگر کسی نے اپنے غلام سے کہا "نکاح کرو" تو یہ ایک بار کے علاوہ کو شامل نہیں ہوگا کیونکہ کسی فعل کا حکم اختصار کے طور پر فعل کے ثبوت کو طلب کرتا ہے کیونکہ کسی کا قول اِضْرِبْ یہ اِفْعَلْ فِعْلَ الضَّرْبِ سے مختصر ہے اور حکم میں مختصر اور طویل کلام برابر ہوتے ہیں پھر مارنے کا حکم معلوم تصرف کی جنس کا حکم ہے اور اسم جنس کا حکم یہ ہے کہ جب مطلق ہو تو ادنیٰ مراد ہوتا ہے اور کل جنس کا بھی احتمال رکھتا ہے۔

(۶۰) وَعَلىٰ هٰذَا قُلْنَا: إِذَا حَلَفَ لَا يَشْرَبُ الْمَاءَ يَحْنَثُ بِشُرْبِ أَدْنىٰ قَطْرَةٍ مِّنْهُ

وَلَوْ نَوٰى بِهٖ جَمِيْعَ مِيَاهِ الْعَالَمِ صَحَّتْ نِيَّتُهٗ. وَلِهٰذَا قُلْنَا: إِذَا قَالَ لَهَا: «طَلِّقِيْ نَفْسَكِ» فَقَالَتْ: «طَلَّقْتُ» يَقَعُ الْوَاحِدَةُ، وَلَوْ نَوٰى الثَّلَاثَ صَحَّتْ نِيَّتُهٗ. وَكَذٰلِكَ لَوْ قَالَ لِآخَرَ: «طَلِّقْهَا» يَتَنَاوَلُ الْوَاحِدَةَ عِنْدَ الْإِطْلَاقِ، وَلَوْ نَوٰى الثَّلَاثَ صَحَّتْ نِيَّتُهٗ، وَلَوْ نَوٰى الثِّنْتَيْنِ لَا يَصِحُّ، إِلَّا إِذَا كَانَتِ الْمَنْكُوْحَةُ أَمَةً؛ فَإِنَّ نِيَّةَ الثِّنْتَيْنِ فِيْ حَقِّهَا نِيَّةٌ بِكُلِّ الْجِنْسِ. وَلَوْ قَالَ لِعَبْدِهٖ: «تَزَوَّجْ» يَقَعُ عَلٰى تَزَوُّجِ امْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ، وَلَوْ نَوٰى الثِّنْتَيْنِ صَحَّتْ نِيَّتُهٗ؛ لِأَنَّ ذٰلِكَ كُلُّ الْجِنْسِ فِيْ حَقِّ الْعَبْدِ.

ترجمہ: اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ پانی نہیں پیے گا تو چھوٹا سا قطرہ پینے سے بھی حانث ہوجائے گا اور اگر وہ دنیا کے تمام پانیوں کی نیت کرے تو اس کی نیت صحیح ہوگی۔ اور اسی لیے ہم نے کہا کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: ''اپنے آپ کو طلاق دو'' اس نے کہا: میں نے طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر وہ تین کی نیت کرے تو اس کی نیت صحیح ہوگی۔

اور اسی طرح اگر وہ کسی دوسرے شخص سے کہے کہ اسے طلاق دو تو مطلق لفظ بولنے سے ایک طلاق مراد ہوگی اور وہ تین کی نیت کرے تو اس کی نیت صحیح ہوگی اور اگر وہ دو کی نیت کرے تو صحیح نہیں ہوگی۔ البتہ یہ کہ وہ لونڈی ہو کیونکہ اس کے حق میں دو کی نیت پوری جنس کی نیت ہو گی۔ اور اگر کسی نے اپنے غلام سے کہا نکاح کرو تو ایک عورت سے نکاح مراد ہوگا اور اگر وہ دو کی نیت کرے تو نیت صحیح ہوگی کیونکہ غلام کے حق میں یہ مکمل جنس ہے۔

عبادات کا تکرار

(٦١) وَلَا يَتَأَتّٰى عَلٰى ذَالِكَ فَصْلُ تَكْرَارِ الْعِبَادَاتِ؛ فَإِنَّ ذٰلِكَ لَمْ يَثْبُتْ بِالْأَمْرِ، بَلْ بِتَكْرَارِ أَسْبَابِهَا الَّتِيْ يَثْبُتُ بِهَا الْوُجُوْبُ. وَالْأَمْرُ لِطَلَبِ أَدَاءِ مَا وَجَبَ فِي الذِّمَّةِ بِسَبَبٍ سَابِقٍ لَا لِإِثْبَاتِ أَصْلِ الْوُجُوْبِ، وَهٰذَا بِمَنْزِلَةِ قَوْلِ الرَّجُلِ: «أَدِّ ثَمَنَ الْمَبِيْعِ وَأَدِّ نَفَقَةَ الزَّوْجَةِ». فَإِذَا وَجَبَتِ الْعِبَادَةُ بِسَبَبِهَا، فَتَوَجَّهَ الْأَمْرُ لِأَدَاءِ مَا وَجَبَ مِنْهَا عَلَيْهِ. ثُمَّ الْأَمْرُ لَمَّا كَانَ يَتَنَاوَلُ الْجِنْسَ يَتَنَاوَلُ جِنْسَ مَا وَجَبَ عَلَيْهِ. وَمِثَالُهٗ مَا يُقَالُ: إِنَّ الْوَاجِبَ فِيْ وَقْتِ الظُّهْرِ هُوَ الظُّهْرُ، فَتَوَجَّهَ الْأَمْرُ لِأَدَاءِ ذٰلِكَ الْوَاجِبِ، ثُمَّ إِذَا تَكَرَّرَ الْوَقْتُ تَكَرَّرَ الْوَاجِبُ

فَيَتَنَاوَلُ الْأَمْرُ ذٰلِكَ الْوَاجِبَ الْآخَرَ ضَرُوْرَةَ تَنَاوُلِهٖ كُلَّ الْجِنْسِ الْوَاجِبِ عَلَيْهِ صَوْمًا كَانَ أَوْ صَلَاةً. فَكَانَ تَكْرَارُ الْعِبَادَةِ الْمُتَكَرِّرَةِ بِهٰذَا الطَّرِيْقِ لَا بِطَرِيْقِ أَنَّ الْأَمْرَ يَقْتَضِي التَّكْرَارَ.

ترجمہ: اس پر عبادات کے تکرار والے مسئلہ سے اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ (تکرار) امر سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اسباب کے تکرار سے (عبادت کا تکرار) ہوتا ہے جن اسباب سے وجوب ثابت ہوتا ہے اور امر اس چیز کی ادائیگی کی طلب کے لیے ہوتا ہے جو گذشتہ سبب کی وجہ سے ذمہ میں واجب ہوتی ہے اصل وجوب کو ثابت کرنے کے لیے نہیں اور یہ کسی شخص کے اس قول کی طرح ہے کہ وہ کسی سے کہے کہ «أَدِّ ثَمَنَ الْمَبِيْعِ وَأَدِّ نَفَقَةَ الزَّوْجَةِ» ''مبیع کی قیمت ادا کرو'' اور ''بیوی کا خرچہ ادا کرو'' پس جب عبادت اپنے سبب کے ساتھ واجب ہوتی ہے تو امر اس عبادت کی ادائیگی کے لیے متوجہ ہوتا ہے جو اس پر واجب ہوئی پھر جب امر جنس کو شامل ہے تو اس پر جو عبادت واجب ہوئی وہ اس کی (پوری) جنس کو شامل ہوتا ہے۔

اور اس کی مثال وہ ہے جو کہا جاتا ہے کہ ظہر کے وقت، ظہر کی نماز واجب ہوتی ہے پس اس وقت امر اس کی ادائیگی کے لیے متوجہ ہوتا ہے پھر جب وقت کا تکرار ہوتا ہے تو واجب کا بھی تکرار ہوتا ہے لہٰذا امر اس دوسرے واجب کو شامل ہوتا ہے کہ یہ بات ضروری ہے کہ وہ واجب کی تمام جنس کو شامل ہو وہ روزہ ہو یا نماز۔ پس جن عبادات میں تکرار ہوتا ہے وہ تکرار اس طریقے پر ہے اس طریقے پر نہیں کہ امر تکرار کو چاہتا ہے۔

مامور بہ کی اقسام

(٦٢) فَصْلٌ اَلْمَأْمُوْرُ بِهٖ نَوْعَانِ: مُطْلَقٌ عَنِ الْوَقْتِ وَمُقَيَّدٌ بِهٖ. وَحُكْمُ الْمُطْلَقِ أَنْ يَكُوْنَ الْأَدَاءُ وَاجِبًا عَلَى التَّرَاخِيْ بِشَرْطِ أَنْ لَّا يَفُوْتَهٗ فِي الْعُمُرِ. وَعَلٰى هٰذَا قَالَ مُحَمَّدٌ فِيْ «الْجَامِعِ»: لَوْ نَذَرَ أَنْ يَعْتَكِفَ شَهْرًا، لَهٗ أَنْ يَعْتَكِفَ أَيَّ شَهْرٍ شَاءَ. وَلَوْ نَذَرَ أَنْ يَصُوْمَ شَهْرًا لَهٗ أَنْ يَصُوْمَ أَيَّ شَهْرٍ شَاءَ، وَفِي الزَّكَاةِ، وَصَدَقَةِ الْفِطْرِ، وَالْعُشْرِ الْمَذْهَبُ الْمَعْلُوْمُ أَنَّهٗ لَا يَصِيْرُ بِالتَّأْخِيْرِ مُفَرِّطًا؛ فَإِنَّهٗ لَوْ هَلَكَ النِّصَابُ سَقَطَ الْوَاجِبُ. وَالْحَانِثُ إِذَا ذَهَبَ مَالُهٗ وَصَارَ فَقِيْرًا كَفَّرَ بِالصَّوْمِ. وَعَلٰى هٰذَا لَا يَجُوْزُ قَضَاءُ الصَّلَاةِ فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوْهَةِ؛ لِأَنَّهٗ لَمَّا وَجَبَ

مُطْلَقًا وَجَبَ كَامِلًا. فَلَا يَخْرُجُ عَنِ الْعُهْدَةِ بِأَدَاءِ النَّاقِصِ. فَيَجُوْزُ الْعَصْرُ عِنْدَ الْاِحْمِرَارِ أَدَاءً وَلَا يَجُوْزُ قَضَاءً. وَعَنِ الْكَرْخِيِّ أَنَّ مُوْجَبَ الْأَمْرِ الْمُطْلَقِ الْوُجُوْبُ عَلَى الْفَوْرِ، وَالْخِلَافُ مَعَهٗ فِي الْوُجُوْبِ، وَلَا خِلَافَ فِيْ أَنَّ الْمُسَارَعَةَ إِلَى الْاِئْتِمَارِ مَنْدُوْبٌ إِلَيْهَا.

ترجمہ: فصل: مامور بہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) جس میں وقت کی قید نہیں۔ اور (۲) جو وقت کی قید کے ساتھ ہے اور مطلق کا حکم یہ ہے کہ وہ تاخیر کے ساتھ واجب ہوتا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ زندگی میں وہ فوت نہ ہو اور اسی وجہ سے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے نذر مانی کہ وہ ایک مہینہ اعتکاف بیٹھے گا تو وہ جس مہینے میں چاہے اعتکاف بیٹھ سکتا ہے۔

اور اگر اس نے نذر مانی کہ وہ ایک مہینہ روزے رکھے گا تو وہ جس مہینے میں چاہے روزے رکھ سکتا ہے اور زکوٰۃ، صدقہ فطر اور عشر میں معروف مذہب یہ ہے کہ تاخیر کی وجہ سے وہ کوتاہی کرنے والا نہیں ہوگا۔ پس اگر نصاب ہلاک ہو گیا تو واجب ساقط ہو گیا۔

اور جو شخص حانث ہوا (قسم ٹوٹ گئی یا توڑ دی) جب اس کا مال چلا جائے اور وہ فقیر ہو جائے تو وہ روزے کے ذریعے کفارہ ادا کرے اور یہی وجہ ہے کہ مکروہ اوقات میں قضاء، نماز واجب نہیں ہوتی کیونکہ جب وہ وقت کی قید سے آزاد (یعنی مطلق) واجب ہوئی تو کامل ہوئی لہٰذا وہ ناقص ادائیگی کے ساتھ ذمہ داری کو پورا کرنے والا نہیں ہوگا۔

اسی لیے سورج کے زرد رنگ میں بدلنے کے وقت عصر کی نماز بطور ادا جائز ہے قضاء جائز نہیں اور حضرت امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ امر مطلق کا موجَب (جیم پر فتح) فوری وجوب ہے اور ان کے ساتھ اختلاف وجوب میں ہے اس بات میں اختلاف نہیں کہ مامور بہ کو جلدی ادا کرنا مستحب ہے۔

پہلی قسم: مامور بہ موقت (جب وقت ظرف ہو)

۳۳ وَأَمَّا الْمُوَقَّتُ فَنَوْعَانِ: نَوْعٌ يَكُوْنُ الْوَقْتُ ظَرْفًا لِلْفِعْلِ، حَتّٰى لَا يُشْتَرَطُ اسْتِيْعَابُ كُلِّ الْوَقْتِ بِالْفِعْلِ كَالصَّلَاةِ. وَمِنْ حُكْمِ هٰذَا النَّوْعِ أَنَّ وُجُوْبَ الْفِعْلِ فِيْهِ لَا يُنَافِيْ وُجُوْبَ فِعْلٍ آخَرَ فِيْهِ مِنْ جِنْسِهٖ، حَتّٰى لَوْ نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ كَذَا وَكَذَا رَكْعَةً فِيْ وَقْتِ الظُّهْرِ لَزِمَهٗ. وَمِنْ حُكْمِهٖ أَنَّ وُجُوْبَ الصَّلَاةِ فِيْهِ

لَا يُنَافِيْ صِحَّةَ صَلَاةٍ أُخْرٰى فِيْهِ حَتّٰى لَوْ شَغَلَ جَمِيْعَ وَقْتِ الظُّهْرِ لِغَيْرِ الظُّهْرِ يَجُوْزُ. وَمِنْ حُكْمِهٖ أَنَّهٗ لَا يَتَأَدَّى الْمَأْمُوْرُ بِهٖ إِلَّا بِنِيَّةٍ مُعَيَّنَةٍ؛ لِأَنَّ غَيْرَهٗ لَمَّا كَانَ مَشْرُوْعًا فِي الْوَقْتِ لَا يَتَعَيَّنُ هُوَ بِالْفِعْلِ وَإِنْ ضَاقَ الْوَقْتُ؛ لِأَنَّ اعْتِبَارَ النِّيَّةِ بِاعْتِبَارِ الْمُزَاحِمِ، وَقَدْ بَقِيَتِ الْمُزَاحَمَةُ عِنْدَ ضِيْقِ الْوَقْتِ.

ترجمہ: پس موقت کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم وہ ہے جس میں وقت ظرف ہوتا ہے حتیٰ کہ اس میں پورے وقت کو فعل کے ساتھ گھیرنا شرط نہیں جس طرح نماز ہے۔ اور اس قسم کے حکم میں سے یہ بات ہے کہ اس میں کسی فعل کا وجوب کسی دوسرے فعل کے وجوب کے منافی نہیں جو اسی جنس سے ہو۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص نذر مانے کہ وہ ظہر کے وقت میں اتنی اتنی رکعتیں پڑھے گا تو وہ اس پر لازم ہو جائیں گے۔ اور اس کے حکم میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس میں کسی نماز کا واجب ہونا دوسری نماز کے صحیح ہونے کے منافی نہیں حتیٰ کہ اگر وہ ظہر کا تمام وقت کسی دوسری نماز میں مشغول رکھے تو جائز ہے۔ اور اس کا ایک حکم یہ بھی ہے کہ جس کام کا حکم دیا گیا (مامور بہ) وہ معین نیت کے بغیر ادا نہیں ہوتا کیونکہ جب دوسرا عمل اس وقت جائز ہے تو یہ محض فعل سے متعین نہیں ہوگا اگرچہ وقت تنگ ہو جائے کیونکہ مزاحمت کی وجہ سے نیت کا اعتبار ہوتا ہے اور وقت کی تنگی کے باوجود مزاحمت باقی ہوتی ہے۔

دوسری قسم: مامور بہ موقت (جب وقت معیار ہو)

۳۴ وَالنَّوْعُ الثَّانِيْ: مَا يَكُوْنُ الْوَقْتُ مِعْيَارًا لَّهٗ، وَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّوْمِ؛ فَإِنَّهٗ يَتَقَدَّرُ بِالْوَقْتِ وَهُوَ الْيَوْمُ. وَمِنْ حُكْمِهٖ أَنَّ الشَّرْعَ إِذَا عَيَّنَ لَهٗ وَقْتًا لَا يَجِبُ غَيْرُهٗ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ، وَلَا يَجُوْزُ أَدَاءُ غَيْرِهٖ فِيْهِ، حَتّٰى أَنَّ الصَّحِيْحَ الْمُقِيْمَ لَوْ أَوْقَعَ إِمْسَاكَهٗ فِيْ رَمَضَانَ عَنْ وَاجِبٍ آخَرَ يَقَعُ عَنْ رَمَضَانَ لَا عَمَّا نَوٰى، وَإِذَا انْدَفَعَ الْمُزَاحِمُ فِي الْوَقْتِ سَقَطَ اشْتِرَاطُ التَّعْيِيْنِ؛ فَإِنَّ ذٰلِكَ لِقَطْعِ الْمُزَاحَمَةِ، وَلَا يَسْقُطُ أَصْلُ النِّيَّةِ؛ لِأَنَّ الْإِمْسَاكَ لَا يَصِيْرُ صَوْمًا إِلَّا بِالنِّيَّةِ، فَإِنَّ الصَّوْمَ شَرْعًا هُوَ الْإِمْسَاكُ عَنِ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ نَهَارًا مَعَ النِّيَّةِ. وَإِنْ لَّمْ يُعَيِّنِ الشَّرْعُ لَهٗ وَقْتًا، فَإِنَّهٗ لَا يَتَعَيَّنُ الْوَقْتُ لَهٗ بِتَعْيِيْنِ الْعَبْدِ، حَتّٰى لَوْ عَيَّنَ الْعَبْدُ أَيَّامًا لِقَضَاءِ رَمَضَانَ لَا تَتَعَيَّنُ هِيَ لِلْقَضَاءِ، وَيَجُوْزُ فِيْهَا صَوْمُ الْكَفَّارَةِ

وَالنَّفْلِ، وَيَجُوْزُ قَضَاءُ رَمَضَانَ فِيْهَا وَغَيْرُهَا. وَمِنْ حُكْمِ هٰذَا النَّوْعِ أَنَّهٗ يُشْتَرَطُ تَعْيِيْنُ النِّيَّةِ لِوُجُوْدِ الْمُزَاحِمِ.

ترجمہ: اور دوسری نوع وہ ہے جس میں وقت اس (مامور بہ) کے لیے معیار ہوتا ہے۔

اور اس کی مثال روزہ ہے کہ اس کا اندازہ وقت کے ساتھ لگایا جاتا ہے اور وہ دن ہے اور اس کے حکم سے یہ بات ہے کہ جب شریعت نے اس کے لیے ایک وقت متعین کر دیا تو اس وقت میں (اس کی جنس سے) دوسری عبادت واجب نہیں ہوگی اس میں دوسری عبادت (کوئی دوسرا روزہ) ادا کرنا بھی صحیح نہیں۔

حتیٰ کہ اگر صحیح مقیم شخص ماہِ رمضان میں کسی دوسرے واجب (روزے) کی طرف سے کھانے پینے سے رُک جائے تو وہ روزہ ماہِ رمضان کا ہی ہوگا وہ روزہ نہیں ہوگا جس کی نیت کی۔ اور جب اس وقت مزاحم (ٹکرانے والا روزہ) نہ ہو تو متعین کرنے کی نیت بھی ساقط ہو جائے گی کیونکہ وہ مزاحمت کو ختم کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ لیکن اصل نیت ساقط نہیں ہوتی کیونکہ (کھانے پینے سے) رُک جانا نیت کے بغیر روزہ قرار نہیں پاتا) کیونکہ شرعی اعتبار سے دن کے وقت نیت کے ساتھ کھانے پینے اور جماع سے رُکنے کو روزہ کہا جاتا ہے۔

اور اگر شریعت نے اس کے لیے وقت مقرر نہیں کیا تو وہ بندے کے متعین کرنے سے متعین نہیں ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر بندہ مامور رمضان کے روزے قضاء کرنے کے لیے وقت متعین کرے تو وہ قضاء کے لیے متعین نہیں ہوگا اور ان دنوں میں کفارہ کے روزے اور نفلی روزے رکھنا جائز ہے اور اس قسم کے حکم میں سے یہ بات بھی ہے کہ مزاحم کی وجہ سے تعین کی نیت شرط ہے۔

مطلق موقت کو مقید کرنا جائز نہیں

(۶۵) ثُمَّ لِلْعَبْدِ أَنْ يُوْجِبَ شَيْئًا عَلٰى نَفْسِهٖ مُؤَقَّتًا أَوْ غَيْرَ مُوَقَّتٍ وَلَيْسَ لَهٗ تَغْيِيْرُ حُكْمِ الشَّرْعِ. مِثَالُهٗ: إِذَا نَذَرَ أَنْ يَصُوْمَ يَوْمًا بِعَيْنِهٖ لَزِمَهٗ ذٰلِكَ، وَلَوْ صَامَهٗ عَنْ قَضَاءِ رَمَضَانَ أَوْ عَنْ كَفَّارَةِ يَمِيْنِهٖ جَازَ؛ لِأَنَّ الشَّرْعَ جَعَلَ الْقَضَاءَ مُطْلَقًا، فَلَا يَتَمَكَّنُ الْعَبْدُ مِنْ تَغْيِيْرِهٖ بِالتَّقْيِيْدِ بِغَيْرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ، وَلَا يَلْزَمُ عَلٰى هٰذَا مَا إِذَا صَامَهٗ عَنْ نَفْلٍ، حَيْثُ يَقَعُ عَنِ الْمَنْذُوْرِ لَا عَمَّا نَوٰى؛ لِأَنَّ النَّفْلَ حَقُّ الْعَبْدِ؛ إِذْ هُوَ يَسْتَبِدُّ بِنَفْسِهٖ مِنْ تَرْكِهٖ وَتَحْقِيْقِهٖ، فَجَازَ أَنْ يُؤَثِّرَ

فِعْلُهٗ فِيْمَا هُوَ حَقُّهٗ لَا فِيْمَا هُوَ حَقُّ الشَّرْعِ. وَعَلٰى اِعْتِبَارِ هٰذَا الْمَعْنٰى قَالَ مَشَايِخُنَا: إِذَا شَرَطَا فِي الْخُلْعِ أَنْ لَا نَفَقَةَ لَهَا وَلَا سُكْنٰى، سَقَطَتِ النَّفَقَةُ دُوْنَ السُّكْنٰى، حَتّٰى لَا يَتَمَكَّنَ الزَّوْجُ مِنْ إِخْرَاجِهَا عَنْ بَيْتِ الْعِدَّةِ؛ لِأَنَّ السُّكْنٰى فِيْ بَيْتِ الْعِدَّةِ حَقُّ الشَّرْعِ، فَلَا يَتَمَكَّنُ الْعَبْدُ مِنْ إِسْقَاطِهٖ بِخِلَافِ النَّفَقَةِ.

ترجمہ: پھر بندے کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے اُوپر کسی چیز کو لازم کرے وہ موقت ہو یا غیر موقت، لیکن اس کے لیے شریعت کے حکم کو بدلنا جائز نہیں اس کی مثال یہ ہے کہ اگر وہ کسی معین دن کے روزے کی نذر مانے تو یہ روزہ اس پر لازم ہو جائے گا۔

اور اگر اس (معین دن) میں قضاء یا قسم کے کفارے کا روزہ رکھے تو جائز ہے کیونکہ شریعت نے قضاء کو (وقت سے) مطلق رکھا ہے لہٰذا بندہ اسے کسی دوسرے دن کے ساتھ مقید کرنے پر قادر (یعنی مختار) نہیں اور اس پر یہ اعتراض نہیں ہوتا کہ اگر وہ نفل (کی نیت سے) روزہ رکھے تو وہ نذر کا روزہ ہو جائے گا وہ روزہ نہیں ہوگا جس کی نیت کی کیونکہ نفل بندے کا حق ہے لہٰذا وہ اختیار رکھتا ہے کہ اسے چھوڑ دے یا ثابت رکھے۔ لہٰذا اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے ذاتی حق پر اپنے فعل کو ترجیح دے لیکن شریعت کے حق میں وہ ایسا نہیں کر سکتا اور اسی معنیٰ کے اعتبار سے ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ دونوں (میاں بیوی) خلع میں یہ شرط رکھیں کہ اس عورت کے لیے نفقہ اور رہائش نہیں ہوگی تو نفقہ ساقط ہو جائے گا رہائش (سُکنیٰ) ساقط نہیں ہوگی حتیٰ کہ خاوند اسے عدت والے گھر سے نکالنے کا اختیار نہیں رکھتا کیونکہ عدت والے گھر میں اسے رہائش دینا شریعت کا حق ہے اس لیے بندہ اسے ساقط کرنے کا حق نہیں رکھتا بخلاف نفقہ کے (اور شریعت کا حق نہیں)۔

مامور بہ کا حُسن اور پہلی قسم حسن بنفسہ

(۶۶) فَصْلٌ اَلْأَمْرُ بِالشَّيْءِ يَدُلُّ عَلٰى حُسْنِ الْمَأْمُوْرِ بِهٖ إِذَا كَانَ الْآمِرُ حَكِيْمًا؛ لِأَنَّ الْأَمْرَ لِبَيَانِ أَنَّ الْمَأْمُوْرَ بِهٖ مِمَّا يَنْبَغِيْ أَنْ يُّوْجَدَ، فَاقْتَضٰى ذٰلِكَ حُسْنَهٗ. ثُمَّ الْمَأْمُوْرُ بِهٖ فِيْ حَقِّ الْحُسْنِ نَوْعَانِ: حَسَنٌ بِنَفْسِهٖ، وَحَسَنٌ لِغَيْرِهٖ. فَالْحَسَنُ بِنَفْسِهٖ: مِثْلُ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى، وَشُكْرِ الْمُنْعِمِ، وَالصِّدْقِ، وَالْعَدْلِ، وَالصَّلَاةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْعِبَادَاتِ الْخَالِصَةِ. فَحُكْمُ هٰذَا النَّوْعِ: أَنَّهٗ إِذَا وَجَبَ عَلَى الْعَبْدِ

أَدَاؤُهُ لَا يَسْقُطُ إِلَّا بِالْأَدَاءِ، وَهٰذَا فِيْمَا لَا يَحْتَمِلُ السُّقُوْطَ، مِثْلُ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى. وَأَمَّا مَا يَحْتَمِلُ السُّقُوْطَ فَهُوَ يَسْقُطُ بِالْأَدَاءِ أَوْ بِإِسْقَاطِ الْآمِرِ. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا وَجَبَتِ الصَّلَاةُ فِيْ أَوَّلِ الْوَقْتِ سَقَطَ الْوَاجِبُ بِالْأَدَاءِ، أَوْ بِاعْتِرَاضِ الْجُنُوْنِ وَالْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ فِيْ آخِرِ الْوَقْتِ بِاعْتِبَارِ أَنَّ الشَّرْعَ أَسْقَطَهَا عَنْهُ عِنْدَ هٰذِهِ الْعَوَارِضِ، وَلَا يَسْقُطُ بِضِيْقِ الْوَقْتِ عَدَمِ الْمَاءِ وَاللِّبَاسِ وَنَحْوِهٖ.

ترجمہ: کسی چیز کا امر (حکم) مامور بہ کے حسن پر دلالت کرتا ہے جب آمر (حکم دینے والا) حکمت و دانائی والی ذات ہو کیونکہ امر اس بات کے بیان کے لیے ہوتا ہے کہ مامور بہ ان اُمور میں سے ہے جن کو وجود میں آنا چاہیے پس یہ اس کے حسن کا تقاضا کرتا ہے۔ پھر حسن کے حق میں مامور بہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) حَسَنٌ بِنَفْسِهٖ (۲) حَسَنٌ لِغَيْرِهٖ (ذاتی طور پر حسن اور غیر کی وجہ سے حسن)۔

ذاتی طور پر حسن کی مثال اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، نعمت عطا کرنے والے کا شکر ادا کرنا، سچ بولنا، انصاف کرنا اور نماز وغیرہ خالص عبادات ہیں اور اس قسم کا حکم یہ ہے کہ جب بندے پر واجب ہو جائے تو ادائیگی کے بغیر ساقط نہیں ہوتا۔ اور یہ اس (مامور بہ) کے بارے میں ہے جو ساقط ہونے کا احتمال نہیں رکھتا جیسے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور جو ساقط ہونے کا احتمال رکھتا ہے وہ ادائیگی کے ساتھ یا آمر کے ساقط کرنے کے ساتھ ساقط ہو جاتا ہے۔

اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب نماز پہلے وقت میں واجب ہوئی تو ادا کرنے سے واجب ساقط ہو جائے گا یا آخر وقت میں پاگل پن یا حیض یا نفاس حائل ہو جائے (تو ساقط ہو جائے گا) کیونکہ ان عوارض کی وجہ سے شریعت نے اس سے وجوب کو ساقط کر دیا اور وقت کے تنگ ہونے اور پانی یا لباس نہ ملنے کی وجہ سے نماز کا وجوب ساقط نہیں ہوگا۔

دوسری قسم (حسن لغیرہ)

(۶۷) اَلنَّوْعُ الثَّانِيْ: مَا يَكُوْنُ حَسَنًا بِوَاسِطَةِ الْغَيْرِ، وَذٰلِكَ مِثْلُ السَّعْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَالْوُضُوْءِ لِلصَّلَاةِ. فَإِنَّ السَّعْيَ حَسَنٌ بِوَاسِطَةِ كَوْنِهٖ مُفْضِيًا إِلٰى أَدَاءِ الْجُمُعَةِ، وَالْوُضُوْءُ حَسَنٌ بِوَاسِطَةِ كَوْنِهٖ مِفْتَاحًا لِلصَّلَاةِ. وَحُكْمُ هٰذَا النَّوْعِ أَنَّهُ يَسْقُطُ بِسُقُوْطِ تِلْكَ الْوَاسِطَةِ، حَتّٰى أَنَّ السَّعْيَ لَا يَجِبُ عَلٰى مَنْ لَا جُمُعَةَ

عَلَيْهِ، وَلَا يَجِبُ الْوُضُوْءُ عَلٰى مَنْ لَا صَلَاةَ عَلَيْهِ، وَلَوْ سَعٰى إِلَى الْجُمُعَةِ فَحُمِلَ مُكْرَهًا إِلٰى مَوْضِعٍ آخَرَ قَبْلَ إِقَامَةِ الْجُمُعَةِ يَجِبُ عَلَيْهِ السَّعْيُ ثَانِيًا، وَلَوْ كَانَ مُعْتَكِفًا فِي الْجَامِعِ يَكُوْنُ السَّعْيُ سَاقِطًا عَنْهُ. وَكَذٰلِكَ لَوْ تَوَضَّأَ فَأَحْدَثَ قَبْلَ أَدَاءِ الصَّلَاةِ يَجِبُ عَلَيْهِ تَجْدِيْدُ الْوُضُوْءِ ثَانِيًا، وَلَوْ كَانَ مُتَوَضِّيًا عِنْدَ وُجُوْبِ الصَّلَاةِ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ تَجْدِيْدُ الْوُضُوْءِ، وَالْقَرِيْبُ مِنْ هٰذَا النَّوْعِ الْحُدُوْدُ، وَالْقِصَاصُ، وَالْجِهَادُ، فَإِنَّ الْحَدَّ حَسَنٌ بِوَاسِطَةِ الزَّجْرِ عَنِ الْجِنَايَةِ. وَالْجِهَادُ حَسَنٌ بِوَاسِطَةِ دَفْعِ شَرِّ الْكَفَرَةِ وَإِعْلَاءِ كَلِمَةِ الْحَقِّ، وَلَوْ فَرَضْنَا عَدَمَ الْوَاسِطَةِ لَا يَبْقٰى ذٰلِكَ مَأْمُوْرًا بِهٖ، فَإِنَّهُ لَوْلَا الْجِنَايَةُ لَا يَجِبُ الْحَدُّ، وَلَوْلَا الْكُفْرُ الْمُفْضِيُّ إِلَى الْحِرَابِ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْجِهَادُ.

ترجمہ: (مامور بہ کی) دوسری قسم وہ ہے جس میں حُسن غیر کی وجہ سے آتا ہے جس طرح جمعہ (کی نماز) کے لیے سعی (جلدی کرنا) اور نماز کے لیے وضو، (نماز جمعہ کے لیے) جلدی جانا اس وجہ سے حسن ہے کہ وہ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کی طرف لے جاتا ہے اور وضو اس لیے حسن ہے کہ وہ نماز کی ادائیگی کے لیے چابی ہے اور (مامور بہ کی) اس قسم کا حکم یہ ہے کہ جب وہ واسطہ ساقط ہو جائے تو یہ حکم بھی ساقط ہو جاتا ہے حتیٰ کہ جس شخص پر جمعہ واجب نہیں اس پر سعی بھی واجب نہیں اور جس کے ذمہ نماز نہیں اس پر وضو بھی واجب نہیں۔

اور اگر کوئی شخص جمعہ کے لیے جا رہا ہو پس اسے نمازِ جمعہ قائم ہونے سے پہلے زبردستی اُٹھا کر دوسری جگہ لے جایا گیا تو اس پر دوبارہ سعی واجب ہوگی اور اگر کوئی شخص جامع مسجد میں معتکف ہو تو اس سے سعی ساقط ہو جائے گی اور اسی طرح اگر کسی شخص نے وضو کیا پھر نماز کی ادائیگی سے پہلے بے وضو ہو گیا تو اس پر دوبارہ وضو واجب ہوگا اور اگر نماز واجب ہونے کے وقت باوضو ہو تو اس پر نئے سرے سے وضو واجب نہیں ہوگا اور حدود، قصاص اور جہاد بھی اسی نوع کے قریب ہیں کیونکہ حد، جرم سے روکنے کے واسطے سے حسن ہے اور جہاد، کفار کے شر کو دور کرنے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے واسطہ سے حسن ہے۔ اور اگر ہم عدم واسطہ فرض کریں تو یہ کام مامور بہ نہیں رہیں گے کیونکہ اگر جرم نہ ہو تو حد واجب نہیں ہوگی اور اگر لڑائی کی طرف لے جانے والا کفر نہ ہو تو (مسلمانوں کے امام پر) جہاد واجب نہیں ہوگا۔

اداء اور قضاء اور ان کی اقسام

(٦٨) فَصْلٌ فِي الْأَدَاءِ وَالْقَضَاءِ. اَلْوَاجِبُ بِحُكْمِ الْأَمْرِ نَوْعَانِ: أَدَاءٌ وَقَضَاءٌ. فَالْأَدَاءُ: عِبَارَةٌ عَنْ تَسْلِيْمِ عَيْنِ الْوَاجِبِ إِلٰى مُسْتَحِقِّهٖ. وَالْقَضَاءُ: عِبَارَةٌ عَنْ تَسْلِيْمِ مِثْلِ الْوَاجِبِ إِلٰى مُسْتَحِقِّهٖ. ثُمَّ الْأَدَاءُ نَوْعَانِ: كَامِلٌ وَقَاصِرٌ. فَالْكَامِلُ: مِثْلُ أَدَاءِ الصَّلَاةِ فِيْ وَقْتِهَا بِالْجَمَاعَةِ، أَوِ الطَّوَافِ مُتَوَضِّأً، وَتسليم المَبِيع سَلِيمًا كَمَا اقْتَضَاهُ الْعَقْدُ إِلَى الْمُشْتَرِيْ، وَتَسْلِيْمِ الْغَاصِبِ الْعَيْنَ الْمَغْصُوْبَةَ كَمَا غَصَبَهَا.

ترجمہ: امر کی وجہ سے جو چیز واجب ہوتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) ادا (۲) قضاء۔ پس ادا عین واجب کو اس کے مستحق کے سپرد کرنے کا نام ہے اور قضاء واجب کی مثل کو اس کے مستحق کے سپرد کرنے کو کہتے ہیں۔ پھر ادا کی دو قسمیں ہیں: ادائے کامل اور ادائے قاصر۔

ادائے کامل کی مثال نماز کو اپنے وقت پر جماعت کے ساتھ ادا کرنا، وضو کے ساتھ طواف کرنا، بیع کو جس طرح عقد کا تقاضا ہے صحیح سالم مشتری کے حوالے کرنا اور جو چیز غصب کی گئی غاصب کا اسے اسی حالت میں (مغضوب علیہ یعنی جس سے غصب کی، کے) حوالے کرنا۔

ادائے کامل کا حکم

(٦٩) وَحُكْمُ هٰذَا النَّوْعِ: أَنْ يُحْكَمَ بِالْخُرُوْجِ عَنِ الْعُهْدَةِ بِهٖ. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: اَلْغَاصِبُ إِذَا بَاعَ الْمَغْصُوْبَ مِنَ الْمَالِكِ أَوْ رَهَنَهٗ عِنْدَهٗ، أَوْ وَهَبَهٗ لَهٗ وَسَلَّمَهٗ إِلَيْهِ. يَخْرُجُ عَنِ الْعُهْدَةِ وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ أَدَاءً لِحَقِّهٖ، وَيَلْغُوْ مَا صَرَّحَ بِهٖ مِنَ الْبَيْعِ وَالْهِبَةِ. وَلَوْ غَصَبَ طَعَامًا فَأَطْعَمَهٗ مَالِكَهٗ وَهُوَ لَا يَدْرِيْ أَنَّهٗ طَعَامُهٗ، أَوْ غَصَبَ ثَوْبًا فَأَلْبَسَهٗ مَالِكَهٗ وَهُوَ لَا يَدْرِيْ أَنَّهٗ ثَوْبُهٗ يَكُوْنُ ذٰلِكَ أَدَاءً لِحَقِّهٖ، وَالْمُشْتَرِيْ فِي الْبَيْعِ الْفَاسِدِ لَوْ أَعَارَ الْمَبِيْعَ مِنَ الْبَائِعِ أَوْ رَهَنَهٗ عِنْدَهٗ، أَوْ آجَرَهٗ مِنْهُ، أَوْ بَاعَهٗ مِنْهُ، أَوْ وَهَبَهٗ لَهٗ وَسَلَّمَهٗ يَكُوْنُ ذٰلِكَ أَدَاءً لِحَقِّهٖ، وَيَلْغُوْ مَا صَرَّحَ بِهٖ من الْبَيْعِ وَالْهِبَةِ وَنَحْوِهٖ.

ترجمہ: اس قسم (ادائے کامل) کا حکم یہ ہے کہ اس کی ادائیگی سے آدمی اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ جب غاصب مغصوب چیز اس کے مالک پر

فروخت کر دے یا اس کے پاس گروی رکھے یا اسے ھبہ کر دے اور اس کے حوالے کر دے تو وہ اپنی ذمہ داری سے نکل جائے گا اور یہ اس کے حق کی ادائیگی ہے اور بیع اور ھبہ وغیرہ کے جو الفاظ اس نے کہے ہیں وہ لغو ہو جائیں گے۔

اور اگر کسی نے کھانا غصب کیا پھر اس کے مالک کو کھلا دیا اور اس (مالک) کو معلوم نہیں کہ یہ اسی کا اپنا کھانا ہے یا کپڑا غصب کیا پھر اس کے مالک کو پہنا دیا اور اسے معلوم نہیں کہ اس کا اپنا کپڑا ہے تو یہ اس کے حق کی ادائیگی ہے۔ اور بیع فاسد کے ساتھ خریدنے والا (مشتری) اگر وہ بیع بائع کو بطور ادھار یا اس کے پاس گروی (رہن) رکھے یا اسے اجرت پر دے یا اسے ھبہ کرے اور اس کے سپرد کر دے تو یہ اس کے حق کی ادائیگی ہے۔ اور جو الفاظ بیع، ھبہ وغیرہ کہے ہیں وہ لغو ہو جائیں گے۔

ادائے قاصر کا حکم

(٧٠) وَأَمَّا الْأَدَاءُ الْقَاصِرُ: فَهُوَ تَسْلِيْمُ عَيْنِ الْوَاجِبِ مَعَ النُّقْصَانِ فِيْ صِفَتِهٖ، نَحْوُ الصَّلَاةِ بِدُوْنِ تَعْدِيْلِ الْأَرْكَانِ، أَوِ الطَّوَافِ مُحْدِثًا، وَرَدِّ الْمَبِيْعِ مَشْغُوْلًا بِالدَّيْنِ أَوْ بِالْجِنَايَةِ، وَرَدِّ الْمَغْصُوْبِ مُبَاحَ الدَّمِ بِالْقَتْلِ، أَوْ مَشْغُوْلًا بِالدَّيْنِ، أَوِ الْجِنَايَةِ بِسَبَبٍ عِنْدَ الْغَاصِبِ، وَأَدَاءِ الزُّيُوْفِ مَكَانَ الْجِيَادِ إِذَا لَمْ يَعْلَمِ الدَّائِنُ ذٰلِكَ. وَحُكْمُ هٰذَا النَّوْعِ: أَنَّهٗ إِنْ أَمْكَنَ جَبْرُ النُّقْصَانِ بِالْمِثْلِ يَنْجَبِرُ بِهٖ وَإِلَّا يَسْقُطُ حُكْمُ النُّقْصَانِ إِلَّا فِي الْإِثْمِ. وَعَلٰى هٰذَا: إِذَا تَرَكَ تَعْدِيْلَ الْأَرْكَانِ فِيْ بَابِ الصَّلَاةِ لَا يُمْكِنُ تَدَارُكُهٗ بِالْمِثْلِ؛ إِذْ لَا مِثْلَ لَهٗ عِنْدَ الْعَبْدِ فَيَسْقُطُ. وَلَوْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فِيْ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فَقَضَاهَا فِيْ غَيْرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ لَا يُكَبِّرُ؛ لِأَنَّهٗ لَيْسَ لَهُ التَّكْبِيْرُ بِالْجَهْرِ شَرْعًا. وَقُلْنَا فِيْ تَرْكِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ، أَوِ الْقُنُوْتِ، وَالتَّشَهُّدِ وَتَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدَيْنِ أَنَّهٗ يَنْجَبِرُ بِالسَّهْوِ وَلَوْ طَافَ طَوَافَ الْفَرْضِ مُحْدِثًا يَنْجَبِرُ ذَالِكَ بِالدَّمِ وَهُوَ مِثْلٌ لَهٗ شَرْعًا.

ترجمہ: اور ادائے قاصر، عین واجب کو صفت میں نقصان کے ساتھ مستحق تک پہنچانا ہے۔ جیسے تعدیل ارکان کے بغیر نماز ادا کرنا، وضو کے بغیر طواف کرنا، مبیع (مثلاً غلام) کو اس طرح واپس کرنا کہ اس پر قرض ہو یا اس نے کوئی جرم کیا ہو، اور غصب کیے گئے غلام کو اس

طرح واپس کرنا کہ اس نے کسی کو قتل کیا اور اس کا خون بہانا جائز ہو گیا، یا کسی ایسے سبب سے جو غاصب کے ہاں پایا گیا وہ غلام مقروض ہو گیا یا اس نے جرم کیا، کھرے سکوں کی جگہ کھوٹے سکے دینا، جب قرض خواہ کو اس کا علم نہ ہو اور اس قسم (ادائے قاصر) کا حکم یہ ہے کہ جب نقصان پورا کرنا ممکن ہو تو اسے پورا کر دے ورنہ نقصان کا حکم ساقط ہو جائے گا البتہ گناہ باقی ہو گا اور اس بنیاد پر جب نماز میں تعدیل ارکان چھوڑ دے تو اس کی مثل کے ساتھ اس کا تدارک نہیں ہو سکتا کیونکہ بندے کے پاس اس کی کوئی مثل نہیں یہ ساقط ہو جائے گی۔

اور اگر ایام تشریق میں نماز چھوڑ دے پھر ایام تشریق کے علاوہ دونوں میں قضاء کرے تو تکبیر (تشریق کی تکبیر) نہ کہے کہ بلند آواز سے تکبیر اس کے لیے جائز نہیں اور فاتحہ، قنوت، تشہد اور عیدین کی تکبیرات کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ سجدہ سہو کے ساتھ یہ نقصان پورا ہو جاتا ہے۔ اور اگر فرض طواف وضو کے بغیر کیا تو دم دینے کے ساتھ وہ پورا ہو جاتا ہے اور یہ اس کی مثل شرعی ہے۔

جس صفت کی مثل نہ ہو

(۷۱) وَعَلٰی هٰذَا لَوْ اَدّٰی خَرِيْفًا مَكَانَ جَيِّدٍ فَهَلَكَ عِنْدَ الْقَابِضِ لَا شَيْءَ عَلَى الْمَدْيُوْنِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ لِاَنَّهٗ لَا مِثْلَ لِصِفَةِ الْجَوْدَةِ مُنْفَرِدَةً حَتّٰى يُمْكِنَ جَبْرُهَا بِالْمِثْلِ وَلَو سَلَّمَ العبدَ مُباحَ الدَّمِ بِجِنَايَةٍ عِنْدَ الغاصبِ اَوْ عِنْدَ البائِعِ بَعْدَ البَيْعِ فَاِنْ هلكَ عِنْدَ الْمالكِ اَوِ الْمُشْترِى قبلَ الدَّفعِ لَزِمَهٗ الثَّمَنُ وَبَرِئَ الْغَاصِبُ بِاِعْتِبَارِ اَصْلِ الْاَدَآءِ وَاِنْ قُتِلَ بِتلكَ الْجنَايَة اسْتَنَدَ الْهلَاكُ اِلٰى اَوَّلِ سَبَبِهٖ فَصَارَ كَاَنَّهٗ لَمْ يُوْجَدِ الْاَدَاءُ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْمَغْصُوْبَةُ اِذَا رُدَّتْ حَامِلًا بِفُعِلٍ عِنْدَ الْغَاصِبِ فَمَاتَتْ بِالْوِلَادَةِ عِنْدَ الْمَالِكِ لَا يَبْرَأُ الْغَاصِبُ عَنِ الضَّمَانِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔

ترجمہ: اور اسی وجہ سے اگر (مقروض) کھرے سکوں کی جگہ کھوٹے سکے ادا کرے اور وہ قبضہ کرنے والے (قرض خواہ) کے پاس ہلاک ہو جائیں تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مقروض کے ذمے کچھ نہیں ہو گا کیونکہ محض کھرے پن کی صفت کی کوئی مثل نہیں کہ مثل کے ساتھ نقصان کو پورا کیا جا سکے۔

اور اگر وہ غلام واپس کیا جس نے غاصب کے پاس کوئی جرم کیا
کے ہاں کوئی جرم کیا تو اگر وہ مالک یا خریدار کے پاس ہلاک ہو جائے اور ابھی اس کے حوالے نہیں کیا جس کا اس نے جرم کیا تھا تو خریدار پر اس کی قیمت لازم ہو جائے گی اور غاصب بری الذمہ ہو جائے گا کیونکہ اصل ادائیگی ہو چکی ہے۔ اور اگر اسے اس جرم کی وجہ سے قتل کیا گیا تو اس کی ہلاکت پہلے سبب کی طرف منسوب ہو گی تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس طرح ہو جائے گا گویا ادائیگی نہیں ہوئی اور جو لونڈی غصب کی گئی اگر وہ حمل کی صورت میں واپس کی گئی اور وہ فعل غاصب کے ہاں ہوا پھر وہ مالک کے پاس بچے کی پیدائش کی وجہ سے مر گئی تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غاصب ضمان سے بری الذمہ نہیں ہو گا۔

اداء اصل ہے کامل ہو یا ناقص

(۷۰) ثُمَّ الْأَصْلُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ: هُوَ الْأَدَاءُ كَامِلًا كَانَ أَوْ نَاقِصًا، وَإِنَّمَا يُصَارُ إِلَى القضاءِ عِنْدَ تَعَذُّرِ الْأَدَاءِ. وَلِهٰذَا يَتَعَيَّنُ الْمَالُ فِي الْوَدِيْعَةِ، وَالْوِكَالَةِ، وَالْغَصَبِ، وَلَوْ أَرَادَ الْمُوْدَعُ وَالْوَكِيْلُ وَالْغَاصِبُ أَنْ يُمْسِكَ الْعَيْنَ وَيَدْفَعُ مَا يُمَاثِلُهٗ لَيْسَ لَهٗ ذٰلِكَ. وَلَوْ بَاعَ شَيْئًا وَسَلَّمَهٗ، فَظَهَرَ بِهٖ عَيْبٌ كَانَ الْمُشْتَرِيْ بِالْخِيَارِ بَيْنَ الْأَخْذِ وَالتَّرْكِ فِيْهِ. وَبِاعْتِبَارِ أَنَّ الْأَصْلَ هُوَ الْأَدَاءُ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ: الْوَاجِبُ عَلَى الْغَاصِبِ رَدُّ الْعَيْنِ الْمَغْصُوْبَةِ وَاِنْ تَغَيَّرَتْ فِيْ يَدِ الْغَاصِبِ تَغَيُّرًا فَاحِشًا وَيَجِبُ الْاَرْشُ بِسَبَبِ النُّقْصَانِ. وَعَلٰى هٰذَا لَوْ غَصَبَ حِنْطَةً فَطَحَنَهَا، أَوْ سَاجَةً فَبَنٰى عَلَيْهَا دَارًا، أَوْ شَاةً فَذَبَحَهَا وَشَوَّاهَا، أَوْ عِنَبًا فَعَصَرَهَا، أَوْ حِنْطَةً فَزَرَعَهَا وَنَبَتَ الزَّرْعُ كَانَ ذٰلِكَ مِلْكًا لِلْمَالِكِ عِنْدَهٗ. وَقُلْنَا: جَمِيْعُهَا لِلْغَاصِبِ، وَيَجِبُ عَلَيْهِ رَدُّ الْقِيْمَةِ، وَلَوْ غَصَبَ فِضَّةً فَضَرَبَهَا دَرَاهِمَ، أَوْ تِبْرًا فَاتَّخَذَهَا دَنَانِيْرَ، أَوْ شَاةً فَذَبَحَهَا لَا يَنْقَطِعُ حَقُّ الْمَالِكِ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ. وَكَذٰلِكَ لَوْ غَصَبَ قُطْنًا فَغَزَلَهٗ، أَوْ غَزْلًا فَنَسَجَهٗ لَا يَنْقَطِعُ حَقُّ الْمَالِكِ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ. وَيَتَفَرَّعُ مِنْ هٰذَا مَسْأَلَةُ الْمَضْمُوْنَاتِ، وَلِهٰذَا قَالَ: لَوْ ظَهَرَ الْعَبْدُ الْمَغْصُوْبُ بَعْدَ مَا أَخَذَ الْمَالِكُ ضَمَانَهٗ مِنَ الْغَاصِبِ كَانَ الْعَبْدُ مِلْكًا لِلْمَالِكِ، وَالْوَاجِبُ عَلَى الْمَالِكِ رَدُّ مَا أَخَذَ مِنْ قِيْمَةِ الْعَبْدِ.

ترجمہ: پھر اس باب میں اصل ادا ہے وہ کامل ہو یا ناقص، قضاء کی طرف رجوع اس صورت میں ہوتا ہے جب ادا متعذر رہو، اسی لیے امانت، وکالت غصب میں مال متعین ہوتا ہے۔
اور اگر مودَع (دال پر فتح جس کے پاس رکھی گئی) وکیل اور غاصب، عین چیز کو اپنے پاس رکھنے اور اس کی مثل دینے کا ارادہ کریں تو ان کو اس کا حق نہیں۔
اور اگر کسی شخص نے کوئی چیز فروخت کی اور اس میں عیب ظاہر ہو گیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ وہ اسے لے لے یا چھوڑ دے۔ اور اسی طرح ضابطے کے مطابق کہ ادا اصل ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غاصب پر مغصوب چیز بعینہ لوٹانا واجب ہے اگرچہ غاصب کے ہاں اس چیز میں بہت زیادہ تبدیلی آ جائے اور نقصان کی وجہ سے اس پر چٹی لازم ہو جائے اور اسی بنیاد پر اگر کسی شخص نے گندم غصب کی پس اس کو پیس لیا یا لکڑی غصب کی اور اس پر عمارت تعمیر کر دی یا بکری غصب کی پھر اسے ذبح کر کے بھون لیا یا انگور غصب کر کے ان کا رس نکالا یا گندم غصب کر کے اسے کاشت کر لیا اور کھیتی اُگ گئی تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ چیزیں مالک کی ہوں گی اور ہم کہتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں غاصب کے لیے ہوں گی اور اس پر قیمت لوٹانا ہوگی۔ اور اگر اس نے چاندی غصب کر کے اس سے درہم بنا لیے یا سونا غصب کیا اور اس سے دینار بنا لیے یا بکری غصب کر کے اسے ذبح کر دیا تو ظاہر روایت کے مطابق مالک کا حق ختم نہیں ہوگا۔
اسی طرح اگر اس نے روئی غصب کی پھر اسے کاتا اور دھاگہ بنا لیا یا دھاگہ غصب کر کے اس کو بن لیا تو ظاہر روایت کے مطابق مالک کا حق ختم نہیں ہوگا اور اس سے ان چیزوں کا مسئلہ بھی نکلتا ہے جن کی ضمان ہوتی ہے اسی لیے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مغصوب غلام کے مالک نے غاصب سے ضمان (چٹی) لے لی پھر غلام ظاہر ہو گیا تو غلام کا مالک ہوگا اور مالک پر لازم ہے کہ جو قیمت لی ہے وہ غاصب کو واپس کرے۔

قضاء کی اقسام

٤٣ وَأَمَّا الْقَضَاءُ فَنَوْعَانِ: كَامِلٌ وَقَاصِرٌ. فَالْكَامِلُ مِنْهُ: تَسْلِيمُ مِثْلِ الْوَاجِبِ صُوْرَةً وَمَعْنًى، كَمَنْ غَصَبَ قَفِيْزَ حِنْطَةٍ فَاسْتَهْلَكَهَا ضَمِنَ قَفِيْزَ حِنْطَةٍ، وَيَكُوْنُ الْمُؤَدّٰى مِثْلًا لِلْأَوَّلِ صُوْرَةً وَمَعْنًى، وَكَذٰلِكَ الْحُكْمُ فِيْ جَمِيْعِ الْمِثْلِيَّاتِ. وَأَمَّا الْقَاصِرُ: فَهُوَ مَا لَا يُمَاثِلُ الْوَاجِبَ صُوْرَةً وَيُمَاثِلُ مَعْنًى، كَمَنْ غَصَبَ شَاةً فَهَلَكَتْ ضَمِنَ قِيْمَتَهَا، وَالْقِيْمَةُ مِثْلُ الشَّاةِ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنٰى لَا مِنْ حَيْثُ الصُّوْرَةِ. وَالْأَصْلُ فِي الْقَضَاءِ الْكَامِلُ. وَعَلٰى هٰذَا قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ: إِذَا غَصَبَ مِثْلِيًّا فَهَلَكَ فِيْ يَدِهٖ وَانْقَطَعَ ذٰلِكَ عَنْ أَيْدِي النَّاسِ ضَمِنَ قِيْمَتَهٗ يَوْمَ الْخُصُوْمَةِ؛ لِأَنَّ الْعِجْزَ عَنْ تَسْلِيْمِ الْمِثْلِ الْكَامِلِ إِنَّمَا يَظْهَرُ عِنْدَ الْخُصُوْمَةِ، فَأَمَّا قَبْلَ الْخُصُوْمَةِ فَلَا؛ لِتَصَوُّرِ حُصُوْلِ الْمِثْلِ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ.

ترجمہ: اور قضاء کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) کامل (۲) قاصر۔ قضائے کامل یہ کہ واجب کی ایسی مثل دی جائے جو صورت اور معنیٰ (دونوں) کے اعتبار سے مثل ہو۔
جس طرح کسی شخص نے گندم کا ایک قفیز غصب کیا پھر اسے ہلاک کر دیا تو وہ گندم کے ایک قفیز کا ضامن ہوگا اور جو کچھ اس نے ادا کیا وہ پہلی (گندم) کی صورت اور معنی کے اعتبار سے مثل ہے اور تمام مثلی چیزوں میں یہی حکم ہے اور قضائے قاصر یہ ہے کہ وہ واجب کی صورت میں مثل نہ ہو البتہ معنوی طور پر اس کی مثل ہو۔
جس طرح کسی شخص نے بکری غصب کی پھر وہ ہلاک ہو گئی تو اس کی قیمت کا ضامن ہوگا اور قیمت، بکری کی معنوی اعتبار سے مثل ہے صورت کے اعتبار سے مثل نہیں اور قضاء میں اصل کامل ہے اور اسی بنیاد پر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مثلی چیز غصب کرے اور وہ اس کے پاس ہلاک ہو جائے اور وہ لوگوں کے ہاں بھی نہ ملے تو جس دن ان کے درمیان جھگڑا ہوا اس دن کی قیمت کی ضمان ہوگی کیونکہ مثل کامل کی ادائیگی سے عجز جھگڑے کے دن ظاہر ہوا اور جھگڑے سے پہلے (عجز) ظاہر نہیں ہوا کیونکہ مثل کو کسی نہ کسی طریقے پر حاصل کیا جا سکتا ہے۔

جس کی مثل نہ ہو

٤٤ فَأَمَّا مَا لَا مِثْلَ لَهٗ لَا صُوْرَةً وَلَا مَعْنًى لَا يُمْكِنُ إِيْجَابُ الْقَضَاءِ فِيْهِ بِالْمِثْلِ. وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى قُلْنَا: إِنَّ الْمَنَافِعَ لَا تُضْمَنُ بِالْإِتْلَافِ؛ لِأَنَّ إِيْجَابَ الضَّمَانِ بِالْمِثْلِ مُتَعَذِّرٌ، وَإِيْجَابَهٗ بِالْعَيْنِ كَذٰلِكَ؛ لِأَنَّ الْعَيْنَ لَا تُمَاثِلُ الْمَنْفَعَةَ لَا صُوْرَةً وَلَا مَعْنًى كَمَا إِذَا غَصَبَ عَبْدًا فَاسْتَخْدَمَهٗ شَهْرًا. أَوْ دَارًا فَسَكَنَ فِيْهَا شَهْرًا ثُمَّ رَدَّ الْمَغْصُوْبَ إِلَى الْمَالِكِ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ ضَمَانُ الْمَنَافِعِ خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ، فَبَقِيَ الْإِثْمُ حُكْمًا لَهٗ وَانْتَقَلَ جَزَاؤُهٗ إِلٰى دَارِ الْآخِرَةِ. وَلِهٰذَا

الْمَعْنٰى قُلْنَا: لَا تُضْمَنُ مَنَافِعُ الْبُضْعِ بِالشَّهَادَةِ الْبَاطِلَةِ عَلَى الطَّلَاقِ، وَلَا بِقَتْلِ مَنْكُوْحَةِ الْغَيْرِ، وَلَا بِالْوَطْئِ حَتّٰى لَوْ وَطِئَ زَوْجَةَ إِنْسَانٍ لَا يُضْمَنُ لِلزَّوْجِ شَيْئًا إِلَّا إِذَا وَرَدَ الشَّرْعُ بِالْمِثْلِ مَعَ أَنَّهٗ لَا يُمَاثِلُهٗ صُوْرَةً وَلَا مَعْنًى، فَيَكُوْنُ مِثْلًا لَهٗ شَرْعًا فَيَجِبُ قَضَاؤُهٗ بِالْمِثْلِ الشَّرْعِيِّ. وَنَظِيْرُهٗ مَا قُلْنَا: إِنَّ الْفِدْيَةَ فِيْ حَقِّ الشَّيْخِ الْفَانِيْ مِثْلُ الصَّوْمِ، وَالدِّيَةَ فِي الْقَتْلِ خَطَأً مِثْلُ النَّفْسِ مَعَ أَنَّهٗ لَا مُشَابَهَةَ بَيْنَهُمَا.

ترجمہ: پس وہ جس کی کوئی مثل نہ ہو نہ صورت کے اعتبار سے اور نہ معنی (قیمت) کے اعتبار سے، تو اس میں مثل کے ساتھ قضا واجب کرنا ممکن نہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ اگر منافع ضائع کیے جائیں تو ان کی ضمان نہیں کیونکہ مثل کے ساتھ ضمان واجب کرنا متعذر ہے اور کسی چیز کے ساتھ اس کو واجب کرنا بھی اسی طرح ہے کیونکہ عین چیز صورت اور معنیٰ کسی اعتبار سے نفع کی مثل نہیں جس طرح کسی شخص نے غلام غصب کیا پھر ایک مہینہ اس سے خدمت لی یا مکان غصب کر کے اس میں ایک مہینہ رہائش اختیار کی پھر غصب کی گئی چیز (غلام یا مکان وغیرہ) مالک کی طرف لوٹا دی تو اس (غاصب) پر منافع کی ضمان نہیں ہوگی۔

اس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے (ہمارے نزدیک) اس کا حکم یعنی گناہ باقی رہے گا اور اس کا بدلہ آخرت کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ طلاق پر باطل گواہی کے ساتھ شرمگاہ کے منافع کی ضمان نہیں ہوتی، نہ ہی غیر کی منکوحہ کے قتل سے اور نہ ہی وطی سے (ضمان لازم ہوتی ہے) حتیٰ کہ اگر کسی شخص کی بیوی سے وطی کرے تو اس کے خاوند کے لیے کسی چیز کی ضمان نہیں ہوگی۔

البتہ جب شریعت اس کی مثل مقرر کرے جس کی مثل صورت اور معنی دونوں اعتبار سے نہ ہو تو اس کے لیے مثل شرعی ہوگی اور اس کی قضاء مثل شرعی کے ساتھ واجب ہوگی۔

اس کی مثال جو ہم نے کہا کہ شیخ فانی کے حق میں فدیہ روزے کی مثل ہے اور قتل خطاء میں دیت نفس کی مثل ہے اس کے باوجود کہ ان کے درمیان کوئی مشابہت نہیں۔

سوالات

امر کا لغوی اور اصطلاحی معنی بتائیں۔

امر صیغہ اِفْعَلْ کے ساتھ خاص ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس کی وجہ ذکر کریں۔

ہمارے کے حق میں امر، اِفْعَلْ صیغے کے ساتھ خاص ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کی اتباع کیسے واجب ہوگی۔

امر کتنے مقاصد کے لیے آتا ہے اور اگر قرینہ نہ ہو تو امر کس مقصد کے لیے آتا ہے۔

امر وجوب کے لیے کب آتا ہے اور اس کی دلیل کے طور پر مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کیا وضاحت کی ہے۔

امر تکرار کو چاہتا ہے یا نہیں تکرار کو نہ چاہنے کی مثال ذکر کریں۔

اگر امر تکرار کو نہیں چاہتا تو عبادات میں تکرار کیسے آتا ہے وضاحت کریں۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: طَلِّقِيْ نَفْسَكِ اپنے آپ کو طلاق دو، تو کتنی طلاقیں مراد ہوں گی اور کیوں؟ نیز دو طلاقیں مراد لے سکتا ہے یا نہیں اگر جواب نہ میں ہے تو وجہ بتائیں۔

۹۔ مامور بہ مطلق اور مقید کی وضاحت کریں اور مثالیں ذکر کریں۔

۱۰۔ کبھی وقت ظرف ہوتا ہے اور کبھی معیار، دونوں کی تعریف کریں اور مثالیں ذکر کریں۔

۱۱۔ ماہِ رمضان کے روزے کی نیت کرتے ہوئے تعین ضروری نہیں جب کہ دیگر روزوں کا تعین ضروری ہے فرق کی وجہ بتائیں۔

۱۲۔ ظہر کی نماز کے لیے نماز کا تعین ضروری ہے یعنی آج کی ظہر کی نماز اس کی کیا وجہ ہے۔

۱۳۔ مامور بہ میں حُسن ہوتا ہے اس کی دلیل کیا ہے نیز اس سلسلے میں اس کی دو قسمیں ہیں ان کے نام بتائیں اور مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں۔

۱۴۔ ادا اور قضاء کی تعریف کریں اور مثالیں بیان کریں۔

۱۵۔ ادا اور قضاء دونوں کی دو دو قسمیں ہیں ان کے نام، تعریف اور مثالیں ذکر کریں۔

۱۶۔ کسی عمل کی مثل دو قسم کی ہوتی ہے: مثل صوری اور مثل معنوی، کس صورت میں قضائے کامل ہوگی اور کس صورت میں قضائے قاصر۔

۱۸۔ مثل کامل اور مثل قاصر کی مثالیں ذکر کریں۔

۱۹۔ ادا، اصل ہے اگر متعذر رہو تو قضاء کی طرف جاتے ہیں مثالوں کے ذریعے واضح کریں۔

۲۰۔ مغصوب چیز کب بعینہ لوٹانا ضروری ہے اور کب نہیں اس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کیا اختلاف ہے۔

۲۱۔ قضاء میں قضائے کامل اصل ہے اس سے کیا مراد ہے نیز اس کی کوئی مثال ذکر کریں۔

۲۲۔ جس چیز کی کوئی مثل نہ ہو تو اس کی قضاء کیسے ہو گی شرعی حکم ذکر کریں اور مثالوں کے ذریعے وضاحت کریں۔

۲۳۔ مثل شرعی کسے کہتے ہیں تعریف کریں اور مثالیں ذکر کریں۔

❁......❁......❁

فصل: نہی کا بیان

فَصْلٌ فِي النَّهْيِ اَلنَّهْيُ نَوْعَانِ: نَهْيٌ عَنِ الْأَفْعَالِ الْحِسِّيَّةِ: كَالزِّنَا وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَالْكِذْبِ وَالظُّلْمِ. وَنَهْيٌ عَنِ التَّصَرُّفَاتِ الشَّرْعِيَّةِ، كَالنَّهْيِ عَنِ الصَّوْمِ فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ، وَالصَّلَاةِ فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوْهَةِ، وَبَيْعِ الدِّرْهَمِ بِالدِّرْهَمَيْنِ. وَحُكْمُ النَّوْعِ الْأَوَّلِ: أَنْ يَكُوْنَ الْمَنْهِيُّ عَنْهُ هُوَ عَيْنُ مَا وَرَدَ عَلَيْهِ النَّهْيُ فَيَكُوْنُ عَيْنُهُ قَبِيْحًا، فَلَا يَكُوْنَ مَشْرُوْعًا أَصْلًا. وَحُكْمُ النَّوْعِ الثَّانِيْ: أَنْ يَكُوْنَ الْمَنْهِيُّ عَنْهُ غَيْرَ مَا أُضِيْفَ إِلَيْهِ النَّهْيُ، فَيَكُوْنَ هُوَ حَسَنًا بِنَفْسِهِ قَبِيْحًا لِغَيْرِهِ، وَيَكُوْنَ الْمُبَاشِرُ مُرْتَكِبًا لِلْحَرَامِ لِغَيْرِهِ لَا لِنَفْسِهِ. وَعَلٰى هٰذَا قَالَ أَصْحَابُنَا: اَلنَّهْيُ عَنِ التَّصَرُّفَاتِ الشَّرْعِيَّةِ يَقْتَضِيْ تَقْرِيْرَهَا وَيُرَادُ بِذٰلِكَ أَنَّ التَّصَرُّفَ بَعْدَ النَّهْيِ يَبْقٰى مَشْرُوْعًا كَمَا كَانَ؛ لِأَنَّهُ لَوْ لَمْ يَبْقَ مَشْرُوْعًا كَانَ الْعَبْدُ عَاجِزًا عَنْ تَحْصِيْلِ الْمَشْرُوْعِ، وَحِيْنَئِذٍ كَانَ ذٰلِكَ نَهْيًا لِلْعَاجِزِ، وَذٰلِكَ مِنَ الشَّارِعِ مَحَالٌ، وَبِهٖ فَارَقَ الْأَفْعَالَ الْحِسِّيَّةَ؛ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ عَيْنُهَا قَبِيْحًا لَا يُؤَدِّيْ ذٰلِكَ إِلٰى نَهْيِ الْعَاجِزِ؛ لِأَنَّهُ بِهٰذَا الْوَصْفِ لَا يَعْجِزُ الْعَبْدُ عَنِ الْفِعْلِ الْحِسِّيِّ.

ترجمہ: یہ فصل نہی کے بارے میں ہے اور نہی کی دو قسمیں ہیں حسّی افعال سے نہی، جیسے زنا، شراب نوشی، جھوٹ اور ظلم اور تصرفات شرعیہ سے نہی جیسے قربانی کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت، مکروہ اوقات میں نماز پڑھنے سے نہی، ایک درہم کی دو درہموں کے بدلے میں بیع (بیع کرنا)۔ پہلی قسم کا حکم یہ ہے کہ جس چیز سے روکا گیا وہ بعینہ وہ فعل ہے جس سے روکا گیا پس اس کی ذات قبیح ہے اس لیے وہ بالکل جائز نہیں ہوگا۔

اور دوسری قسم کا حکم یہ ہے کہ منهی عنه "جس کام سے منع کیا گیا" وہ اس کام کا غیر ہو جس کی طرف نہی کی اضافت کی گئی ہے پس وہ عمل ذاتی طور پر حَسَن (اچھا) اور غیر کی وجہ سے قبیح (برا) ہوگا۔ اور اس پر عمل کرنے والا اس کے غیر کی وجہ سے حرام کا مرتکب ہوگا اس کی ذات کی وجہ سے نہیں۔ اور اسی بنیاد پر ہمارے اصحاب (احناف) نے فرمایا کہ تصرفات شرعیہ سے نہی ان

کے پکا ہونے کا تقاضا کرتی ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ نہی کے بعد بھی تصرف جائز رہتا ہے۔ جیسے پہلے جائز تھا کیونکہ اگر وہ جائز نہ ہو تو بندہ جائز کام کے حصول سے عاجز ہو جائے گا اور اس وقت یہ عاجز کو نہی ہوگی اور شارع کی طرف سے یہ (نہی) محال ہے اور اس طرح یہ افعال حسیہ سے جدا ہو گیا کیونکہ اگر یہ ذاتی طور پر قبیح ہو تو وہ عاجز کو نہی کی طرف نہیں پہنچاتا کیونکہ اس وصف کے ساتھ بندہ فعل حسی سے عاجز نہیں ہوتا۔

کچھ مسائل

(٧٦) وَيَتَفَرَّعُ مِنْ هٰذَا حُكْمُ الْبَيْعِ الْفَاسِدِ، وَالْإِجَارَةِ الْفَاسِدَةِ، وَالنَّذْرِ بِصَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ، وَجَمِيْعِ صُوَرِ التَّصَرُّفَاتِ الشَّرْعِيَّةِ مَعَ وُرُوْدِ النَّهْيِ عَنْهَا. فَقُلْنَا: اَلْبَيْعُ الْفَاسِدُ يُفِيْدُ الْمِلْكَ عِنْدَ الْقَبْضِ بِاعْتِبَارِ أَنَّهُ بَيْعٌ وَيَجِبُ نَقْضُهُ بِاعْتِبَارِ كَوْنِهِ حَرَامًا لِغَيْرِهِ. وَهٰذَا بِخِلَافِ نِكَاحِ الْمُشْرِكَاتِ، وَمَنْكُوْحَةِ الْأَبِ، وَمُعْتَدَّةِ الْغَيْرِ وَمَنْكُوْحَتِهِ، وَنِكَاحِ الْمَحَارِمِ، وَالنِّكَاحِ بِغَيْرِ شُهُوْدٍ؛ لِأَنَّ مُوْجَبَ النِّكَاحِ حِلُّ التَّصَرُّفِ وَمُوْجَبَ النَّهْيِ حُرْمَةُ التَّصَرُّفِ، فَاسْتَحَالَ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا، فَيُحْمَلُ النَّهْيُ عَلَى النَّفْيِ.

فَأَمَّا مُوْجَبُ الْبَيْعِ فَثُبُوْتُ الْمِلْكِ، وَمُوْجَبُ النَّهْيِ حُرْمَةُ التَّصَرُّفِ، وَقَدْ أَمْكَنَ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِأَنْ يَثْبُتَ الْمِلْكُ وَيَحْرُمَ التَّصَرُّفُ، أَلَيْسَ أَنَّهُ لَوْ تَخَمَّرَ الْعَصِيْرُ فِيْ مِلْكِ الْمُسْلِمِ يَبْقٰى مِلْكُهُ فِيْهَا، وَيَحْرُمُ التَّصَرُّفُ.

ترجمہ: نہی کے بعد بھی تصرفات شرعیہ باقی رہتے ہیں اس بنیاد پر بیع فاسد، اجارہ فاسدہ، قربانی کے دن روزہ رکھنے کی نذر ماننے اور تمام تصرفات شرعیہ کا حکم سامنے آتا ہے اگرچہ ان کے بارے میں نہی وارد ہو۔

پس ہم کہتے ہیں کہ بیع فاسد قبضہ کے وقت مِلک کا فائدہ دیتی ہے اس اعتبار سے کہ وہ بیع ہے اور اس کا توڑنا واجب ہے اس اعتبار سے کہ وہ غیر کی وجہ سے حرام ہے اور یہ مسئلہ مشرکہ عورتوں سے نکاح، باپ کی منکوحہ سے نکاح، دوسرے شخص کی عدت گزارنے والی اور اس کی منکوحہ سے نکاح، محرم عورتوں سے نکاح اور گواہوں کے بغیر نکاح کے خلاف ہے۔

کیونکہ نکاح کا موجَب (جیم پر فتح) تصرف کا حلال ہونا اور نہی کا موجب تصرف کا حرام ہونا ہے۔ اور دونوں کا جمع ہونا محال ہے لہٰذا نہی کو نفی پر محمول کیا جائے گا البتہ بیع کا موجب ملک کا ثبوت ہے اور نہی کا موجب تصرف کا حرام ہونا ہے اور دونوں جمع ہو سکتے ہیں وہ اس طرح کہ ملک ثابت ہو اور تصرف حرام ہو۔ کیا یہ بات نہیں کہ اگر مسلمان کی ملکیت میں (انگور وغیرہ کا) شیرہ شراب بن جائے تو اس میں اس مسلمان کی مِلک باقی رہتی ہے اور تصرف حرام ہوتا ہے۔

(٧٧) وَعَلٰى هٰذَا قَالَ أَصْحَابُنَا: إِذَا نَذَرَ بِصَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ، وَأَيَّامِ التَّشْرِيْقِ يَصِحُّ نَذْرُهُ؛ لِأَنَّهُ نَذْرٌ بِصَوْمٍ مَشْرُوْعٍ. وَكَذٰلِكَ لَوْ نَذَرَ بِالصَّلَاةِ فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوْهَةِ يَصِحُّ؛ لِأَنَّهُ نَذْرٌ بِعِبَادَةٍ مَشْرُوْعَةٍ؛ لِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ النَّهْيَ يُوْجِبُ بَقَاءَ التَّصَرُّفِ مَشْرُوْعًا، وَلِهٰذَا قُلْنَا: لَوْ شَرَعَ فِي النَّفْلِ فِيْ هٰذِهِ الْأَوْقَاتِ لَزِمَهُ بِالشُّرُوْعِ، وَارْتِكَابُ الْحَرَامِ لَيْسَ بِلَازِمٍ لِلُزُوْمِ الْإِتْمَامِ. فَإِنَّهُ لَوْ صَبَرَ حَتّٰى حَلَّتِ الصَّلَاةُ بِارْتِفَاعِ الشَّمْسِ وَغُرُوْبِهَا وَدُلُوْكِهَا أَمْكَنَهُ الْإِتْمَامُ بِدُوْنِ الْكَرَاهَةِ، وَبِهِ فَارَقَ صَوْمُ يَوْمَ الْعِيْدِ. فَإِنَّهُ لَوْ شَرَعَ فِيْهِ لَا يَلْزَمُهُ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٍ؛ لِأَنَّ الْإِتْمَامَ لَا يَنْفَكُّ عَنِ ارْتِكَابِ الْحَرَامِ.

ترجمہ: اور اسی بنیاد پر ہمارے اصحاب (احناف) نے فرمایا کہ جب قربانی والے دن اور ایام تشریق کے روزے کی نذر مانے تو اس کی نذر صحیح ہوگی کیونکہ یہ جائز روزے کی نذر ہے۔

اور اسی طرح اگر مکروہ اوقات میں نماز پڑھنے کی نذر مانے تو صحیح ہے کیونکہ یہ ایک جائز عبادت کی نذر ہے جس طرح ہم نے ذکر کیا کہ (افعال شرعیہ سے) نہی تصرف کے جواز کے باقی رہنے کو واجب کرتی ہے اور اسی لیے ہم نے کہا کہ اگر ان اوقات میں نفل نماز پڑھنا شروع کرے تو شروع کرنے سے وہ لازم ہو جائے گی اور نماز کو پورا کرنے کے لزوم سے حرام کا ارتکاب لازم نہیں آتا کیونکہ اگر وہ صبر کرے حتیٰ کہ سورج بلند ہونے سے نماز پڑھنا جائز ہو جائے اسی طرح سورج ڈھل جائے تو کراہت کے بغیر پورا کرنا ممکن ہوگا۔ اور اس سے عید کے روزے کا حکم جدا ہو گیا کیونکہ اگر وہ اسے شروع کرے تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لازم نہیں ہوگا کیونکہ اسے پورا کرنا حرام کے ارتکاب سے جدا نہیں ہوگا۔

حالتِ حیض میں وطی اور دیگر احکام

(٧٨) وَمِنْ هٰذَا النَّوْعِ: وَطْءُ الْحَائِضِ؛ فَإِنَّ النَّهْيَ عَنْ قِرْبَانِهَا بِاعْتِبَارِ

الْأَذٰى؛ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ﴾ ❶. وَلِهٰذَا قُلْنَا يَتَرَتَّبُ الْأَحْكَامُ عَلٰى هٰذَا الْوَطْئِ. فَيَثْبُتُ بِهٖ إِحْصَانُ الْوَاطِئِ، وَتَحِلُّ الْمَرْأَةُ لِلزَّوْجِ الْأَوَّلِ، وَيَثْبُتُ بِهٖ حُكْمُ الْمَهْرِ وَالْعِدَّةِ وَالنَّفَقَةِ، وَلَوِ امْتَنَعَتْ عَنِ التَّمْكِيْنِ؛ لِأَجْلِ الصَّدَاقِ كَانَتْ نَاشِزَةً عِنْدَهُمَا. فَلَا تَسْتَحِقُّ النَّفَقَةَ، وَحُرْمَةُ الْفِعْلِ لَا تُنَافِي تَرَتُّبَ الْأَحْكَامِ كَطَلَاقِ الْحَائِضِ، وَالْوُضُوْءِ بِالْمِيَاهِ الْمَغْصُوْبَةِ، وَالْاِصْطِيَادِ بِقَوْسٍ مَغْصُوْبَةٍ. وَالذِّبْحِ بِسِكِّيْنٍ مَغْصُوْبَةٍ، وَالصَّلَاةِ فِي الْأَرْضِ الْمَغْصُوْبَةِ، وَالْبَيْعِ فِي وَقْتِ النِّدَاءِ، فَإِنَّهٗ يَتَرَتَّبُ الْحُكْمُ عَلٰى هٰذِهِ التَّصَرُّفَاتِ مَعَ اِشْتِمَالِهَا عَلَى الْحُرْمَةِ. وَبِاعْتِبَارِ هٰذَا الْأَصْلِ قُلْنَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ﴾ ❷: إِنَّ الْفَاسِقَ مِنْ أَهْلِ الشَّهَادَةِ، فَيَنْعَقِدُ النِّكَاحُ بِشَهَادَةِ الْفُسَّاقِ؛ لِأَنَّ النَّهْيَ عَنْ قُبُوْلِ الشَّهَادَةِ بِدُوْنِ الشَّهَادَةِ مُحَالٌ، وَإِنَّمَا لَمْ تُقْبَلْ شَهَادَتُهُمْ؛ لِفَسَادٍ فِي الْأَدَاءِ لَا لِعَدَمِ الشَّهَادَةِ أَصْلًا. وَعَلٰى هٰذَا لَا يَجِبُ عَلَيْهِمُ اللِّعَانُ؛ لِأَنَّ ذٰلِكَ أَدَاءُ الشَّهَادَةِ. وَلَا أَدَاءَ مَعَ الْفِسْقِ.

ترجمہ: اور اسی نوع سے حائضہ عورت سے وطی کرنا ہے کیونکہ اس کے قریب جانے سے نہی نجاست کی وجہ سے ہے کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے: وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ ''اور آپ سے حیض (کی حالت میں جماع) کے بارے میں پوچھتے ہیں تو آپ فرما دیجیے یہ ناپاکی (کی حالت) ہے پس حیض کے دنوں میں عورتوں سے دور رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ حتی کہ وہ پاک ہو جائیں۔''

اور اسی وجہ سے اس وطی پر کچھ احکام مرتب ہوئے ہیں پس اس سے وطی کرنے والے کا مُحصن ہونا ثابت ہو جاتا ہے اور عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ مہر، عدت اور نفقہ کے احکام ثابت ہوتے ہیں۔ اور اگر عورت مہر کی وجہ سے مرد کو اپنے اوپر قادر ہونے سے روکے تو صاحبین کے نزدیک نافرمان کہلائے گی اور نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی۔

اور فعل کا حرام ہونا احکام کے مرتب ہونے کے خلاف نہیں جس طرح حیض والی عورت کو

❶ سورۃ النور، آیت: ۴ ❷ سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۲۲

طلاق دینا، غصب شدہ پانی سے وضو کرنا، غصب کیے گئے تیر کمان کے ساتھ شکار کرنا اور غصب شدہ چھری کے ساتھ ذبح کرنا (جائز ہے) اسی طرح غصب شدہ زمین میں نماز پڑھنا اور (جمعۃ المبارک کی) اذان کے وقت خرید و فروخت کا حکم ہے تو ان کاموں پر احکام مرتب ہوئے ہیں اس کے باوجود کہ یہ حرام پر مشتمل ہیں اور اسی ضابطے کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی: وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ ''اور ان کی گواہی (جن کو حد قذف لگائی گئی) کبھی بھی قبول نہ کرو'' کے بارے میں کہتے ہیں کہ فاسق گواہی کا اہل ہے پس فاسق لوگوں کی گواہی سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے کیونکہ گواہی کے بغیر گواہی قبول کرنے سے نہی محال ہے اور ان کی گواہی کی عدم قبولیت اس لیے ہے کہ ادائیگی میں فساد ہے اس لیے نہیں کہ گواہی بالکل نہیں پائی جاتی اور اسی وجہ سے ان پر لعان واجب نہیں کیونکہ وہ (لعان) گواہی کی ادائیگی ہے اور فسق کے ساتھ ادائیگی نہیں ہو سکتی۔

فصل: نصوص کی مراد کی پہچان کے طریقے

⑲ فَصْلٌ فِيْ تَعْرِيْفِ طَرِيْقِ الْمُرَادِ بِالنُّصُوْصِ اِعْلَمْ أَنَّ لِمَعْرِفَةِ الْمُرَادِ بِالنُّصُوْصِ طُرُقًا: مِنْهَا: أَنَّ اللَّفْظَ إِذَا كَانَ حَقِيْقَةً لِمَعْنًى وَمَجَازًا لِآخَرَ، فَالْحَقِيْقَةُ أَوْلٰى. مِثَالُهٗ: مَا قَالَ عُلَمَآؤُنَا: اَلْبِنْتُ الْمَخْلُوْقَةُ مِنْ مَّآءِ الزِّنَا يَحْرُمُ عَلَى الزَّانِيْ نِكَاحُهَا. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: يَحِلُّ. وَالصَّحِيْحُ: مَا قُلْنَا؛ لِأَنَّهَا بِنْتُهٗ حَقِيْقَةً، فَتَدْخُلُ تَحْتَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ﴾ ❶. وَيَتَفَرَّعُ مِنْهُ الْأَحْكَامُ عَلَى الْمَذْهَبَيْنِ مِنْ حِلِّ الْوَطْءِ، وَوُجُوْبِ الْمَهْرِ. وَلُزُوْمِ النَّفَقَةِ. وَجَرَيَانِ التَّوَارُثِ. وَوِلَايَةِ الْمَنْعِ مِنَ الْخُرُوْجِ وَالْبُرُوْزِ.

ترجمہ: یہ فصل نصوص کی مراد کے طریقے کی پہچان کے بارے میں ہے، جان لو کہ نصوص کی مراد کو جاننے کے کچھ طریقے ہیں۔

① ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ جب لفظ ایک معنی کے اعتبار سے حقیقت اور دوسرے معنیٰ کے اعتبار سے مجاز ہو تو حقیقت اولیٰ ہوتی ہے اس کی مثال ہمارے علماء نے فرمایا کہ جو لڑکی زنا کے پانی (مادۂ منویہ) سے پیدا ہو تو زانی کا اس سے نکاح کرنا حرام ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حلال ہے اور صحیح بات وہ ہے جو ہم نے کہی کیونکہ وہ حقیقت میں اس کی

❶ سورۃ النساء، آیت: ۲۳

بیٹی ہے پس وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں داخل ہوگی۔ ارشادِ خداوندی ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ ''اور تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں حرام کی گئی ہیں'' اور ان دونوں مذہبوں کے مطابق احکام نکلتے ہیں وطی کا حلال ہونا، مہر کا واجب ہونا، نفقہ کا واجب ہونا، وراثت کا جاری ہونا اور گھر سے باہر جانے سے منع کرنے کا مختار ہونا۔

٨٠ وَمِنْهَا: أَنَّ أَحَدَ الْمُحْتَمَلَيْنِ إِذَا أَوْجَبَ تَخْصِيصًا فِي النَّصِّ دُوْنَ الْآخَرِ فَالْحَمْلُ عَلَى مَا لَا يَسْتَلْزِمُ التَّخْصِيصَ أَوْلَى. مِثَالُهُ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿أَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ [1]. فَالْمُلَامَسَةُ لَوْ حُمِلَتْ عَلَى الْوِقَاعِ كَانَ النَّصُّ مَعْمُوْلًا بِهِ فِي جَمِيعِ صُوَرِ وُجُوْدِهِ، وَلَوْ حُمِلَتْ عَلَى الْمَسِّ بِالْيَدِ كَانَ النَّصُّ مَخْصُوْصًا بِهِ فِي كَثِيْرٍ مِنَ الصُّوَرِ؛ فَإِنَّ مَسَّ الْمَحَارِمِ وَالطِّفْلَةِ الصَّغِيْرَةِ جِدًّا غَيْرُ نَاقِضٍ لِلْوُضُوْءِ فِي أَصَحِّ قَوْلَيِ الشَّافِعِيِّ. وَيَتَفَرَّعُ مِنْهُ الْأَحْكَامُ عَلَى الْمَذْهَبَيْنِ مِنْ إِبَاحَةِ الصَّلَاةِ، وَمَسِّ الْمُصْحَفِ، وَدُخُوْلِ الْمَسْجِدِ، وَصِحَّةِ الْإِمَامَةِ، وَلُزُوْمِ التَّيَمُّمِ عِنْدَ عَدَمِ الْمَآءِ، وَتَذَكُّرِ الْمَسِّ فِي أَثْنَاءِ الصَّلَاةِ.

ترجمہ: نصوص کی مراد کی پہچان کے طریقوں میں سے یہ طریقہ بھی ہے کہ ﴿٢﴾ جب (لفظ میں) دو احتمال ہوں اور ان میں سے ایک کی وجہ سے نص میں تخصیص واجب ہوتی ہے اور دوسرے احتمال کی وجہ سے تخصیص نہیں ہوتی تو اس معنی پر محمول کیا جائے جس سے تخصیص لازم نہیں آتی اس کی مثال اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: أَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ ''یا تم عورتوں کو لمس کرو (چھوؤ)۔'' تو اگر ملامسۃ کو جماع پر محمول کیا جائے تو نص کی تمام موجودہ صورتوں پر عمل ہوسکتا ہے اور اگر ہاتھ سے چھونے پر محمول کیا جائے تو نص بہت سی صورتوں کے ساتھ خاص ہوجائے گی۔ کیونکہ محرم عورتوں اور بالکل چھوٹی بچی کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ صحیح ترین قول ہے۔

اور اس (اختلاف) سے دونوں مذہبوں کے مطابق کچھ مسائل نکلتے ہیں۔ مثلاً: نماز پڑھنے کا جواز، قرآن مجید کو ہاتھ لگانے، مسجد میں داخل ہونے، امامت کے صحیح ہونے اور پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم لازم ہونے اور نماز کے دوران ہاتھ لگانا یاد آجائے۔

[1] سورۃ النساء، آیت: ۴۳

٨١ وَمِنْهَا: أَنَّ النَّصَّ إِذَا قُرِئَ بِقِرَاءَتَيْنِ أَوْ رُوِيَ بِرِوَايَتَيْنِ كَانَ الْعَمَلُ بِهِ عَلَى وَجْهٍ يَكُوْنُ عَمَلًا بِالْوَجْهَيْنِ أَوْلَى. مِثَالُهُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَ أَرْجُلَكُمْ﴾ [1] قُرِئَ بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلَى الْمَغْسُوْلِ، وَبِالْخَفْضِ عَطْفًا عَلَى الْمَمْسُوْحِ. فَحُمِلَتْ قِرَاءَةُ الْخَفْضِ عَلَى حَالَةِ التَّخَفُّفِ، وَقِرَاءَةُ النَّصْبِ عَلَى حَالَةِ عَدَمِ التَّخَفُّفِ. وَبِاعْتِبَارِ هٰذَا الْمَعْنٰى قَالَ الْبَعْضُ: جَوَازُ الْمَسْحِ ثَبَتَ بِالْكِتَابِ. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾ [2] قُرِئَ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ.

فَيُعْمَلُ بِقِرَاءَةِ التَّخْفِيْفِ فِيْمَا إِذَا كَانَتْ أَيَّامُهَا عَشَرَةً. وَبِقِرَاءَةِ التَّشْدِيْدِ فِيْمَا إِذَا كَانَ أَيَّامُهَا دُوْنَ الْعَشَرَةِ. وَعَلٰى هٰذَا قَالَ أَصْحَابُنَا: إِذَا انْقَطَعَ دَمُ الْحَيْضِ لِأَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ أَيَّامٍ لَمْ يَجُزْ وَطْءُ الْحَائِضِ، حَتّٰى تَغْتَسِلَ؛ لِأَنَّ كَمَالَ الطَّهَارَةِ يَثْبُتُ بِالْاِغْتِسَالِ، وَلَوِ انْقَطَعَ دَمُهَا لِعَشَرَةِ أَيَّامٍ جَازَ وَطْؤُهَا قَبْلَ الْاِغْتِسَالِ؛ لِأَنَّ مُطْلَقَ الطَّهَارَةِ ثَبَتَ بِانْقِطَاعِ الدَّمِ. وَلِهٰذَا قُلْنَا: إِذَا انْقَطَعَ دَمُ الْحَيْضِ لِعَشَرَةِ أَيَّامٍ فِي آخِرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ تَلْزَمُهَا فَرِيْضَةُ الْوَقْتِ، وَإِنْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الْوَقْتِ مِقْدَارُ مَا تَغْتَسِلُ فِيْهِ، وَلَوِ انْقَطَعَ دَمُهَا لِأَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ أَيَّامٍ فِي آخِرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ إِنْ بَقِيَ مِنَ الْوَقْتِ مِقْدَارُ مَا تَغْتَسِلُ فِيْهِ، وَتُحَرِّمُ لِلصَّلَاةِ لَزِمَتْهَا الْفَرِيْضَةُ، وَإِلَّا فَلَا.

ترجمہ: اور ان (طریقوں) میں سے یہ طریقہ بھی ہے کہ ﴿٣﴾ جب نص (قرآنی آیت) دو قرأتوں کے ساتھ پڑھی جائے یا (کوئی حدیث) دو روایتوں کے ساتھ مروی ہو تو اس پر اس طرح عمل کرنا اولیٰ ہے کہ دونوں طریقوں پر عمل ہوجائے اس کی مثال (آیت وضو میں) وَ أَرْجُلَكُمْ ہے اسے نصب کے ساتھ بھی پڑھا گیا اور یہ ان اعضاء پر عطف ہے جن کو دھویا جاتا ہے اور مسح والے پر عطف کر کے مجرور بھی پڑھا گیا تو جر والی قرأت کو موزے پہننے کی حالت پر محمول کیا گیا اور نصب والی حالت کو موزے نہ پہننے والی حالت پر محمول کیا گیا اور اس معنی کے اعتبار سے بعض حضرات نے فرمایا کہ مسح کا جواز قرآن مجید سے ثابت ہے۔

اور اسی طرح ارشادِ خداوندی ہے: حَتّٰى يَطْهُرْنَ اس کو شد کے ساتھ بھی پڑھا گیا اور تخفیف کے ساتھ بھی پڑھا گیا تو تخفیف والی قرأت کو اس حالت پر محمول کیا جائے گا جب حیض

[1] سورۃ المائدہ، آیت: ٦ [2] سورۃ النور، آیت: ۴

کے دس دن مکمل کرے اور شد والی قرأت کو اس حالت پر محمول کیا جائے گا جب حیض دس سے کم دنوں پر مشتمل ہو۔

اسی بنیاد پر ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ جب دس دنوں سے کم میں حیض ختم ہو جائے تو حائضہ عورت سے وطی جائز نہیں جب تک غسل نہ کرے کیونکہ کامل طہارت غسل سے ثابت ہوتی ہے۔ اور اگر دس دنوں کے بعد حیض ختم ہو تو غسل سے پہلے بھی وطی جائز ہے کیونکہ مطلق طہارت خون کے ختم ہونے سے ثابت ہو جاتی ہے اور اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ جب حیض دس دنوں کے بعد نماز کے آخری وقت میں ختم ہو تو اس وقت کی فرض نماز لازم ہو جائے گی اگرچہ اس میں غسل کی مقدار وقت باقی نہ رہے اور اگر دس دنوں سے کم میں نماز کے آخری وقت میں حیض ختم ہو تو اگر اتنا وقت باقی ہو جس میں غسل کر کے تکبیر تحریمہ کہہ سکے تو فرض نماز لازم ہوگی ورنہ نہیں۔

بعض ضعیف طریقے اور کچھ مثالیں

(٨٧) ثُمَّ نَذْكُرُ طُرُقًا مِنَ التَّمَسُّكَاتِ الضَّعِيفَةِ؛ لِيَكُونَ ذٰلِكَ تَنْبِيهًا عَلَى مَوْضِعِ الْخَلَلِ فِي هٰذَا النَّوْعِ. مِنْهَا: أَنَّ التَّمَسُّكَ بِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «أَنَّهُ قَاءَ فَلَمْ يَتَوَضَّأْ» لِإِثْبَاتِ أَنَّ الْقَيْءَ غَيْرُ نَاقِضٍ ضَعِيفٌ؛ لِأَنَّ الْأَثَرَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْقَيْءَ لَا يُوجِبُ الْوُضُوْءَ فِي الْحَالِ، وَلَا خِلَافَ فِيهِ، وَإِنَّمَا الْخِلَافُ وَكَذٰلِكَ التَّمَسُّكُ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ [1] لِإِثْبَاتِ فَسَادِ الْمَاءِ بِمَوْتِ الذُّبَابِ ضَعِيفٌ؛ لِأَنَّ النَّصَّ يُثْبِتُ حُرْمَةَ الْمَيْتَةِ. وَلَا خِلَافَ فِيهِ، وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِي فَسَادِ الْمَاءِ. (وَكَذٰلِكَ التَّمَسُّكُ بِقَوْلِهِ ﷺ: «حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ ثُمَّ اغْسِلِيهِ بِالْمَاءِ» لِإِثْبَاتِ أَنَّ الْخَلَّ لَا يُزِيلُ النَّجَسَ ضَعِيفٌ؛ لِأَنَّ الْخَبَرَ يَقْتَضِي وُجُوبَ غَسْلِ الدَّمِ بِالْمَاءِ. فَيَتَقَيَّدُ بِحَالِ وُجُودِ الدَّمِ عَلَى الْمَحَلِّ وَلَا خِلَافَ فِيهِ، وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِي طَهَارَةِ الْمَحَلِّ بَعْدَ زَوَالِ الدَّمِ بِالْخَلِّ.

وَكَذٰلِكَ التَّمَسُّكُ بِقَوْلِهِ ﷺ: «فِي أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ» لِإِثْبَاتِ عَدَمِ جَوَازِ دَفْعِ الْقِيمَةِ ضَعِيفٌ؛ لِأَنَّهُ يَقْتَضِي وُجُوبَ الشَّاةِ وَلَا خِلَافَ فِيهِ، وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِي سُقُوطِ الْوَاجِبِ بِأَدَاءِ الْقِيمَةِ.

[1] سورة المائدة، آیت: ٣

ترجمہ: پھر ہم ضعیف استدلال کے کچھ طریقے بیان کرتے ہیں تاکہ اس بات سے آگاہی ہو سکے کہ اس قسم (استدلال) میں خلل کہاں کہاں واقع ہوا۔

ان میں سے ایک حضور ﷺ کے اس عمل سے استدلال کرنا ہے کہ آپ نے قے کی اور وضو نہیں فرمایا (یہ استدلال) اس بات کو ثابت کرنے کے لیے ہے کہ قے سے وضو نہیں ٹوٹتا (حالانکہ یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ فی الحال وضو واجب نہیں ہوتا اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف اس بات میں ہے کہ یہ وضو کو توڑتی ہے یا نہیں۔

اسی طرح ارشادِ خداوندی ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ "اور تم پر مردار حرام کر دیا گیا۔"

اس سے یہ استدلال کرنا کہ (پانی میں) مکھی کے مرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ ضعیف استدلال ہے کیونکہ نص سے مردار کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں اختلاف پانی کے ناپاک ہونے میں ہے (اور اس آیت میں اس پر کوئی دلیل نہیں)۔

اسی طرح حضور ﷺ کے ارشادِ گرامی کہ حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ ثُمَّ اغْسِلِيهِ بِالْمَاءِ "کہ (نجاست کو) کھرچو پھر رگڑو پھر پانی سے دھو" تو اس سے یہ استدلال کرنا کہ سرکہ نجاست کو زائل نہیں کرتا، ضعیف استدلال ہے کیونکہ آیت کا تقاضا یہ ہے کہ خون کو پانی سے دھویا جائے پس اس کا اندازہ اسی قدر ہوگا جس قدر خون اس جگہ پایا جاتا ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں اختلاف اس میں ہے کہ سرکے کے ساتھ خون کو دور کرنے کے بعد وہ جگہ پاک ہوتی ہے یا نہیں؟ اسی طرح حضور ﷺ کا یہ قول مبارک ہے کہ فِي أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ چالیس بکریوں میں (زکوٰۃ) ایک بکری ہے۔

اس سے یہ بات ثابت کرنا کہ (زکوۃ میں) قیمت دینا جائز نہیں، ضعیف استدلال ہے کیونکہ اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ ایک بکری واجب ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں اختلاف اس بات میں ہے کہ قیمت دینے سے واجب ساقط ہوتا ہے یا نہیں؟

(٨٨) وَكَذٰلِكَ التَّمَسُّكُ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ [1] لِإِثْبَاتِ وُجُوبِ الْعُمْرَةِ ابْتِدَاءً ضَعِيفٌ؛ لِأَنَّ النَّصَّ يَقْتَضِي وُجُوبَ الْإِتْمَامِ. وَذٰلِكَ إِنَّمَا يَكُونُ بَعْدَ الشُّرُوعِ، وَلَا خِلَافَ فِيهِ، وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِي وُجُوبِهَا ابْتِدَاءً.

[1] سورة البقرة، آیت: ١٩٦

وَكَذٰلِكَ التَّمَسُّكُ بِقَوْلِهٖ ﷺ: «لَاتَبِيْعُوْا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعِيْنِ» لِإِثْبَاتِ أَنَّ الْبَيْعَ الْفَاسِدَ لَا يُفِيْدُ الْمِلْكَ ضَعِيْفٌ؛ لِأَنَّ النَّصَّ يَقْتَضِيْ تَحْرِيْمَ الْبَيْعِ الْفَاسِدِ، وَلَا خِلَافَ فِيْهِ، وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِيْ ثُبُوْتِ الْمِلْكِ وَعَدَمِهٖ. وَكَذٰلِكَ التَّمَسُّكُ بِقَوْلِهٖ ﷺ: «أَلَا لَا تَصُوْمُوْا فِيْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ؛ فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَ شُرْبٍ وَبِعَالٍ» لِإِثْبَاتِ أَنَّ النَّذْرَ بِصَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ لَا يَصِحُّ ضَعِيْفٌ؛ لِأَنَّ النَّصَّ يَقْتَضِيْ حُرْمَةَ الْفِعْلِ، وَلَا خِلَافَ فِيْ كَوْنِهٖ حَرَامًا. وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِيْ إِفَادَةِ الْأَحْكَامِ مَعَ كَوْنِهٖ حَرَامًا. وَحُرْمَةُ الْفِعْلِ لَا تُنَافِيْ تَرَتُّبَ الْأَحْكَامِ. فَإِنَّ الْأَبَ لَوِ اسْتَوْلَدَ جَارِيَةَ ابْنِهٖ يَكُوْنُ حَرَامًا وَيَثْبُتُ بِهِ الْمِلْكُ لِلْأَبِ. وَلَوْ ذَبَحَ شَاةً بِسِكِّيْنٍ مَغْصُوْبَةٍ يَكُوْنُ حَرَامًا وَيَحِلُّ الْمَذْبُوْحُ. وَلَوْ غَسَلَ الثَّوْبَ النَّجِسَ بِمَاءٍ مَغْصُوْبٍ يَكُوْنُ حَرَامًا، وَيَطْهُرُ بِهِ الثَّوْبُ. وَلَوْ وَطِىءَ امْرَأَةً فِيْ حَالَةِ الْحَيْضِ يَكُوْنُ حَرَامًا. وَيَثْبُتُ بِهٖ إِحْصَانُ الْوَاطِئِ. وَيَثْبُتُ الْحِلُّ لِلزَّوْجِ الْأَوَّلِ.

ترجمہ: اور اسی طرح اس آیت کریمہ سے عمرہ کے ابتدائی طور پر واجب ہونے پر استدلال کرنا ضعیف ہے۔

آیت کریمہ یہ ہے: وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ[1] ''اور حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے لیے پورا کرو'' کیونکہ نص کا تقاضا پورا کرنے کا وجوب ہے اور یہ (پورا کرنا) شروع کرنے کے بعد ہوتا ہے اور اختلاف اس کے ابتدائی طور پر وجوب میں ہے اور اسی طرح حضور ﷺ کے اس قول سے یہ استدلال کرنا کہ بیع فاسد مِلک کا فائدہ نہیں دیتی ضعیف ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: لَاتَبِيْعُوْا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعِيْنِ ''ایک درہم دو درہموں کے بدلے اور ایک صاع دو صاع کے بدلے فروخت نہ کرو۔''

کیونکہ نص بیع فاسد کے حرام ہونے کا تقاضا کرتی ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں اختلاف اس میں ہے کہ اس سے مِلک ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔

اور اسی طرح سرکارِ دو عالم ﷺ کے ارشادِ گرامی: أَلَا لَا تَصُوْمُوْا فِيْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ؛ فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَ شُرْبٍ وَبِعَالٍ ''ان دنوں میں روزہ نہ رکھو بے شک یہ دن کھانے پینے اور جماع کے دن ہیں''۔

اس سے اس بات پر استدلال کرنا کہ قربانی کے دن کے روزے کی نذر ماننا صحیح نہیں۔ ضعیف استدلال ہے کیونکہ نص (بیع کے) عمل کی حرمت کا تقاضا کرتی ہے اور اس کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں اختلاف اس میں ہے کہ کیا یہ حرام ہونے کے باوجود احکام کا فائدہ دیتی ہے یا نہیں اور فعل کا حرام ہونا احکام کے مرتب ہونے کے خلاف نہیں (جیسے) باپ اپنے بیٹے کی لونڈی کو ام ولد بنائے تو یہ حرام ہے لیکن باپ کے لیے مِلک ثابت ہو جائے گی۔

اور اگر کوئی شخص مغصوبہ چھری کے ساتھ بکری کو ذبح کرے تو یہ (عمل) حرام ہے لیکن ذبح شدہ (بکری) حلال ہوگی۔

اور اگر غصب شدہ پانی کے ساتھ ناپاک کپڑے کو دھوئے تو یہ حرام ہے لیکن اس کے ساتھ کپڑا پاک ہو جائے گا۔

اور اگر وہ حالتِ حیض میں عورت سے جماع کرے تو یہ حرام ہے لیکن اس کے ساتھ احصان ثابت ہو جائے گا اور وہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے گی۔

سوالات

1. نہی کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں۔
2. أَفْعَالِ حِسِّيَّةُ کسے کہتے ہیں ان سے نہی کی مثال ذکر کریں۔
3. أَفْعَالِ شَرعِيَّةُ سے نہی سے کیا مراد ہے مثال کے ساتھ ذکر کریں۔
4. أَفْعَالِ شَرعِيَّةُ سے نہی ان افعال کی تقریر کا تقاضا کرتی ہے اس کی وضاحت کریں اور وجہ بتائیں۔
5. أَفْعَالِ حِسِّيَّةُ سے نہی ان افعال کے باقی ہونے کا تقاضا نہیں کرتی دونوں میں فرق کی وجہ کیا ہے۔
6. بیع فاسد سے مِلک کب حاصل ہوتی ہے اور کیوں حاصل ہوتی ہے جب کہ یہ بیع حرام ہے۔
7. افعال شرعیہ سے نہی افعال کے باقی رہنے کی مقتضی ہے اس سلسلے میں چند دیگر مثالیں ذکر کی گئیں۔ جیسے محارم سے نکاح مسلمان کی مِلک میں سرکے کا شراب بن جانا وغیرہ ان کی

وضاحت کریں۔

۸۔ یوم نحر کے روزے کی نذر اور اوقات مکروہ میں نماز شروع کرنے کے سلسلے میں شرعی حکم کیا ہوگا۔

۹۔ حالت حیض میں عورت سے جماع حرام ہے لیکن اس کے باوجود خاوند محصن ہوجاتا ہے اور حلالہ بھی ہوجاتا ہے اس بات کو واضح کریں۔

۱۰۔ جمعہ کی اذان کے وقت بیع سے منع کیا گیا کیا اس وقت بیع کرنے سے ملک حاصل ہوگی اگر ہوگی تو کیوں؟ یہ افعال حسیہ سے ہے یا افعال شرعیہ سے؟

۱۱۔ نصوص کی مراد معلوم کرنے کے چند طریقے بیان کیے گئے ان کی وضاحت کریں۔

۱۲۔ زانی زنا سے پیدا ہونے والی اپنی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں احناف اور شوافع کا اختلاف اور احناف کی دلیل ذکر کریں۔

۱۳۔ أَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ پس لمس سے مراد کیا ہے احناف کا موقف اولیٰ ہے وہ موقف کیا ہے اور اس کے اولیٰ ہونے کی کیا وجہ ہے۔

۱۴۔ جب کوئی آیت دو قراءتوں سے پڑھی جائے تو اس پر عمل کی کیا صورت ہوگی مثال کے ذریعے واضح کریں۔

۱۵۔ قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ احناف کا موقف ہے جب کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے قے کی اور وضو نہیں فرمایا جو حضرات وضو نہ ٹوٹنے کا قول کرتے ان کا استدلال ضعیف ہے اس کی کیا وجہ ہے۔

۱۶۔ ضعیف استدلال کی چند دیگر مثالیں مع وجوہِ ضعف ذکر کریں۔

❁......❁......❁

فصل: حروف معانی کا بیان

﴿۸۳﴾ فَصْلٌ فِيْ تَقْرِيْرِ حُرُوْفِ الْمَعَانِيْ «اَلْوَاوُ» لِلْجَمْعِ الْمُطْلَقِ. وَقِيْلَ: إِنَّ الشَّافِعِيَّ جَعَلَهُ لِلتَّرْتِيْبِ، وَعَلٰى هٰذَا أَوْجَبَ التَّرْتِيْبَ فِيْ بَابِ الْوُضُوْءِ. قَالَ عُلَمَاؤُنَا: إِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهٖ: إِنْ كَلَّمْتِ زَيْدًا وَعَمْرًوا فَأَنْتِ طَالِقٌ، فَكَلَّمَتْ عَمْرًوا ثُمَّ زَيْدًا طُلِّقَتْ. وَلَا يَشْتَرِطُ فِيْهِ مَعْنَى التَّرْتِيْبِ وَالْمُقَارَنَةِ. وَلَوْ قَالَ: إِنْ دَخَلْتِ هٰذِهِ الدَّارَ وَهٰذِهِ الدَّارَ فَأَنْتِ طَالِقٌ. فَدَخَلَتِ الثَّانِيَةَ ثُمَّ دَخَلَتِ الْأُوْلٰى طُلِّقَتْ. قَالَ مُحَمَّدٌ: إِذَا قَالَ: إِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ وَأَنْتِ طَالِقٌ تُطَلَّقُ فِي الْحَالِ، وَلَوِ اقْتَضٰى ذٰلِكَ تَرْتِيْبًا. لَتَرَتَّبَ الطَّلَاقُ بِهٖ عَلَى الدُّخُوْلِ، وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ تَعْلِيْقًا لَا تَنْجِيْزًا.

ترجمہ: یہ فصل حروفِ معانی کی تقریر کے بارے میں ہے واؤ مطلق جمع کے لیے آتی ہے اور کہا گیا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ترتیب کے لیے قرار دیا ہے۔ اور اسی وجہ سے انہوں نے وضو کے باب میں ترتیب کو واجب قرار دیا۔

ہمارے علماء فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو نے زید اور عمرو سے کلام کیا تو تجھے طلاق ہے۔ اس نے (پہلے) عمرو سے پھر زید سے کلام کیا تو اسے طلاق ہوجائے گی اور اس میں ترتیب اور مقارنت (دونوں سے اکٹھے کلام کرنے) کی شرط نہیں۔ اور اگر کہا کہ اگر تو اس گھر میں اور اُس گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے پھر وہ دوسرے گھر میں (پہلے) اور پہلے گھر میں بعد میں داخل ہوتی تو طلاق ہوجائے گی اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کہا اگر تو گھر میں داخل ہو اور تجھے طلاق ہے تو اسی وقت طلاق ہوجائے گی۔ اور اگر یہ (واؤ) ترتیب کو چاہتی تو طلاق داخل ہونے پر مرتب ہوتی اور یہ مشروط طلاق ہوتی فوری (اور غیر مشروط نہ) ہوتی۔

واؤ حال کے لیے

﴿۸۵﴾ وَقَدْ يَكُوْنُ الْوَاوُ لِلْحَالِ فَيَجْمَعُ بَيْنَ الْحَالِ وَذِي الْحَالِ، وَحِيْنَئِذٍ يُفِيْدُ مَعْنَى الشَّرْطِ. مِثَالُهٗ مَا قَالَ فِي الْمَأْذُوْنِ: إِذَا قَالَ لِعَبْدِهٖ: أَدِّ إِلَيَّ أَلْفًا وَأَنْتَ

حُرٌّ. يَكُوْنُ الْأَدَاءُ شَرْطًا لِلْحُرِيَّةِ. وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِي السِّيَرِ الْكَبِيْرِ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ لِلْكُفَّارِ: افْتَحُوا الْبَابَ وَأَنْتُمْ آمِنُوْنَ. لَا يَأْمَنُوْنَ بِدُوْنِ الْفَتْحِ. وَلَوْ قَالَ لِلْحَرْبِيِّ: اِنْزِلْ وَأَنْتَ آمِنٌ لَا يَأْمَنُ بِدُوْنِ النُّزُوْلِ.

ترجمہ: اور کبھی واؤ، حال کے لیے آتی ہے پس وہ حال اور ذوالحال کو جمع کرتی ہے اور اس وقت یہ شرط کا معنیٰ دیتی ہے۔ اس کی مثال وہ ہے جو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ماذون کے بارے میں فرمائی ہے کہ جب مالک نے اپنے غلام سے کہا ایک ہزار روپیہ مجھے ادا کر اس حال میں کہ تو آزاد ہے تو آزادی کے لیے ادائیگی شرط ہوگی اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''سیر کبیر'' میں فرمایا کہ جب امام (حاکم) نے کفار سے کہا دروازہ کھولو اس حال میں کہ تمہیں امن ہے تو دروازہ کھولنے کے بغیر ان کو امن حاصل نہیں ہوگا اور اگر حربی (کافر) سے کہا اُتر اس حال میں کہ تجھے امن ہے تو اُترنے کے بغیر اسے امن حاصل نہیں ہوگا۔

واؤ برائے حال مجاز کے طریقہ پر ہے

(۸۶) وَإِنَّمَا يُحْمَلُ الْوَاوُ عَلَى الْحَالِ بِطَرِيْقِ الْمَجَازِ. فَلَا بُدَّ مِنْ اِحْتِمَالِ اللَّفْظِ ذٰلِكَ. وَقِيَامِ الدَّلَالَةِ عَلٰى ثُبُوْتِهٖ كَمَا فِيْ قَوْلِ الْمَوْلٰى لِعَبْدِهٖ: أَدِّ إِلَيَّ أَلْفًا وَأَنْتَ حُرٌّ. فَإِنَّ الْحُرِّيَّةَ تَتَحَقَّقُ حَالَ الْأَدَاءِ. وَقَامَتِ الدَّلَالَةُ عَلٰى ذٰلِكَ. فَإِنَّ الْمَوْلٰى لَا يَسْتَوْجِبُ عَلٰى عَبْدِهٖ مَالًا مَعَ قِيَامِ الرِّقِّ فِيْهِ. وَقَدْ صَحَّ التَّعْلِيْقُ بِهٖ فَحَمَلَ عَلَيْهِ. وَلَوْ قَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ وَأَنْتِ مَرِيْضَةٌ أَوْ مُصَلِّيَةٌ. تُطَلَّقُ فِي الْحَالِ. وَلَوْ نَوٰى بِهِ التَّعْلِيْقَ صَحَّتْ نِيَّتُهٗ فِيْمَا بَيْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى؛ لِأَنَّ اللَّفْظَ وَإِنْ كَانَ يَحْتَمِلُ مَعْنَى الْحَالِ إِلَّا أَنَّ الظَّاهِرَ خِلَافُهٗ. وَإِذَا تَأَيَّدَ ذٰلِكَ بِقَصْدِهٖ ثَبَتَ. وَلَوْ قَالَ: خُذْ هٰذِهِ الْأَلْفَ مُضَارَبَةً. وَاعْمَلْ بِهَا فِي الْبُزِّ لَا يَتَقَيَّدُ الْعَمَلُ فِي الْبُزِّ. وَيَكُوْنُ الْمُضَارَبَةُ عَامَّةً؛ لِأَنَّ الْعَمَلَ فِي الْبُزِّ لَا يَصْلُحُ حَالًا لِأَخْذِ الْأَلْفِ مُضَارَبَةً. فَلَا يَتَقَيَّدُ صَدْرُ الْكَلَامِ بِهٖ. وَعَلٰى هٰذَا قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ:

إِذَا قَالَتْ لِزَوْجِهَا: طَلِّقْنِيْ وَلَكَ أَلْفٌ. فَطَلَّقَهَا. لَا يَجِبُ لَهٗ عَلَيْهَا شَيْءٌ؛ لِأَنَّ قَوْلَهَا: وَلَكَ أَلْفٌ لَا يُفِيْدُ حَالَ وُجُوْبِ الْأَلْفِ عَلَيْهَا. وَقَوْلُهَا: طَلِّقْنِيْ مُفِيْدٌ بِنَفْسِهٖ. فَلَا يُتْرَكُ الْعَمَلُ بِهٖ بِدُوْنِ الدَّلِيْلِ. بِخِلَافِ قَوْلِهٖ: اِحْمِلْ هٰذَا الْمَتَاعَ

وَلَكَ دِرْهَمٌ؛ لِأَنَّ دَلَالَةَ الْإِجَارَةِ يَمْنَعُ الْعَمَلَ بِحَقِيْقَةِ اللَّفْظِ.

ترجمہ: اور واؤ کو مجاز کے طریقے پر حال پر محمول کیا جاتا ہے پس ضروری ہے کہ لفظ میں اس کا احتمال ہو اور اس کے ثبوت پر دلیل بھی قائم ہو۔ جس طرح مولیٰ نے اپنے غلام سے کہا: ''ایک ہزار مجھے دو اور تم آزاد ہو تو آزادی اس وقت ثابت ہوگی جب وہ ایک ہزار ادا کرے اور اس (حال کے تعین) پر دلیل بھی قائم ہے کیونکہ جب تک غلامی قائم ہے، مولیٰ اپنے غلام پر مال واجب نہیں کر سکتا اور اسے (آزادی کو) اس (ادائیگی) کے ساتھ مشروط کرنا صحیح ہے پس اس پر محمول کیا جائے گا۔ اور اگر خاوند نے اپنی بیوی سے کہا: أَنْتِ طَالِقٌ وَأَنْتِ مَرِيْضَةٌ ''تجھے طلاق ہے اور تو بیمار ہے'' یا تو نماز پڑھنے والی ہے تو فوراً طلاق ہوجائے گی۔ اور اگر وہ تعلیق کی نیت کرے تو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نیت صحیح ہوجائے گی کیونکہ لفظ میں اگرچہ مال کا احتمال ہے مگر ظاہر اس کے خلاف ہے۔ اور جب اس کے قصد سے اس کو تائید حاصل ہوگئی تو وہ (تعلیق) ثابت ہوجائے گی (اور کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ یہ ہزار روپیہ مضاربت کے طور پر لو اور اس کے ساتھ کاروبار کرو تو وہ کپڑے کے ساتھ خاص نہیں ہوگا اور مضاربت عام ہوگی کیونکہ کپڑے کا کام کرنا ایک ہزار روپے کو مضاربت کے طور پر لینے کے لیے مال بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا لہٰذا کلام کا آغاز اس کے ساتھ مقید نہیں ہوگا۔

اور اسی بنیاد پر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے خاوند سے کہے مجھے طلاق دے اور تیرے لیے ایک ہزار ہیں پس اس نے طلاق دی تو اس عورت پر ایک ہزار واجب نہیں ہوں گے کیونکہ اس کا قول کہ تیرے لیے ایک ہزار ہیں مرد پر ایک ہزار کے وجوب کے لیے حال نہیں بن سکتا۔ اور یہ کہنا کہ مجھے طلاق دے خود ذاتی طور پر مفید کلام ہے لہٰذا کسی دلیل کے بغیر اس پر عمل کو نہیں چھوڑا جائے گا۔

بخلاف کسی شخص کے یہ کہنے کہ یہ سامان اُٹھاؤ اس حال میں کہ تمہارے لیے ایک درہم ہے کیونکہ اجارے کی دلالت لفظ کے حقیقی معنی پر عمل سے روکتی ہے۔

حرف فاء کا استعمال

(۸۷) فَصْلٌ «اَلْفَاءُ» لِلتَّعْقِيْبِ مَعَ الْوَصْلِ. وَلِهٰذَا تُسْتَعْمَلُ فِي الْأَجْزِيَةِ؛ لِمَا أَنَّهَا تَتَعَقَّبُ الشَّرْطَ. قَالَ أَصْحَابُنَا: إِذَا قَالَ: بِعْتُ مِنْكَ هٰذَا الْعَبْدَ بِأَلْفٍ،

فَقَالَ الْآخَرُ: «فَهُوَ حُرٌّ»، يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَبُوْلًا لِلْبَيْعِ اِقْتِضَاءً، وَيَثْبُتُ الْعِتْقُ مِنْهُ عَقِيْبَ الْبَيْعِ. بِخِلَافِ مَا لَوْ قَالَ: «وَهُوَ حُرٌّ» أَوْ «هُوَ حُرٌّ» فَإِنَّهُ يَكُوْنُ رَدًّا لِلْبَيْعِ. وَإِذَا قَالَ لِلْخَيَّاطِ: اُنْظُرْ إِلٰى هٰذَا الثَّوْبِ أَيَكْفِيْنِيْ قَمِيْصًا؟ فَنَظَرَ فَقَالَ: «نَعَمْ». فَقَالَ صَاحِبُ الثَّوْبِ: «فَاقْطَعْهُ» فَقَطَعَهُ، فَإِذَا هُوَ لَا يَكْفِيْهِ كَانَ الْخَيَّاطُ ضَامِنًا؛ لِأَنَّهٗ إِنَّمَا أَمَرَهٗ بِالْقَطْعِ عَقِيْبَ الْكِفَايَةِ.

بِخِلَافِ مَا لَوْ قَالَ: «اِقْطَعْهُ» أَوْ «وَاقْطَعْهُ» فَقَطَعَهُ، فَإِنَّهٗ لَا يَكُوْنُ الْخَيَّاطُ ضَامِنًا. وَلَوْ قَالَ: «بِعْتُ مِنْكَ هٰذَا الثَّوْبَ بِعَشَرَةٍ فَاقْطَعْهُ» فَقَطَعَهُ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا كَانَ الْبَيْعُ تَامًّا. وَلَوْ قَالَ: «إِنْ دَخَلْتِ هٰذِهِ الدَّارَ فَهٰذِهِ الدَّارَ فَأَنْتِ طَالِقٌ». فَالشَّرْطُ دُخُوْلُ الثَّانِيَةِ عَقِيْبَ دُخُوْلِ الْأُوْلٰى مُتَّصِلًا بِهٖ، حَتّٰى لَوْ دَخَلَتِ الثَّانِيَةَ أَوَّلًا أَوْ آخِرًا لٰكِنَّهٗ بَعْدَ مُدَّةٍ لَا يَقَعُ الطَّلَاقُ.

ترجمہ: فاء کسی چیز کے بعد میں آنے کے لیے آتی ہے لیکن پہلی کے ساتھ وصل ہوتا ہے اسی لیے اس کا استعمال جزاؤں کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ وہ شرط کے بعد آتی ہیں۔

ہمارے اصحاب (احناف) فرماتے ہیں جب کسی شخص نے (دوسرے آدمی سے) کہا کہ میں نے یہ غلام تجھ پر ایک ہزار کے بدلے میں فروخت کیا دوسرے نے کہا پس وہ آزاد ہے تو یہ بطور اقتضاء بیع کو قبول کرنا ہے اور بیع کے بعد اس کی طرف سے آزادی ثابت ہوجائے گی بخلاف اس کے جب اس نے کہا اور وہ آزاد ہے یا (اور کے بغیر) کہا وہ آزاد ہے تو یہ بیع کو رد کرنا ہوگا۔

اور جب کسی شخص نے درزی سے کہا اس کپڑے کو دیکھو اُنْظُرْ إِلٰى هٰذَا الثَّوْبِ أَيَكْفِيْنِيْ قَمِيْصًا؟ یہ میری قمیض کے لیے کافی ہے تو اس نے دیکھ کر کہا: ہاں، پس کپڑے والے نے کہا تو اس کو کاٹو، اس نے کاٹ دیا تو پتہ چلا کہ وہ کافی نہیں ہے تو درزی ضامن ہوگا کیونکہ اس نے درزی کے اس قول کہ کافی ہے کے بعد کہا کہ کاٹو۔

بخلاف اس کے جب وہ کہے اس کو کاٹو یا کہے اور اس کو کاٹو پس وہ اس کو کاٹے تو درزی ضامن نہیں ہوگا۔)

اور اگر اس نے کہا کہ «بِعْتُ مِنْكَ هٰذَا الثَّوْبَ بِعَشَرَةٍ فَاقْطَعْهُ» میں نے یہ کپڑا تجھ پر اس (درہم) میں فروخت کیا پس اس کو کاٹ دو اس نے کاٹا اور کوئی بات نہ کہی تو بیع

مکمل ہوجائے گی۔)

اور اگر (بیوی سے) کہا: «إِنْ دَخَلْتِ هٰذِهِ الدَّارَ فَهٰذِهِ الدَّارُ فَأَنْتِ طَالِقٌ» اگر تو اس گھر میں داخل ہوئی پس اس گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے۔ تو پہلے گھر میں داخل ہونے کے فوراً بعد دوسرے گھر میں داخل ہونا شرط ہے حتیٰ کہ اگر وہ دوسرے گھر میں پہلے داخل ہو یا بعد میں داخل ہو لیکن ایک مدت کے بعد داخل ہو تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

فاء بیان علت کے لیے

۸۸ وَقَدْ يَكُوْنُ الْفَاءُ لِبَيَانِ الْعِلَّةِ. مِثَالُهٗ: إِذَا قَالَ لِعَبْدِهٖ: أَدِّ إِلَيَّ أَلْفًا فَأَنْتَ حُرٌّ، كَانَ الْعَبْدُ حُرًّا فِي الْحَالِ وَإِنْ لَمْ يُؤَدِّ شَيْئًا. وَلَوْ قَالَ لِلْحَرْبِيِّ: اِنْزِلْ فَأَنْتَ آمِنٌ، كَانَ آمِنًا وَإِنْ لَمْ يَنْزِلْ. وَفِي «الْجَامِعِ» مَا إِذَا قَالَ: أَمْرُ امْرَأَتِيْ بِيَدِكَ فَطَلِّقْهَا. فَطَلَّقَهَا فِي الْمَجْلِسِ طُلِّقَتْ تَطْلِيْقَةً بَائِنَةً، وَلَا يَكُوْنُ الثَّانِيْ تَوْكِيْلًا بِطَلَاقٍ غَيْرِ الْأَوَّلِ. فَصَارَ كَأَنَّهٗ قَالَ: طَلِّقْهَا بِسَبَبِ أَنَّ أَمْرَهَا بِيَدِكَ. وَلَوْ قَالَ: طَلِّقْهَا فَجَعَلْتُ أَمْرَهَا بِيَدِكَ، فَطَلَّقَهَا فِي الْمَجْلِسِ طُلِّقَتْ تَطْلِيْقَتَيْنِ رَجْعِيَّةً. وَلَوْ قَالَ: طَلِّقْهَا وَجَعَلْتُ أَمْرَهَا بِيَدِكَ، وَطَلَّقَهَا فِي الْمَجْلِسِ طُلِّقَتْ تَطْلِيْقَتَيْنِ.

وَكَذٰلِكَ لَوْ قَالَ: طَلِّقْهَا وَأَبِنْهَا، أَوْ أَبِنْهَا طَلِّقْهَا. فَطَلَّقَهَا فِي الْمَجْلِسِ، وَقَعَتْ تَطْلِيْقَتَانِ. وَعَلٰى هٰذَا قَالَ أَصْحَابُنَا: إِذَا أُعْتِقَتِ الْأَمَةُ الْمَنْكُوْحَةُ ثَبَتَ لَهَا الْخِيَارُ، سَوَاءٌ كَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا أَوْ حُرًّا؛ لِأَنَّ قَوْلَهٗ ﷺ لِبَرِيْرَةَ حِيْنَ أُعْتِقَتْ: مَلَكْتِ بُضْعَكِ فَاخْتَارِيْ. أَثْبَتَ الْخِيَارَ لَهَا بِسَبَبِ مِلْكِهَا بُضْعَهَا بِالْعِتْقِ. وَهٰذَا الْمَعْنٰى لَا يَتَفَاوَتُ بَيْنَ كَوْنِ الزَّوْجِ عَبْدًا أَوْ حُرًّا. وَيَتَفَرَّعُ مِنْهُ مَسْأَلَةُ اِعْتِبَارِ الطَّلَاقِ بِالنِّسَاءِ. فَإِنَّ بُضْعَ الْأَمَةِ الْمَنْكُوْحَةِ مِلْكُ الزَّوْجِ. وَلَمْ يَزَلْ عَنْ مِلْكِهٖ بِعِتْقِهَا. فَدَعَتِ الضَّرُوْرَةُ إِلَى الْقَوْلِ بِازْدِيَادِ الْمِلْكِ بِعِتْقِهَا، حَتّٰى يَثْبُتَ لَهُ الْمِلْكُ فِي الزِّيَادَةِ، وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ سَبَبًا لِثُبُوْتِ الْخِيَارِ لَهَا. وَازْدِيَادُ مِلْكِ الْبُضْعِ بِعِتْقِهَا، مَعْنٰى مَسْأَلَةِ اِعْتِبَارِ الطَّلَاقِ بِالنِّسَاءِ فَيُدَارُ حُكْمُ مَالِكِيَّةِ الثَّلَاثِ عَلٰى عِتْقِ الزَّوْجَةِ دُوْنَ عِتْقِ الزَّوْجِ، كَمَا هُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ.

ترجمہ: اور کبھی حرف فاء، بیان علت کے لیے آتا ہے اس کی مثال جیسے کسی شخص

نے اپنے غلام سے کہا: ''ایک ہزار مجھے دو پس تم آزاد ہو'' تو غلام اسی وقت آزاد ہو جائے گا اگرچہ کچھ بھی ادا نہ کرے۔ اور اگر (کسی مسلمان نے) حربی (کافر) سے کہا اُتر پس تجھے امن ہے تو اسے امن حاصل ہو جائے گا اگرچہ وہ نہ اُترے۔ اور جامع صغیر میں ہے جب کسی شخص نے کہا کہ میری بیوی کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے پس تو اسے طلاق دے اس نے مجلس میں اسے طلاق دے دی تو اس عورت کو ایک بائن طلاق ہو جائے گی اور دوسرا کلمہ (یعنی فَطَلِّقْهَا) پہلی طلاق کے علاوہ کی وکالت کے لیے نہیں ہوگا۔

یہ اس طرح ہو جائے گا کہ گویا اس نے کہا کہ اس وجہ سے اسے طلاق دے کہ اس کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور اگر اس نے کہا کہ اس (عورت) کو طلاق دے پس میں نے اس کا معاملہ تیرے ہاتھ میں کر دیا اس نے مجلس میں طلاق دے دی تو اسے ایک رجعی طلاق ہوگی۔

اور اگر اس نے کہا: اسے طلاق دے اور میں نے اس کا معاملہ تیرے ہاتھ میں کر دیا اور اس نے مجلس میں طلاق دے دی تو دو طلاقیں ہوں گی۔

اور اسی طرح اگر اس نے کہا اسے طلاق دے اور اس کو جدا کر دے یا کہا اسے جدا کر دے اور اسے طلاق دے اس نے مجلس میں طلاق دی تو دو طلاقیں ہوں گی۔

اور اسی بنیاد پر ہمارے اصحاب رحمہم اللہ نے فرمایا کہ جب منکوحہ لونڈی کو آزاد کر دیا جائے تو اسے خیار (خیارِ عتق) حاصل ہو جائے گا چاہے اس کا خاوند آزاد ہو یا غلام، کیونکہ جب حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا گیا تو ان سے حضور ﷺ نے فرمایا تو اپنی بضع (شرمگاہ) کی مالک ہو چکی ہے پس تجھے اختیار ہے تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے اس وجہ سے اس کے لیے خیار ثابت کیا کہ وہ آزادی کے سبب سے اپنی بضع کی مالک ہو گئی تھی اور یہ مفہوم (مالک ہونا) خاوند کے آزاد یا غلام ہونے سے مختلف نہیں ہوتا اور اس سے کچھ مسائل نکلتے ہیں (ایک یہ کہ) طلاق (کی تعداد) کا اعتبار عورتوں سے ہے کیونکہ منکوحہ لونڈی کی بضع خاوند کی مِلک ہوتی ہے اور لونڈی کی آزادی سے وہ مِلک زائل نہیں ہوتی لہٰذا ضرورت اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ آزادی کی وجہ سے مِلک میں اضافہ ہو حتیٰ کہ خاوند کے لیے زائد کی مِلکیت بھی ثابت ہو جائے اور یہ بات عورت کے لیے خیار کے ثبوت کا سبب ہے اور جب اس کی آزادی سے مِلک زیادہ ہو گئی طلاق کا عورتوں سے اعتبار کا یہی معنی ہے لہٰذا اس بات پر حکم کا دارومدار ہوگا کہ عورت کی آزادی سے مرد کو

تین طلاقوں کی ملکیت حاصل ہوتی ہے مرد کی آزادی سے نہیں ہوتی ہے جس طرح حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔

فصل: حرف ثم کا بیان

(89) فَصْلٌ «ثُمَّ» لِلتَّرَاخِيْ، لٰكِنَّهٗ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ يُفِيْدُ التَّرَاخِيَ فِي اللَّفْظِ وَالْحُكْمِ، وَعِنْدَهُمَا يُفِيْدُ التَّرَاخِيَ فِي الْحُكْمِ. وَبَيَانُهٗ فِيْمَا إِذَا قَالَ لِغَيْرِ الْمَدْخُوْلِ بِهَا: إِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَأَنْتِ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ. فَعِنْدَهٗ تَتَعَلَّقُ الْأُوْلٰى بِالدُّخُوْلِ، وَتَقَعُ الثَّانِيَةُ فِي الْحَالِ وَلَغَتِ الثَّالِثَةُ. وَعِنْدَهُمَا يَتَعَلَّقُ الْكُلُّ بِالدُّخُوْلِ، ثُمَّ عِنْدَ الدُّخُوْلِ يَظْهَرُ التَّرْتِيْبُ، فَلَا يَقَعُ إِلَّا وَاحِدَةٌ. وَلَوْ قَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ إِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ، فَعِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَعَتِ الْأُوْلٰى فِي الْحَالِ وَلَغَتِ الثَّانِيَةُ وَالثَّالِثَةُ، وَعِنْدَهُمَا يَقَعُ الْوَاحِدَةُ عِنْدَ الدُّخُوْلِ؛ لِمَا ذَكَرْنَا. وَإِنْ كَانَتِ الْمَرْأَةُ مَدْخُوْلًا بِهَا، فَإِنْ قَدَّمَ الشَّرْطَ تَعَلَّقَتِ الْأُوْلٰى بِالدُّخُوْلِ، وَيَقَعُ ثِنْتَانِ فِي الْحَالِ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَإِنْ أَخَّرَ الشَّرْطَ وَقَعَ ثِنْتَانِ فِي الْحَالِ، وَتَعَلَّقَتِ الثَّالِثَةُ بِالدُّخُوْلِ، وَعِنْدَهُمَا يَتَعَلَّقُ الْكُلُّ بِالدُّخُوْلِ فِي الْفَصْلَيْنِ.

ترجمہ: ثم تراخی کے لیے آتا ہے لیکن حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک لفظ اور حکم دونوں میں تراخی کا فائدہ دیتا ہے۔ اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک (صرف) حکم میں تراخی کا فائدہ دیتا ہے۔ اس (اختلاف) کا بیان اس طرح ہے کہ جب خاوند اپنی غیر مدخول بھا بیوی (جس سے جماع نہیں کیا) سے کہے: ان دَخَلْتِ الدَّارِ فَأَنْتِ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ ''اگر تو گھر میں داخل ہو تو تجھے طلاق ہے پھر طلاق ہے پھر طلاق ہے''۔

تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک گھر میں داخل ہونے سے پہلی طلاق متعلق ہوگی اور دوسری طلاق فی الحال ہو جائے گی اور تیسری طلاق لغو ہو جائے گی۔

اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک تینوں کا تعلق گھر میں داخل ہونے سے ہوگا۔ پھر جب وہ داخل ہوگی تو ترتیب ظاہر ہوگی پس صرف ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر وہ کہے: أَنْتِ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ إِنْ دَخَلْتِ الدَّارِ تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پہلی

طلاق اسی وقت واقع ہو جائے گی اور دوسری اور تیسری لغو ہو جائے گی۔

اور صاحبین کے نزدیک گھر میں داخل ہوتے وقت ایک طلاق واقع ہوگی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور اگر عورت مدخول بھا ہو (یعنی اس سے جماع ہو چکا ہو) اور شرط کو مقدم کرے تو پہلی طلاق کا تعلق داخل ہونے سے ہوگا اور دوسری دو اسی وقت واقع ہو جائیں گی یہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے اور اگر یہ شرط کو موخر کرے تو پہلی دو اسی وقت واقع ہو جائیں گی اور تیسری طلاق شرط کے ساتھ معلق (یعنی مشروط) ہوگی۔ اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں تینوں طلاقوں کا تعلق شرط کے ساتھ ہوگا۔

حرف بَلْ کا بیان

(۹۰) فَصْلٌ «بَلْ» لِتَدَارُكِ الْغَلَطِ بِإِقَامَةِ الثَّانِي مَقَامَ الْأَوَّلِ. فَإِذَا قَالَ لِغَيْرِ الْمَدْخُولِ بِهَا: أَنْتِ طَالِقٌ وَاحِدَةً بَلْ ثِنْتَيْنِ وَقَعَتْ وَاحِدَةٌ؛ لِأَنَّ قَوْلَهُ «بَلْ ثِنْتَيْنِ» رُجُوعٌ عَنِ الْأَوَّلِ بِإِقَامَةِ الثَّانِي مَقَامَ الْأَوَّلِ، وَلَمْ يَصِحَّ رُجُوعُهُ. فَيَقَعُ الْأَوَّلُ. فَلَا يَبْقَى الْمَحَلُّ عِنْدَ قَوْلِهِ: «ثِنْتَيْنِ». وَلَوْ كَانَتْ مَدْخُولًا بِهَا يَقَعُ الثَّلَاثُ. وَهٰذَا بِخِلَافِ مَا لَوْ قَالَ: لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ لَا بَلْ أَلْفَانِ، حَيْثُ لَا يَجِبُ ثَلَاثَةُ آلَافٍ عِنْدَنَا. وَقَالَ زُفَرُ: يَجِبُ ثَلَاثَةُ آلَافٍ؛ لِأَنَّ حَقِيقَةَ اللَّفْظِ لِتَدَارُكِ الْغَلَطِ بِإِثْبَاتِ الثَّانِي مَقَامَ الْأَوَّلِ، وَلَمْ يَصِحَّ عَنْهُ إِبْطَالُ الْأَوَّلِ فَيَجِبُ تَصْحِيحُ الثَّانِي مَعَ بَقَاءِ الْأَوَّلِ، وَذٰلِكَ بِطَرِيقِ زِيَادَةِ الْأَلْفِ عَلَى الْأَلْفِ الْأَوَّلِ، بِخِلَافِ قَوْلِهِ: أَنْتِ طَالِقٌ وَاحِدَةً لَا بَلْ ثِنْتَيْنِ؛ لِأَنَّ هٰذَا إِنْشَاءٌ وَذٰلِكَ إِخْبَارٌ، وَالْغَلَطُ إِنَّمَا يَكُونُ فِي الْإِخْبَارِ دُونَ الْإِنْشَاءِ، فَأَمْكَنَ تَصْحِيحُ اللَّفْظِ بِتَدَارُكِ الْغَلَطِ فِي الْإِقْرَارِ دُونَ الطَّلَاقِ، حَتّٰى لَوْ كَانَ الطَّلَاقُ بِطَرِيقِ الْإِخْبَارِ بِأَنْ قَالَ: كُنْتُ طَلَّقْتُكِ أَمْسِ وَاحِدَةً لَا بَلْ ثِنْتَيْنِ، يَقَعُ ثِنْتَانِ؛ لِمَا ذَكَرْنَا.

ترجمہ: (حرف) بل غلطی کے ازالہ کے لیے آتا ہے کہ دوسرے (حکم) کو پہلے (حکم) کی جگہ رکھا جاتا ہے۔

پس جب کوئی شخص (اپنی) غیر مدخول بھا (بیوی) سے کہے: أَنْتِ طَالِقٌ وَاحِدَةً بَلْ ثِنْتَيْنِ وَقَعَتْ وَاحِدَةٌ "تجھے ایک طلاق ہے نہیں بلکہ دو ہیں" تو اس نے دوسرے قول (دو

طلاقوں) کو پہلے قول (ایک طلاق) کے قائم مقام کر دیا ہے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی کیونکہ اس کا کہنا: «بَلْ ثِنْتَيْنِ» "نہیں بلکہ دو ہیں" دوسرے قول کو پہلے قول کی جگہ رکھتے ہوئے پہلے سے رجوع کرنا ہے اور (چونکہ) رجوع صحیح نہیں پس پہلی طلاق واقع ہوگی اور دو طلاقوں کا قول کرتے وقت وہ طلاق کا محل نہیں رہے گی اور اگر وہ مدخول بھا ہو تو تین طلاقیں واقع ہوں گی۔

اور یہ بات اس کے خلاف ہے جب وہ کہے: لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ لَا بَلْ أَلْفَانِ "فلاں کے میرے ذمہ ایک ہزار (روپے) ہیں نہیں نہیں بلکہ دو ہزار ہیں"۔

تو ہمارے نزدیک یہاں تین ہزار لازم نہیں ہوں گے اور حضرت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تین ہزار لازم ہوں گے کیونکہ لفظ (بل) حقیقت میں غلطی کے ازالہ کے لیے آتا ہے اس طرح کہ دوسرے لفظ کو پہلے کی جگہ رکھا جاتا ہے۔ اور (چونکہ) پہلے کو باطل کرنا صحیح نہیں پس پہلے کو باقی رکھتے ہوئے دوسرے کو صحیح قرار دینا واجب ہے اور وہ پہلے ہزار پر دوسرے ہزار کو زیادہ کرنے کے ساتھ ہے۔

بخلاف اس کے جب کہے: أَنْتِ طَالِقٌ وَاحِدَةً لَا بَلْ ثِنْتَيْنِ "تجھے ایک طلاق ہے بلکہ دو طلاقیں ہیں" کیونکہ یہ انشاء ہے اور وہ (اقرار) خبر ہے اور غلطی خبر دینے میں ہوتی ہے انشاء میں نہیں۔ پس لفظ بل کو اقرار میں غلطی کے ساتھ صحیح قرار دینا صحیح ہے طلاق میں صحیح نہیں حتیٰ کہ اگر طلاق خبر دینے کے ساتھ ہو (تو تدارک صحیح ہوگا) مثلاً وہ کہے میں نے کل (گزشتہ) تجھے ایک طلاق دی تھی نہیں بلکہ دو دی تھیں تو دو واقع ہوں گی اس وجہ سے جو ہم نے ذکر کی (کہ خبر میں غلطی کا تدارک ہوتا ہے انشاء میں نہیں)۔

فصل: "لکن" کا استعمال

(۹۱) فَصْلٌ «لٰكِنْ» لِلْاِسْتِدْرَاكِ بَعْدَ النَّفْيِ، فَيَكُونُ مُوجَبُهُ إِثْبَاتَ مَا بَعْدَهُ. فَأَمَّا نَفْيُ مَا قَبْلَهُ فَثَابِتٌ بِدَلِيلِهِ. وَالْعَطْفُ بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ إِنَّمَا يَتَحَقَّقُ عِنْدَ اتِّسَاقِ الْكَلَامِ، فَإِنْ كَانَ الْكَلَامُ مُتَّسِقًا يَتَعَلَّقُ النَّفْيُ بِالْإِثْبَاتِ الَّذِي بَعْدَهُ، وَإِلَّا فَهُوَ مُسْتَأْنَفٌ. مِثَالُهُ مَا ذَكَرَهُ مُحَمَّدٌ فِي «الْجَامِعِ» إِذَا قَالَ: لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ قَرْضٌ، فَقَالَ فُلَانٌ: لَا وَلٰكِنَّهُ غَصْبٌ، لَزِمَهُ الْمَالُ؛ لِأَنَّ الْكَلَامَ مُتَّسِقٌ. فَظَهَرَ أَنَّ النَّفْيَ كَانَ فِي السَّبَبِ دُونَ نَفْسِ الْمَالِ. (وَكَذٰلِكَ لَوْ قَالَ:

لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ مِنْ ثَمَنِ هٰذِهِ الْجَارِيَةِ، فَقَالَ فُلَانٌ: لَا الْجَارِيَةُ جَارِيَتُكَ، وَلٰكِنَّ لِي عَلَيْكَ أَلْفٌ، يَلْزَمُهُ الْمَالُ، فَظَهَرَ أَنَّ النَّفْيَ كَانَ فِي السَّبَبِ لَا فِي أَصْلِ الْمَالِ.

ترجمہ: لٰكِنَّ نفی کے بعد استدارک کے لیے آتا ہے پس اس کا مُوجَب (لازم آنے والا حکم) اس کے مابعد کو ثابت کرنا ہوتا ہے جہاں تک اس کے ما قبل. کی نفی کا تعلق ہے تو وہ اپنی (الگ) دلیل سے ثابت ہوتی ہے۔

اور اس کلمہ (لٰكِنَّ) کے ساتھ عطف اس وقت متحقق ہوتا ہے جب کلام میں اتساق ہو تو نفی کا تعلق اس کے بعد والے اثبات کے ساتھ ہوگا ورنہ وہ جملہ مستانفہ ہوگا۔

اس کی مثال وہ ہے جو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جامع کبیر میں ذکر کی ہے کہ جب کسی شخص نے کہا کہ لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ قَرْضٌ فلاں شخص کے مجھ پر ایک ہزار قرض کے ہیں۔ اس فلاں نے کہا: لَا وَلٰكِنَّهُ غَصْبٌ ''لیکن وہ تو غصب کے ہیں'' تو اس پر مال لازم ہو جائے گا کیونکہ کلام میں اتساق ہے پس ظاہر ہوا کہ نفی سبب کی ہے نفس مال کی نہیں۔

اور اسی طرح اگر وہ کہے کہ لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ مِنْ ثَمَنِ هٰذِهِ الْجَارِيَةِ ''فلاں کے مجھ پر ایک ہزار (درہم) اس لونڈی کی قیمت سے ہیں'' اور وہ فلاں کہے: لَا الْجَارِيَةُ جَارِيَتُكَ، وَلٰكِنَّ لِي عَلَيْكَ أَلْفٌ نہیں، لونڈی، تمہاری لونڈی ہے لیکن میرے تجھ پر ایک ہزار (بطور قرض) ہیں'' تو اس پر مال لازم ہو جائے گا پس ظاہر ہوا کہ نفی سبب میں ہے اصل مال کی نفی نہیں۔

سبب کی نفی کی اور کلام غیر متسق کی مثال

٩٢ وَلَوْ كَانَ فِي يَدِهٖ عَبْدٌ، فَقَالَ: هٰذَا لِفُلَانٍ، فَقَالَ فُلَانٌ: مَا كَانَ لِي قَطُّ، وَلٰكِنَّهُ لِفُلَانٍ آخَرَ، فَإِنْ وَصَلَ الْكَلَامُ كَانَ الْعَبْدُ لِلْمُقَرِّ لَهُ الثَّانِي؛ لِأَنَّ النَّفْيَ يَتَعَلَّقُ بِالْإِثْبَاتِ، وَإِنْ فَصَلَ كَانَ الْعَبْدُ لِلْمُقَرِّ الْأَوَّلِ، فَيَكُوْنُ قَوْلُ الْمُقَرِّ لَهُ رَدًّا لِلْإِقْرَارِ.

ترجمہ: اور اگر کسی شخص کے قبضے میں غلام ہو اور وہ کہے کہ یہ فلاں شخص کا ہے اور وہ فلاں کہے میرا ہرگز نہیں لیکن وہ دوسرے فلاں شخص کا ہے تو اگر اس کا کلام ملا ہوا ہو تو غلام اس

دوسرے شخص کا ہوگا جس کے لیے اقرار کیا گیا کیونکہ نفی، اثبات کے ساتھ متعلق ہے اور اگر کلام میں فصل ہو تو غلام اس پہلے شخص کے لیے ہوگا جس کے لیے اقرار کیا گیا اور جس کے لیے اقرار کیا گیا اس کا قول اقرار کا رد ہوگا۔

٩٣ وَلَوْ أَنَّ أَمَةً تَزَوَّجَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوْلَاهَا بِمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَقَالَ الْمَوْلٰى: لَا أُجِيْزُ الْعَقْدَ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ، وَلٰكِنْ أُجِيْزُهٗ بِمِائَةٍ وَخَمْسِيْنَ، بَطَلَ الْعَقْدُ؛ لِأَنَّ الْكَلَامَ غَيْرُ مُتَّسِقٍ، فَإِنَّ نَفْيَ الْإِجَازَةِ وَإِثْبَاتَهَا بِعَيْنِهَا لَا يَتَحَقَّقُ، فَكَانَ قَوْلُهٗ: «لٰكِنْ أُجِيْزُهٗ» إِثْبَاتَهٗ بَعْدَ رَدِّ الْعَقْدِ. وَكَذٰلِكَ لَوْ قَالَ: لَا أُجِيْزُهٗ وَلٰكِنْ أُجِيْزُهٗ إِنْ زِدتَّنِي خَمْسِيْنَ عَلَى الْمِائَةِ، يَكُوْنُ فَسْخًا لِلنِّكَاحِ؛ لِعَدَمِ احْتِمَالِ الْبَيَانِ؛ لِأَنَّ مِنْ شَرْطِهِ الْاِتِّسَاقُ، وَلَا اِتِّسَاقَ.

ترجمہ: اور اگر کسی لونڈی نے اپنے مولیٰ کی اجازت کے بغیر خود بخود ایک سو درہم کے بدلے میں نکاح پس مولیٰ نے کہا میں ایک سو درہم کے بدلے میں اس کی اجازت نہیں دیتا لیکن ایک سو پچاس (درہموں) کے بدلے میں اجازت دیتا ہوں تو عقد باطل ہو جائے گا کیونکہ کلام غیر متسق ہے کیونکہ اجازت کی نفی اور بعینہ اس کی اجازت متحقق نہیں ہو سکتی لہٰذا اس کا یہ قول کہ لیکن میں اس کی اجازت دیتا ہوں عقد کو رد کرنے کے بعد اسے ثابت کرنا ہے۔

اور اسی طرح اگر کہا کہ میں اس کی اجازت نہیں دیتا لیکن اجازت دیتا ہوں اگر تم میرے لیے ایک سو پر پچاس کا اضافہ کرو تو یہ نکاح فسخ کرنا ہوگا کیونکہ بیان کا احتمال نہیں اس لیے کہ اس (بیان) کی شرط میں سے اتساق کا پایا جانا ہے اور (یہاں) اتساق نہیں۔

فصل: حرف ''او'' کا استعمال

٩٤ فَصْلٌ: ((أَوْ)) لِتَنَاوُلِ أَحَدِ الْمَذْكُوْرَيْنِ وَلِهٰذَا لَوْ قَالَ: هٰذَا حُرٌّ أَوْ هٰذَا، كَانَ بِمَنْزِلَةِ قَوْلِهٖ: أَحَدُهُمَا حُرٌّ، حَتّٰى كَانَ لَهٗ وِلَايَةُ الْبَيَانِ. وَلَوْ قَالَ: وَكَّلْتُ بِبَيْعِ هٰذَا الْعَبْدِ هٰذَا أَوْ هٰذَا، كَانَ الْوَكِيْلُ أَحَدُهُمَا، وَيُبَاحُ الْبَيْعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا. وَلَوْ بَاعَ أَحَدُهُمَا ثُمَّ عَادَ الْعَبْدُ إِلٰى مِلْكِ الْمُوَكِّلِ، لَا يَكُوْنُ لِلْآخَرِ أَنْ يَّبِيْعَهٗ. وَلَوْ قَالَ لِثَلَاثِ نِسْوَةٍ لَهٗ: هٰذِهٖ طَالِقٌ أَوْ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ، طُلِّقَتْ إِحْدَى الْأُوْلَيَيْنِ، وَطُلِّقَتِ الثَّالِثَةُ فِي الْحَالِ لِانْعِطَافِهَا عَلَى الْمُطَلَّقَةِ مِنْهُمَا، وَيَكُوْنُ الْخِيَارُ

لِلزَّوْجِ فِيْ بَيَانِ الْمُطَلَّقَةِ مِنْهُمَا، بِمَنْزِلَةِ مَا لَوْ قَالَ: إِحْدَاكُمَا طَالِقٌ وَهٰذِهٖ.

ترجمہ: (حرف) او دو مذکورہ باتوں میں سے ایک کے لیے آتا ہے اسی لیے اگر کسی شخص نے کہا یہ (غلام) آزاد ہے یا یہ (آزاد ہے) تو یہ اس کے اس قول کی طرح ہے کہ ان میں سے ایک آزاد ہے حتیٰ کہ اسے بیان کا اختیار ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص کہے کہ وَكَّلْتُ بِبَيْعِ هٰذَا الْعَبْدِ هٰذَا أَوْ هٰذَا میں نے اس غلام کو فروخت کرنے کے لیے اس شخص کو وکیل بنایا یا اُس کو بنایا تو ان میں سے ایک وکیل ہوگا اور ان میں سے ہر ایک کے لیے سودا کرنا جائز ہوگا۔

اور اگر ان میں سے کسی ایک نے اس غلام کو فروخت کیا پھر وہ غلام موکل کی مِلک میں آ گیا تو دوسرے (وکیل) کو اسے فروخت کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ اور اگر اس نے اپنی تین بیویوں کے بارے میں کہا: هٰذِهٖ طَالِقٌ أَوْ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ اسے طلاق ہے یا اسے اور اسے طلاق ہے تو پہلی دو میں سے ایک کو طلاق ہو جائے گی اور تیسری کو اسی وقت طلاق ہوگی کیونکہ اس کا عطف ان دونوں میں سے اس پر ہے جسے طلاق ہوئی اور مطلقہ عورت کے بارے میں بیان کا اختیار خاوند کو حاصل ہوگا اور یہ اس کے اس قول کی طرح ہے کہ تم دونوں میں سے ایک کو اور اس (تیسری) کو طلاق ہے۔

اختلافی مسئلہ

٩٥ وَعَلٰى هٰذَا قَالَ زُفَرُ رَحِمَهُ اللّٰهُ: إِذَا قَالَ: لَا أُكَلِّمُ هٰذَا أَوْ هٰذَا وَهٰذَا، كَانَ بِمَنْزِلَةِ قَوْلِهٖ: لَا أُكَلِّمُ أَحَدَ هٰذَيْنِ وَهٰذَا، فَلَا يَحْنَثُ مَا لَمْ يُكَلِّمْ أَحَدَ الْأَوَّلَيْنِ وَالثَّالِثَ، وَعِنْدَنَا لَوْ كَلَّمَ الْأَوَّلَ وَحْدَهٗ يَحْنَثُ، وَلَوْ كَلَّمَ أَحَدَ الْآخَرَيْنِ لَا يَحْنَثُ مَا لَمْ يُكَلِّمْهُمَا. وَلَوْ قَالَ: بِعْ هٰذَا الْعَبْدَ أَوْ هٰذَا، كَانَ لَهٗ أَنْ يَبِيْعَ أَحَدَهُمَا أَيَّهُمَا شَاءَ، وَلَوْ دَخَلَ أَوْ فِي الْمَهْرِ بِأَنْ تَزَوَّجَهَا عَلٰى هٰذَا أَوْ عَلٰى هٰذَا يُحْكَمُ مَهْرُ الْمِثْلِ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ؛ لِأَنَّ اللَّفْظَ يَتَنَاوَلُ أَحَدَهُمَا، وَالْمُوْجِبُ الْأَصْلِيُّ مَهْرُ الْمِثْلِ فَيَتَرَجَّحُ مَا يُشَابِهُهٗ.

ترجمہ: اور اسی بنیاد پر حضرت امام زفر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے کہا: میں اس سے یا اس سے اور اس سے کلام نہیں کروں گا تو اس کا یہ قول اس کے یہ کہنے کی طرح ہے کہ میں ان دو میں سے ایک سے اور اس (تیسرے شخص) سے کلام نہیں کروں گا تو جب تک وہ ان دو میں

سے کسی ایک سے اور اس تیسرے سے کلام نہ کرے حانث نہیں ہوگا۔

اور ہمارے نزدیک اگر وہ صرف پہلے شخص سے کلام کرے تو حانث ہو جائے گا اور اگر دوسرے دو میں سے کسی ایک سے کلام کرے تو حانث نہیں ہوگا جب تک ان دونوں سے کلام نہ کرے۔ اور اگر اس نے (اپنے وکیل سے) کہا کہ اس غلام کو یا اس کو فروخت کرو تو وہ ان میں سے جسے چاہے فروخت کر سکتا ہے۔ اور اگر وہ مہر کے سلسلے میں حرف او داخل کرے اس طرح کہ اس کے بدلے میں یا اس کے بدلے میں نکاح کرے تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مہر مثل کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا کیونکہ لفظ ان دونوں میں سے کسی ایک کو شامل ہے اور اصل میں مہر مثل لازم ہوتا ہے پس جو اس کے مشابہ ہوگا اسے ترجیح دی جائے گی۔

نماز میں تشہد رکن نہیں

٩٦ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: التَّشَهُّدُ لَيْسَ بِرُكْنٍ فِي الصَّلَاةِ؛ لِأَنَّ قَوْلَهٗ: إِذَا قُلْتَ هٰذَا أَوْ فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ عَلَّقَ الْإِتْمَامَ بِأَحَدِهِمَا، فَلَا يُشْتَرَطُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا، وَقَدْ شُرِطَتِ الْقَعْدَةُ بِالْاِتِّفَاقِ فَلَا يُشْتَرَطُ قِرَاءَةُ التَّشَهُّدِ.

ترجمہ: اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ تشہد نماز میں رُکن (فرض) نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: إِذَا قُلْتَ هٰذَا أَوْ فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ جب تم نے یہ پڑھ لیا (یعنی تشہد پڑھ لیا) یا یہ عمل کر لیا (قعدہ کر لیا) تو تیری نماز مکمل ہوگئی تو حضور ﷺ نے نماز کی تکمیل کو ان دونوں میں سے ایک کے ساتھ معلق (مشروط) کیا لہٰذا ان میں سے ہر ایک شرط نہیں ہوگی اور قعدہ شرط ہے اس پر سب کا اتفاق ہے لہٰذا تشہد پڑھنا شرط نہیں ہوگا۔

نفی اور اثبات میں کلمہ اَوْ کا عمل

٩٧ ثُمَّ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ فِيْ مَقَامِ النَّفْيِ تُوْجِبُ نَفْيَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمَذْكُوْرَيْنِ، حَتّٰى لَوْ قَالَ: لَا أُكَلِّمُ هٰذَا أَوْ هٰذَا، يَحْنَثُ إِذَا كَلَّمَ أَحَدَهُمَا، وَفِي الْإِثْبَاتِ يَتَنَاوَلُ أَحَدَهُمَا مَعَ صِفَةِ التَّخْيِيْرِ، كَقَوْلِهِمْ: خُذْ هٰذَا أَوْ ذٰلِكَ، وَمِنْ ضَرُوْرَةِ التَّخْيِيْرِ عُمُوْمُ الْإِبَاحَةِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَكَفَّارَتُهٗ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ ❶.

❶ سورۃ المائدہ، آیت: ٨٩

ترجمہ: پھر یہ کلمہ نفی کے مقام پر دو مذکورہ باتوں میں سے ہر ایک کی نفی کرتا ہے حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے کہا: لَا أُكَلِّمُ هٰذَا أَوْ هٰذَا میں اس سے کلام نہیں کروں گا یا اس سے تو ان میں سے کسی ایک سے بھی کلام کرے گا تو حانث ہو جائے گا اور اثبات کی صورت میں ان سے ایک کو حکم شامل ہو گا لیکن اختیار بھی ہو گا جیسے وہ کہے: خُذْ هٰذَا أَوْ ذٰلِكَ "یہ لے لو یا یہ"۔

اور اختیار دینے سے اباحت میں عموم لازم آتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ "پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو اس درمیانے کھانے سے کھلانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو لباس پہنانا ہے یا ایک غلام (یا لونڈی) آزاد کرنا ہے۔"

اَوْ، حتّٰی کے معنی ہیں

(٩٨) وَقَدْ يَكُوْنُ أَوْ بِمَعْنٰى حَتّٰى. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ﴾ [2] قِيْلَ: مَعْنَاهُ حَتّٰى يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ. قَالَ أَصْحَابُنَا: لَوْ قَالَ: لَا أَدْخُلُ هٰذِهِ الدَّارَ أَوْ أَدْخُلُ هٰذِهِ الدَّارَ، يَكُوْنُ أَوْ بِمَعْنٰى حَتّٰى، لَوْ دَخَلَ الْأُوْلٰى أَوَّلًا يَحْنَثُ، وَلَوْ دَخَلَ الثَّانِيَةَ أَوَّلًا بَرَّ فِي يَمِيْنِهٖ، وَبِمِثْلِهٖ لَوْ قَالَ: لَا أُفَارِقُكَ أَوْ تَقْضِيَ دَيْنِيْ. يَكُوْنُ بِمَعْنٰى حَتّٰى تَقْضِيَ دَيْنِيْ.

ترجمہ: اور کبھی کلمہ او، حتّٰی کے معنی میں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتا ہے: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ "آپ کے اختیار میں (ان کے خلاف دعا کرنا) نہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے"

کہا گیا کہ یہاں او، حتّٰی کے معنی میں ہے ہمارے اصحاب فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے کہا کہ أَدْخُلُ هٰذِهِ الدَّارَ أَوْ أَدْخُلُ هٰذِهِ الدَّارَ میں اس حویلی میں داخل نہیں ہوں گا یا اس حویلی میں داخل ہوں تو یہاں او، حتّٰی کے معنی میں ہو گا کہ اگر وہ پہلی حویلی میں داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا اور اگر دوسری میں پہلے داخل ہوا تو اپنی قسم کو پورا کرنے والا ہو گا اور اسی کی مثل ہے کہ اگر وہ کہے کہ لَا أُفَارِقُكَ أَوْ تَقْضِيَ دَيْنِيْ. يَكُوْنُ بِمَعْنٰى حَتّٰى تَقْضِيَ دَيْنِيْ میں تجھ سے جدا نہیں ہوں گا یا تو میرا قرض ادا کرے یعنی حتیٰ کہ تو میرا قرض ادا کرے۔

[2] سورۃ آل عمران، آیت: ۱۲۸

فصل: "حتیٰ" کا استعمال

(٩٩) فَصْلٌ: حَتّٰى لِلْغَايَةِ كَإِلٰى. فَإِذَا كَانَ مَا قَبْلَهَا قَابِلًا لِلْاِمْتِدَادِ، وَمَا بَعْدَهَا يَصْلُحُ غَايَةً لَهٗ كَانَتِ الْكَلِمَةُ عَامِلَةً بِحَقِيْقَتِهَا. مِثَالُهٗ مَا قَالَ مُحَمَّدٌ: إِذَا قَالَ: عَبْدِيْ حُرٌّ إِنْ لَمْ أَضْرِبْكَ حَتّٰى يَشْفَعَ فُلَانٌ أَوْ حَتّٰى تُصْبِحَ، أَوْ حَتّٰى تَشْتَكِيْ بَيْنَ يَدَيَّ، أَوْ حَتّٰى يَدْخُلَ اللَّيْلُ، كَانَتِ الْكَلِمَةُ عَامِلَةً بِحَقِيْقَتِهَا؛ لِأَنَّ الضَّرْبَ بِالتَّكْرَارِ يَحْتَمِلُ الْاِمْتِدَادَ، وَشَفَاعَةُ فُلَانٍ وَأَمْثَالُهَا تَصْلُحُ غَايَةً لِلضَّرْبِ. فَلَوِ امْتَنَعَ عَنِ الضَّرْبِ قَبْلَ الْغَايَةِ حَنَثَ. وَلَوْ حَلَفَ لَا يُفَارِقُ غَرِيْمَهٗ حَتّٰى يَقْضِيَهٗ دَيْنَهٗ۔ فَفَارَقَهٗ قَبْلَ قَضَاءِ الدَّيْنِ حَنَثَ. فَإِذَا تَعَذَّرَ الْعَمَلُ بِالْحَقِيْقَةِ لِمَانِعٍ كَالْعُرْفِ، كَمَا لَوْ حَلَفَ أَنْ يَضْرِبَهٗ حَتّٰى يَمُوْتَ، أَوْ حَتّٰى يَقْتُلَهٗ حُمِلَ عَلَى الضَّرْبِ الشَّدِيْدِ بِاِعْتِبَارِ الْعُرْفِ.

ترجمہ: حتّٰی غایت (انتہاء) کے لیے آتا ہے جس طرح الیٰ (غایت کے لیے) آتا ہے۔ پس جب اس کا ماقبل بڑھنے کو قبول کرے اور اس کا مابعد اس کے لیے غایت (منع) کی صلاحیت رکھتا ہو تو یہ کلمہ اپنی حقیقت پر عمل کرنے والا ہو گا اس کی مثال وہ ہے جو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمائی کہ جب کسی شخص نے کہا: إِذَا قَالَ: عَبْدِيْ حُرٌّ إِنْ لَمْ أَضْرِبْكَ حَتّٰى يَشْفَعَ فُلَانٌ أَوْ حَتّٰى تُصْبِحَ، أَوْ حَتّٰى تَشْتَكِيْ بَيْنَ يَدَيَّ، أَوْ حَتّٰى يَدْخُلَ اللَّيْلُ "میرا غلام آزاد ہے اگر میں تجھے نہ ماروں حتیٰ کہ فلاں سفارش کرے یا حتیٰ کہ صبح ہو جائے یا حتیٰ کہ تو میرے سامنے التجا کرے یا حتیٰ کہ رات داخل ہو جائے"

تو یہ کلمہ اپنی حقیقت پر عمل کرنے والا ہو گا کیونکہ بار بار مارنا بڑھنے کا احتمال رکھتا ہے اور فلاں کی شفاعت اور دوسری (مذکورہ بالا) باتیں اس مارنے کی انتہاء کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

اور اگر وہ اس انتہاء سے پہلے مارنے سے رُک جائے تو حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائے کہ وہ اپنے مقروض سے جدا نہیں ہو گا حتیٰ کہ وہ اس کا قرض ادا کرے پھر وہ قرض کی ادائیگی سے پہلے اس سے جدا ہو جائے تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر کسی رکاوٹ کی وجہ سے حقیقی معنیٰ پر عمل کرنا مشکل ہو جائے جیسے عرف (رکاوٹ بنے) مثلاً جس طرح وہ قسم کھائے کہ وہ اسے مارے گا حتیٰ کہ وہ مر جائے یا حتیٰ کہ وہ اسے ہلاک کر دے تو عرف کے اعتبار سے اسے سخت مار مارنے پر محمول کیا جائے گا۔

جب شرط نہ پائی جائے

(۱۰۰) وَإِنْ لَّمْ يَكُنِ الْأَوَّلُ قَابِلًا لِلْإِمْتِدَادِ، وَالْآخَرُ صَالِحًا لِلْغَايَةِ، وَصَلُحَ الْأَوَّلُ سَبَبًا، وَالْآخَرُ جَزَاءً يُحْمَلُ عَلَى الْجَزَاءِ. مِثَالُهُ: مَا قَالَ مُحَمَّدٌ: إِذَا قَالَ لِغَيْرِهِ: عَبْدِي حُرٌّ إِنْ لَّمْ آتِكَ حَتّٰى تُغَدِّيَنِيْ، فَأَتَاهُ فَلَمْ يُغَدِّهِ لَا يَحْنَثُ، لِأَنَّ التَّغْدِيَةَ لَا تَصْلُحُ غَايَةً لِلْإِتْيَانِ، بَلْ هُوَ دَاعٍ إِلٰى زِيَادَةِ الْإِتْيَانِ، وَصَلُحَ جَزَاءً، فَيُحْمَلُ عَلَى الْجَزَاءِ، فَيَكُوْنُ بِمَعْنٰى لَامِ كَيْ، فَصَارَ كَمَا لَوْ قَالَ: إِنْ لَّمْ آتِكَ إِتْيَانًا جَزَآؤُهُ التَّغْدِيَةُ، وَإِذَا تَعَذَّرَ هٰذَا بِأَنْ لَّا يَصْلُحَ الْآخَرُ جَزَاءً لِلْأَوَّلِ حُمِلَ عَلَى الْعَطْفِ الْمَحْضِ. مِثَالُهُ: مَا قَالَ مُحَمَّدٌ: إِذَا قَالَ: عَبْدِي حُرٌّ إِنْ لَّمْ آتِكَ حَتّٰى أَتَغَدّٰى عِنْدَكَ الْيَوْمَ، أَوْ إِنْ لَّمْ تَأْتِنِيْ حَتّٰى تَغَدّٰى عِنْدِيَ الْيَوْمَ، فَأَتَاهُ فَلَمْ يَتَغَدَّ عِنْدَهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ حَنِثَ؛ وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ لَمَّا أُضِيفُ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنَ الْفِعْلَيْنِ إِلٰى ذَاتٍ وَاحِدٍ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَكُوْنَ فِعْلُهُ جَزَاءً لِفِعْلِهِ، فَيُحْمَلُ عَلَى الْعَطْفِ الْمَحْضِ، فَيَكُوْنُ الْمَجْمُوْعُ شَرْطًا لِلْبِرِّ.

ترجمہ: اور اگر حتیٰ سے پہلے والا عمل بڑھنے کے قابل نہ ہو اور دوسرا (اس کے بعد والا) غایت (انتہاء) کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اور پہلا (حتیٰ کا ماقبل) سبب بننے اور دوسرا (مابعد) جزاء بننے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اسے جزاء پر محمول کیا جائے گا۔

اس کی مثال حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ جب کسی شخص نے دوسرے آدمی سے کہا کہ عَبْدِي حُرٌّ إِنْ لَّمْ آتِكَ حَتّٰى تُغَدِّيَنِيْ ''میرا غلام آزاد ہے اگر میں تمہارے پاس نہ آؤں حتیٰ کہ تم مجھے ناشتہ کراؤ''۔

پس وہ آیا اور اس (دوسرے شخص) نے ناشتہ نہ کرایا تو حانث نہ ہوگا کیونکہ ناشتہ آنے کے لیے انتہاء کی صلاحیت نہیں رکھتا بلکہ وہ زیادہ آنے کی دعوت دیتا ہے۔ (البتہ) وہ جزاء بننے کی صلاحیت رکھتا ہے پس اسے جزاء پر محمول کیا جائے گا لہٰذا وہ لامِ کَیْ کے معنی میں ہوگا اور یہ اس طرح ہو جائے گا جس طرح وہ کہے ''اگر میں تمہارے پاس ایسا آنا نہ آیا جس کی جزاء ناشتہ کرانا ہے۔ اور جب یہ بھی متعذر ہو اس طرح کہ (حتیٰ کا) مابعد، پہلے کے لیے جزاء بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اسے محض عطف پر محمول کیا جائے گا۔

اس کی مثال حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ جب کسی شخص نے کہا: عَبْدِي حُرٌّ إِنْ لَّمْ آتِكَ حَتّٰى أَتَغَدّٰى عِنْدَكَ الْيَوْمَ ''میرا غلام آزاد ہے اگر میں تمہارے پاس نہ آؤں حتیٰ کہ آج تمہارے پاس ناشتہ کروں۔ یا یہ کہا کہ إِنْ لَّمْ تَأْتِنِيْ حَتّٰى تُغَدِّيَ عِنْدِيَ الْيَوْمَ اگر تم میرے پاس نہ آؤ حتیٰ کہ تم آج میرے پاس ناشتہ کرو۔

پس وہ آیا اور اس نے اس دن اس کے پاس ناشتہ نہ کیا تو حانث ہو جائے گا وہ اس لیے کہ جب اس نے دونوں کاموں کی ایک ذات کی طرح اضافت کی تو اس کا اپنا فعل اس کے اپنے فعل کی جزا نہیں بن سکتا پس اسے عطف محض پر محمول کیا جائے گا لہٰذا دونوں کا مجموعہ قسم کو پورا کرنے کے لیے شرط ہوگا۔

فصل: حرف ''الیٰ'' کا استعمال

(۱۰۱) فَصْلٌ إِلٰى لِانْتِهَاءِ الْغَايَةِ. ثُمَّ هُوَ فِي بَعْضِ الصُّوَرِ يُفِيْدُ مَعْنَى امْتِدَادِ الْحُكْمِ. وَفِي بَعْضِ الصُّوَرِ يُفِيْدُ مَعْنَى الْإِسْقَاطِ. فَإِنْ أَفَادَ الْإِمْتِدَادَ لَا تَدْخُلُ الْغَايَةُ فِي الْحُكْمِ، وَإِنْ أَفَادَ الْإِسْقَاطَ تَدْخُلُ. نَظِيْرُ الْأَوَّلِ: اشْتَرَيْتُ هٰذَا الْمَكَانَ إِلٰى هٰذَا الْحَائِطِ، لَا يَدْخُلُ الْحَائِطُ فِي الْبَيْعِ. وَنَظِيْرُ الثَّانِيْ: بَاعَ بِشَرْطِ الْخِيَارِ إِلٰى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. وَبِمِثْلِهِ لَوْ حَلَفَ لَا أُكَلِّمُ فُلَانًا إِلٰى شَهْرٍ، كَانَ الشَّهْرُ دَاخِلًا فِي الْحُكْمِ. وَقَدْ أَفَادَ فَائِدَةَ الْإِسْقَاطِ هٰهُنَا.

ترجمہ: حرف الیٰ غایت کی انتہاء کے لیے آتا ہے پھر وہ بعض صورتوں میں حکم کو بڑھانے کا فائدہ دیتا ہے اور بعض صورتوں میں (حکم کو) ساقط کرنے کا فائدہ دیتا ہے۔

پس اگر وہ حکم کو بڑھانے کا فائدہ دے تو غایت (انتہا کے) حکم میں داخل نہیں ہوگی۔ اور اگر (غایت کو حکم سے) ساقط کرنے کا فائدہ دے تو (غایت مغیا کے) حکم میں داخل ہوگی۔

پہلی صورت کی مثال جیسے کوئی کہے کہ اشْتَرَيْتُ هٰذَا الْمَكَانَ إِلٰى هٰذَا الْحَائِطِ میں نے یہ مکان اس دیوار تک خریدا تو دیوار بیع میں داخل نہیں ہوگی۔

اور دوسری صورت کی مثال جیسے کوئی چیز تین دن کے خیار کے ساتھ فروخت کی (تو تیسرا دن داخل ہوگا)۔ اور اسی کی مثل ہے کہ کسی نے قسم کھائی کہ وہ فلاں سے ایک مہینے تک کلام نہیں کرے گا تو مہینہ حکم میں داخل ہوگا اور بعض اوقات یہاں اسقاط کا فائدہ دیتا ہے۔

وضو میں کہنیوں اور ٹخنوں کا دھونے کے حکم میں داخل ہونا

(۱۶۲) وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: اَلْمِرْفَقُ وَالْكَعْبُ دَاخِلَانِ تَحْتَ حُكْمِ الْغَسْلِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿اِلَى الْمَرَافِقِ﴾؛ (۱) لِأَنَّ كَلِمَةَ إِلٰى هٰهُنَا لِلْإِسْقَاطِ، فَإِنَّهٗ لَوْلَاهَا لَاسْتَوْعَبَتِ الْوَظِيْفَةُ جَمِيْعَ الْيَدِ. وَلِهٰذَا قُلْنَا: اَلرُّكْبَةُ مِنَ الْعَوْرَةِ؛ لِأَنَّ كَلِمَةَ إِلٰى فِيْ قَوْلِهٖ: عَوْرَةُ الرَّجُلِ مَا تَحْتَ السُّرَّةِ إِلَى الرُّكْبَةِ تُفِيْدُ فَائِدَةَ الْإِسْقَاطِ، فَتَدْخُلُ الرُّكْبَةُ فِي الْحُكْمِ.

ترجمہ: اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ کہنی اور ٹخنہ اللہ تعالیٰ کے قول اِلَى الْمَرَافِقِ الآیہ میں دھونے کے حکم میں داخل ہیں کیونکہ یہ کلمہ الی اسقاط کے لیے ہے کیونکہ اگر یہ نہ ہوتا تو (دھونے کا) فریضہ پورے ہاتھ (بازو) کو شامل ہوتا۔

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ گھٹنا ستر میں شامل ہے کیونکہ حضور ﷺ کے ارشادِ گرامی: عَوْرَةُ الرَّجُلِ مَا تَحْتَ السُّرَّةِ إِلَى الرُّكْبَةِ ”مرد کی شرم گاہ ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے“۔ یہ ارشاد مبارک اسقاط کا فائدہ دیتا ہے۔ پس گھٹنا حکم میں داخل ہوگا۔

کلمہ الی حکم کی تاخیر کے لیے

(۱۶۳) وَقَدْ تُفِيْدُ كَلِمَةُ إِلٰى تَأْخِيْرَ الْحُكْمِ إِلَى الْغَايَةِ. وَلِهٰذَا قُلْنَا: إِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهٖ: أَنْتِ طَالِقٌ إِلٰى شَهْرٍ، وَلَا نِيَّةَ لَهٗ، لَا يَقَعُ الطَّلَاقُ فِي الْحَالِ عِنْدَنَا خِلَافًا لِزُفَرَ؛ لِأَنَّ ذِكْرَ الشَّهْرِ لَا يَصْلُحُ لِمَدِّ الْحُكْمِ وَالْإِسْقَاطِ شَرْعًا، وَالطَّلَاقُ يَحْتَمِلُ التَّأْخِيْرَ بِالتَّعْلِيْقِ فَيُحْمَلُ عَلَيْهِ.

ترجمہ: اور بعض اوقات کلمہ الی حکم کو غایت تک موخر کرنے کے لیے آتا ہے اور اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: أَنْتِ طَالِقٌ إِلٰى شَهْرٍ ”تجھے مہینے تک طلاق ہے“ اور اس کی کوئی نیت نہ ہو تو ہمارے نزدیک اسے فوری طور پر طلاق نہیں ہوگی اس میں حضرت امام زفر رحمہ اللہ کا اختلاف ہے کیونکہ مہینے کا ذکر شرعی طور پر حکم کو بڑھانے اور اسقاط کی صلاحیت نہیں رکھتا اور طلاق تعلیق (شرط) کے ذریعے تاخیر کا احتمال رکھتی ہے۔ پس اس پر محمول کیا جائے گا۔

(۱) المائدہ، آیت: ۶

کلمہ علیٰ کا استعمال

(۱۶۴) فَصْلٌ: كَلِمَةُ عَلٰى لِلْإِلْزَامِ، وَأَصْلُهٗ لِإِفَادَةِ مَعْنَى التَّفَوُّقِ وَالتَّعَلِّيْ. وَلِهٰذَا لَوْ قَالَ: لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ، يُحْمَلُ عَلَى الدَّيْنِ، بِخِلَافِ مَا لَوْ قَالَ: عِنْدِيْ أَوْ مَعِيْ أَوْ قِبَلِيْ. وَعَلٰى هٰذَا قَالَ فِي السِّيَرِ الْكَبِيْرِ: إِذَا قَالَ رَأْسُ الْحِصْنِ: آمِنُوْنِيْ عَلٰى عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ الْحِصْنِ، فَفَعَلْنَا، فَالْعَشَرَةُ سِوَاهُ، وَخِيَارُ التَّعْيِيْنِ لَهٗ. وَلَوْ قَالَ: آمِنُوْنِيْ وَعَشَرَةً أَوْ فَعَشَرَةً، أَوْ ثُمَّ عَشَرَةً، فَفَعَلْنَا فَكَذٰلِكَ، وَخِيَارُ التَّعْيِيْنِ لِلْآمِنِ.

ترجمہ: اس کی اصل تَفَوُّقٌ (اوپر ہونا) اور تَعَلِّيْ (بلند ہونا) کا فائدہ دینا ہے۔ اور اسی لیے اگر کسی نے کہا کہ ”فلاں شخص کے مجھ پر ایک ہزار ہیں“ (عَلَيَّ کا لفظ استعمال کیا) تو اسے قرض پر محمول کیا جائے گا۔ بخلاف اس کے جب وہ کہے عِنْدِيْ ”میرے پاس“ یا کہے: مَعِيْ ”میرے ساتھ“ یا کہے: قِبَلِيْ ”میری طرف (یہ قرض کا اقرار نہیں)۔

اسی لیے حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے ”السیر الکبیر“ میں فرمایا: جب قلعے کے امیر نے کہا: ”مجھے قلع والوں میں سے دس پر امن دو“ پس ہم نے ایسا کیا (امن دیا) تو وہ دس اس کے علاوہ ہوں گے اور اسے ان کو متعین کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ مجھے اور دس کو امن دو (وَعَشَرَةً کہا یا فَعَشَرَةً یا ثُمَّ عَشَرَةً کہا) پس ہم نے ایسا کیا تو یہی حکم ہوگا اور متعین کرنے کا اختیار امن دینے والے کو ہوگا۔

کلمہ علیٰ باء اور شرط کے معنی ہیں

(۱۶۵) وَقَدْ يَكُوْنُ عَلٰى بِمَعْنَى الْبَاءِ مَجَازًا حَتّٰى لَوْ قَالَ: بِعْتُكَ هٰذَا عَلٰى أَلْفٍ، يَكُوْنُ عَلٰى بِمَعْنَى الْبَاءِ؛ لِقِيَامِ دَلَالَةِ الْمُعَاوَضَةِ. وَقَدْ يَكُوْنُ عَلٰى بِمَعْنَى الشَّرْطِ، قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا﴾ (۱). وَلِهٰذَا قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رحمہ اللہ: إِذَا قَالَتْ لِزَوْجِهَا: طَلِّقْنِيْ ثَلَاثًا عَلٰى أَلْفٍ، فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً لَا يَجِبُ الْمَالُ؛ لِأَنَّ الْكَلِمَةَ هٰهُنَا تُفِيْدُ مَعْنَى الشَّرْطِ، فَيَكُوْنُ الثَّلَاثُ شَرْطًا لِلُزُوْمِ الْمَالِ.

ترجمہ: اور بعض اوقات کلمہ عَلٰى مجازی طور پر باء کے معنی میں آتا ہے حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے کہا: بِعْتُكَ هٰذَا عَلٰى أَلْفٍ (یعنی) میں نے یہ چیز تجھ پر ایک ہزار کے بدلے میں

(۱) سورۃ الممتحنہ، آیت: ۱۲

فروخت کی تو عَلٰی، باء کے معنی میں ہوگا کیونکہ معاوضہ کی دلیل موجود ہے۔

اور کبھی کلمہ عَلٰی شرط کے لیے آتا ہے ارشادِ خداوندی ہے: يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰٓ اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا ''وہ عورتیں اس شرط پر آپ سے بیعت کرتی ہیں کہ شرک نہیں کریں گی'' اور اسی لیے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے خاوند سے کہے مجھے ایک ہزار کے بدلے میں تین طلاقیں دو پس اس نے ایک طلاق دی تو مال واجب نہیں ہوگا کیونکہ یہاں کلمہ عَلٰی، شرط کے معنی کا فائدہ دیتا ہے لہٰذا مال لازم ہونے کے لیے تین طلاقیں شرط ہیں۔

فصل: کلمہ ''فی'' کا استعمال

(۱۰٦) فَصْلٌ: كَلِمَةُ فِي لِلظَّرْفِ. وَبِاعْتِبَارِ هٰذَا الْأَصْلِ قَالَ أَصْحَابُنَا: إِذَا قَالَ: غَصَبْتُ ثَوْبًا فِي مِنْدِيْلٍ، أَوْ تَمْرًا فِي قَوْصَرَةٍ، لَزِمَاهُ جَمِيْعًا. ثُمَّ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ تُسْتَعْمَلُ فِي الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ وَالْفِعْلِ. أَمَّا إِذَا اسْتُعْمِلَتْ فِي الزَّمَانِ بِأَنْ يَّقُوْلَ: أَنْتِ طَالِقٌ غَدًا. فَقَالَ أَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ: يَسْتَوِي فِيْ ذٰلِكَ حَذْفُهَا وَإِظْهَارُهَا. حَتّٰى لَوْ قَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ فِيْ غَدٍ، كَانَ بِمَنْزِلَةِ قَوْلِهِ: أَنْتَ طَالِقٌ غَدًا. يَقَعُ الطَّلَاقُ كَمَا طَلَعَ الْفَجْرُ فِي الصُّوْرَتَيْنِ جَمِيْعًا. وَذَهَبَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ إِلٰى أَنَّهَا إِذَا حُذِفَتْ يَقَعُ الطَّلَاقُ كَمَا طَلَعَ الْفَجْرُ، وَإِذَا أُظْهِرَتْ كَانَ الْمُرَادُ وُقُوْعَ الطَّلَاقِ فِي جُزْءٍ مِنَ الْغَدِ عَلٰى سَبِيْلِ الْإِبْهَامِ. فَلَوْلَا وُجُوْدُ النِّيَّةِ يَقَعُ الطَّلَاقُ بِأَوَّلِ الْجُزْءِ؛ لِعَدَمِ الْمُزَاحِمِ لَهٗ، وَلَوْ نَوٰى آخِرَ النَّهَارِ صَحَّتْ نِيَّتُهٗ. وَمِثَالُ ذٰلِكَ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ: إِنْ صُمْتِ الشَّهْرَ فَأَنْتِ كَذَا، فَإِنَّهٗ يَقَعُ عَلٰى صَوْمِ الشَّهْرِ، وَلَوْ قَالَ: إِنْ صُمْتِ فِي الشَّهْرِ فَأَنْتَ كَذَا، يَقَعُ ذٰلِكَ عَلَى الْإِمْسَاكِ سَاعَةً فِي الشَّهْرِ.

ترجمہ: کلمہ فی ظرف کے لیے آتا ہے پس اس قاعدے کے مطابق ہمارے اصحاب (احناف) فرماتے ہیں جب کسی شخص نے کہا: غَصَبْتُ ثَوْبًا فِي مِنْدِيْلٍ میں نے رومال میں کپڑا غصب کیا یا کہا: (غصبت) أَوْ تَمْرًا فِي قَوْصَرَةٍ میں نے ٹوکری میں کھجوریں غصب کیں تو یہ دونوں (رومال اور ٹوکری) اس کے ذمے لازم ہوں گی۔

پھر یہ کلمہ زمان اور مکان دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

بہر حال جب وقت کے لیے استعمال ہو مثلاً وہ کہے: أَنْتِ طَالِقٌ غَدًا'' تجھے کل طلاق

ہے'' تو حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں اس میں اس کلمہ کو حذف کرنا اور ظاہر کرنا دونوں برابر ہیں حتیٰ کہ اگر وہ کہے: أَنْتَ طَالِقٌ فِي غَدٍ تو یہ أَنْتَ طَالِقٌ غَدًا کی طرح ہے۔ لہٰذا دونوں صورتوں میں (آئندہ روز) فجر طلوع ہوتے ہی طلاق ہو جائے گی۔

اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب اسے حذف کیا جائے تو طلوع فجر کے ساتھ ہی طلاق ہو جائے گی اور جب اسے ظاہر کیا جائے تو مراد یہ ہوگی کہ آنے والے دن کی کسی جزء میں طلاق ہوگی اور وہ جزء مبہم ہوگی۔ پس اگر نیت نہ ہو تو پہلی جزء میں طلاق ہو جائے گی کیونکہ اس کے ساتھ (کسی جزء کا) ٹکراؤ نہیں۔

اور اگر وہ دن کے آخری حصے کی نیت کرے تو اس کی نیت صحیح ہوگی اور اس کی مثال کسی شخص کا یہ قول ہے کہ: اِنْ صُمْتِ الشَّهْرَ فَأَنْتِ كَذَا ''اگر تو نے مہینہ بھر روزہ رکھا تو تجھے طلاق ہے''۔ اور اگر وہ کہے: اِنْ صُمْتِ فِي الشَّهْرِ فَأَنْتِ كَذَا تو اس صورت میں مہینے میں ایک گھڑی بھی کھانے پینے سے رُکنا مراد ہوگا۔

ظرف مکان کی مثال

(۱۰۷) وَأَمَّا فِي الْمَكَانِ: فَمِثْلُ قَوْلِهِ: أَنْتِ طَالِقٌ فِي الدَّارِ وَفِيْ مَكَّةَ. يَكُوْنُ ذٰلِكَ طَلَاقًا عَلَى الْإِطْلَاقِ فِيْ جَمِيْعِ الْأَمَاكِنِ. وَبِاعْتِبَارِ مَعْنَى الظَّرْفِيَّةِ قُلْنَا: إِذَا حَلَفَ عَلٰى فِعْلٍ وَأَضَافَهٗ إِلٰى زَمَانٍ أَوْ مَكَانٍ، فَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ مِمَّا يَتِمُّ بِالْفَاعِلِ يُشْتَرَطُ كَوْنُ الْفَاعِلِ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ أَوِ الْمَكَانِ، وَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ يَتَعَدّٰى إِلٰى مَحَلٍّ يُشْتَرَطُ كَوْنُ الْمَحَلِّ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ اَوِ الْمَكَانِ؛ لِأَنَّ الْفِعْلَ إِنَّمَا يَتَحَقَّقُ بِأَثَرِهٖ، وَأَثَرُهٗ فِي الْمَحَلِّ. قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْجَامِعِ الْكَبِيْرِ: إِذَا قَالَ: إِنْ شَتَمْتُكَ فِي الْمَسْجِدِ فَكَذَا. فَشَتَمَهٗ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، وَالْمَشْتُوْمُ خَارِجَ الْمَسْجِدِ لَا يَحْنَثُ. وَلَوْ كَانَ الشَّاتِمُ خَارِجَ الْمَسْجِدِ، وَالْمَشْتُوْمُ فِي الْمَسْجِدِ لَا يَحْنَثُ. وَلَوْ قَالَ: إِنْ ضَرَبْتُكَ أَوْ شَجَجْتُكَ فِي الْمَسْجِدِ فَكَذَا يُشْتَرَطُ كَوْنُ الْمَضْرُوْبِ وَالْمَشْجُوْجِ فِي الْمَسْجِدِ، وَلَا يُشْتَرَطُ كَوْنُ الضَّارِبِ وَالشَّاجِّ فِيْهِ. وَلَوْ قَالَ: إِنْ قَتَلْتُكَ فِيْ يَوْمِ الْخَمِيْسِ فَكَذَا فَجَرَحَهٗ قَبْلَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَمَاتَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ يَحْنَثُ، وَلَوْ جَرَحَهٗ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَمَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَا يَحْنَثُ.

ترجمہ: اور مکان میں اس کی مثال کسی شخص کا (اپنی بیوی سے) یہ کہنا: أَنْتِ طَالِقٌ فِي الدَّارِ (تجھے مکان میں طلاق ہے) یا فی مکہ (تجھے مکہ مکرمہ میں طلاق ہے) تو یہ طلاق ہر مطلق واقع ہوگی۔ اور کلمہ فی میں ظرفیت کے معنیٰ کی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ جب کسی شخص نے کسی فعل پر قسم کھائی اور اس کی اضافت کسی وقت یا جگہ کی طرف کی تو اگر وہ فعل (فقط) فاعل کے ساتھ پورا ہو جاتا ہے تو اس فاعل کا اس وقت یا اس جگہ میں ہونا شرط ہے اور اگر وہ فعل کسی محل کی طرف متعدی ہوتا ہے تو اس محل (مفعول بہ) کا اس وقت یا اس جگہ میں ہونا ہے کیونکہ فعل اپنے اثر کے ساتھ ثابت ہوتا ہے اور اس کا اثر محل (یعنی مفعول بہ) پر ہوتا ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کسی شخص نے کہا: إِنْ شَتَمْتُكَ فِي الْمَسْجِدِ فَكَذَا اگر میں تجھے مسجد میں گالی دوں تو اس طرح ہو (یعنی مثلاً میرا غلام آزاد ہوگا) پس اس نے اس کو گالی دی اور وہ (گالی دینے والا) مسجد میں تھا اور جس کو گالی دی وہ مسجد سے باہر تھا حانث ہو جائے گا اور اگر گالی دینے والا مسجد سے باہر ہو اور جسے گالی دی وہ مسجد کے اندر ہو تو حانث نہیں ہوگا اور اگر کہا: إِنْ ضَرَبْتُكَ أَوْ شَجَجْتُكَ فِي الْمَسْجِدِ (اگر میں تجھے مسجد میں ماروں یا زخمی کروں تو میرا غلام آزاد ہے) تو جسے مارا گیا یا زخمی کیا گیا اس کا مسجد میں ہونا شرط ہے اور مارنے والے اور زخمی کرنے والے کا مسجد میں ہونا شرط نہیں۔

اور اگر کہا: إِنْ قَتَلْتُكَ فِي يَوْمِ الْخَمِيْسِ فَكَذَا (اگر تجھے جمعرات کے دن قتل کروں تو ایسا ہے (مثلاً غلام آزاد ہے) پس اس نے اسے جمعرات کے دن سے پہلے زخمی کیا اور وہ جمعرات کے دن فوت ہوا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اسے جمعرات کے دن زخمی کیا اور وہ جمعہ کے دن فوت ہوا تو حانث نہیں ہوگا۔

کلمہ ''فی'' شرط کے معنیٰ میں

(۱۰۸) وَلَوْ دَخَلَتِ الْكَلِمَةُ فِي الْفِعْلِ تُفِيْدُ مَعْنَى الشَّرْطِ. قَالَ مُحَمَّدٌ: إِذَا قَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ فِي دُخُوْلِكِ الدَّارَ فَهُوَ بِمَعْنَى الشَّرْطِ. فَلَا يَقَعُ الطَّلَاقُ قَبْلَ دُخُوْلِ الدَّارِ. وَلَوْ قَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ فِي حَيْضَتِكِ إِنْ كَانَتْ فِي الْحَيْضِ وَقَعَ الطَّلَاقُ فِي الْحَالِ، وَإِلَّا يَتَعَلَّقُ الطَّلَاقُ بِالْحَيْضِ. وَفِي الْجَامِعِ: لَوْ قَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ فِي مَجِيْءِ يَوْمٍ لَمْ تُطَلَّقْ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ. وَلَوْ قَالَ: فِي مُضِيِّ يَوْمٍ إِنْ كَانَ ذٰلِكَ فِي اللَّيْلِ

وَقَعَ الطَّلَاقُ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ مِنَ الْغَدِ، لِوُجُوْدِ الشَّرْطِ. وَإِنْ كَانَ فِي الْيَوْمِ تُطَلَّقُ حِيْنَ تَجِيْءُ مِنَ الْغَدِ تِلْكَ السَّاعَةُ. وَفِي الزِّيَادَاتِ: لَوْ قَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ فِي مَشِيْئَةِ اللهِ تَعَالٰى أَوْ فِي إِرَادَةِ اللهِ تَعَالٰى كَانَ ذٰلِكَ بِمَعْنَى الشَّرْطِ حَتّٰى لَا تَطْلُقُ.

ترجمہ: اور اگر یہ کلمہ (کلمہ فی) فعل پر داخل ہو تو شرط کا معنی دیتا ہے (یعنی جب مصدر پر داخل ہو)۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کسی شخص نے (اپنی بیوی سے) کہا: أَنْتِ طَالِقٌ فِي دُخُوْلِكِ الدَّارَ جب تو گھر میں داخل ہو تو تجھے طلاق ہے تو یہ شرط کے معنی میں ہے پس گھر میں داخل ہونے سے پہلے طلاق نہیں ہوگی۔

اور اگر اس سے کہا: أَنْتِ طَالِقٌ فِي حَيْضَتِكِ تجھے حیض کی صورت میں طلاق ہے تو اگر وہ حالت حیض میں ہے تو اسے اسی وقت طلاق ہو جائے گی ورنہ طلاق حیض کے ساتھ متعلق ہوگی۔

اور جامع (جامع صغیر) میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا: أَنْتِ طَالِقٌ فِي مَجِيْءِ يَوْمٍ تجھے دن کے آنے میں طلاق ہے تو جب تک فجر طلوع نہیں ہوگی اسے طلاق نہیں ہوگی۔

اور اگر کہا: فِي مُضِيِّ يَوْمٍ دن کے گزرنے میں طلاق ہے تو اگر یہ بات رات کے وقت کہی ہے تو اگلے دن سورج غروب ہوتے وقت طلاق ہوگی کیونکہ شرط پائی گئی۔

اور اگر دن کے وقت یہ بات کہی تو اگلے دن یہ وقت آنے پر طلاق ہوگی اور زیادات میں ہے اگر کسی شخص نے کہا: أَنْتِ طَالِقٌ فِي مَشِيْئَةِ اللهِ تَعَالٰى تجھے اللہ تعالیٰ کے چاہنے پر طلاق ہے یا فِي إِرَادَةِ اللهِ تَعَالٰى کہا یعنی اللہ کے ارادے میں طلاق ہے تو یہ شرط کے معنی میں ہے حتیٰ کہ اسے طلاق نہیں ہوگی۔

حرف ''باء'' کا استعمال

(۱۰۹) فَصْلٌ حَرْفُ الْبَاءِ لِلْإِلْصَاقِ فِي وَضْعِ اللُّغَةِ. وَلِهٰذَا تَصْحَبُ الْأَثْمَانَ. وَتَحْقِيْقُ هٰذَا أَنَّ الْمَبِيْعَ أَصْلٌ فِي الْبَيْعِ، وَالثَّمَنَ شَرْطٌ فِيْهِ، وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى: هَلَاكُ الْمَبِيْعِ يُوْجِبُ اِرْتِفَاعَ الْبَيْعِ دُوْنَ هَلَاكِ الثَّمَنِ. إِذَا ثَبَتَ هٰذَا فَنَقُوْلُ: الْأَصْلُ أَنْ يَكُوْنَ التَّبَعُ مُلْصَقًا بِالْأَصْلِ، لَا أَنْ يَكُوْنَ الْأَصْلُ مُلْصَقًا بِالتَّبَعِ. فَإِذَا دَخَلَ حَرْفُ الْبَاءِ فِي الْبَدَلِ فِي بَابِ الْبَيْعِ دَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّهٗ تَبَعٌ مُلْصَقٌ بِالْأَصْلِ. فَلَا يَكُوْنُ مَبِيْعًا، فَيَكُوْنُ ثَمَنًا. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا قَالَ: بِعْتُ مِنْكَ هٰذَا الْعَبْدَ بِكُرٍّ

مِنَ الْحِنْطَةِ، وَوَصَفَهَا، يَكُونُ الْعَبْدُ مَبِيعًا، وَالْكُرُّ ثَمَنًا، فَيَجُوزُ الِاسْتِبْدَالُ بِهِ قَبْلَ الْقَبْضِ. وَلَوْ قَالَ: بِعْتُ مِنْكَ كُرًّا مِنَ الْحِنْطَةِ، وَوَصَفَهَا بِهٰذَا الْعَبْدِ، يَكُونُ الْعَبْدُ ثَمَنًا وَالْكُرُّ مَبِيعًا، وَيَكُونُ الْعَقْدُ سَلَمًا لَا يَصِحُّ إِلَّا مُؤَجَّلًا.

ترجمہ: لغوی وضع کے اعتبار سے حرف باء ملانے کے لیے آتا ہے اسی لیے یہ ثمن (قیمتوں) کے ساتھ آتا ہے اس کی تحقیق اس طرح ہے کہ بیع میں مبیع اصل ہے اور ثمن اس میں شرط ہے۔

اور اس معنیٰ کے اعتبار سے مبیع کا ہلاک ہونا بیع کو ختم کر دیتا ہے ثمن کے ہلاک ہونے سے بیع ختم نہیں ہوتی۔ جب یہ بات ثابت ہوئی تو ہم کہتے ہیں کہ قاعدہ یہ ہے کہ تابع اصل کے ساتھ ملصق ہوتا ہے یہ نہیں کہ اصل تابع کے ساتھ ملصق (ملی ہوئی) ہو پس جب بیع کے باب میں حرف باء بدل پر داخل ہو تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ وہ تابع ہے اور اصل کی ساتھ ملا ہوا ہے پس وہ مبیع نہیں بلکہ ثمن ہوں گے۔

اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کہے کہ بِعْتُ مِنْكَ هٰذَا الْعَبْدَ بِكُرٍّ مِنَ الْحِنْطَةِ میں نے تجھ پر یہ غلام گندم کے ایک کُر کے بدلے میں فروخت کیا اور وہ گندم کا وصف بھی بیان کر دے تو غلام بیع اور گندم کا ایک کُر (ایک پیمانہ) ثمن ہوگا۔

اور اگر کہا بِعْتُ مِنْكَ كُرًّا مِنَ الْحِنْطَةِ میں نے ایک کُر گندم تجھ پر اس غلام کے بدلے میں فروخت کی اور وہ کلام کا وصف بھی بیان کر دے تو غلام ثمن اور گندم کا کُر مبیع ہوگا اور یہ بیع سَلَم ہوگی اور وہ ادھار کے طور پر ہوگی۔

حرف ''باء'' بمعنی شرط

(۱۱۰) وَقَالَ عُلَمَاؤُنَا: إِذَا قَالَ لِعَبْدِهِ: إِنْ أَخْبَرْتَنِي بِقُدُومِ فُلَانٍ فَأَنْتَ حُرٌّ فَذٰلِكَ عَلَى الْخَبَرِ الصَّادِقِ؛ لِيَكُونَ الْخَبَرُ مُلْصَقًا بِالْقُدُومِ. فَلَوْ أَخْبَرَ كَاذِبًا لَا يُعْتَقُ. وَلَوْ قَالَ: إِنْ أَخْبَرْتَنِي أَنَّ فُلَانًا قَدِمَ فَأَنْتَ حُرٌّ فَذٰلِكَ عَلَى مُطْلَقِ الْخَبَرِ. فَلَوْ أَخْبَرَهُ كَاذِبًا عُتِقَ. وَلَوْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ: إِنْ خَرَجْتِ مِنَ الدَّارِ إِلَّا بِإِذْنِي فَأَنْتِ كَذَا تَحْتَاجُ إِلَى الْإِذْنِ كُلَّ مَرَّةٍ؛ إِذِ الْمُسْتَثْنٰى خُرُوجٌ مُلْصَقٌ بِالْإِذْنِ. فَلَوْ خَرَجَتْ فِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ بِدُونِ الْإِذْنِ طَلُقَتْ. وَلَوْ قَالَ: إِنْ خَرَجْتِ مِنَ الدَّارِ

إِلَّا أَنْ آذَنَ لَكَ، فَذٰلِكَ عَلَى الْإِذْنِ مَرَّةً، حَتّٰى لَوْ خَرَجَتْ مَرَّةً أُخْرٰى بِدُونِ الْإِذْنِ لَا تُطَلَّقُ. وَفِي الزِّيَادَاتِ: إِذَا قَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ بِمَشِيئَةِ اللهِ تَعَالٰى أَوْ بِإِرَادَةِ اللهِ تَعَالٰى، أَوْ بِحُكْمِهِ لَمْ تُطَلَّقْ.

ترجمہ: اور ہمارے علماء نے فرمایا کہ إِنْ أَخْبَرْتَنِي بِقُدُومِ فُلَانٍ فَأَنْتَ حُرٌّ جب کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ اگر مجھے فلاں شخص کے آنے کی خبر دے تو آزاد ہے تو اس سے سچی خبر مراد ہوگی تاکہ خبر، اس کے آنے کے ساتھ ملصق ہو اور اگر وہ جھوٹی خبر دے تو آزاد نہیں ہوگا۔

اور اگر وہ (باء کے بغیر) کہے کہ اگر تو مجھے خبر دے کہ فلاں شخص آیا تو اس سے مطلق خبر مراد ہوگی لہٰذا اگر وہ جھوٹی بھی دے گا تو آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر اپنی بیوی سے کہے إِنْ أَخْبَرْتَنِي أَنَّ فُلَانًا قَدِمَ فَأَنْتَ حُرٌّ اگر تو گھر سے میری اجازت کے بغیر نکلی تو تو اس طرح ہے (یعنی تجھے طلاق ہے یہاں باذنی کا لفظ ہے یعنی حرف باء مذکور ہے)۔

تو وہ ہر مرتبہ اجازت کی محتاج ہوگی کیونکہ مستثنیٰ ایسا نکلنا ہے جو اجازت سے ملا ہوا ہو۔ اور اگر وہ دوسری مرتبہ اجازت کی بغیر نکلے تو اسے طلاق ہو جائے گی۔

اور اگر وہ کہے خَرَجْتِ مِنَ الدَّارِ إِلَّا أَنْ آذَنَ لَكَ اگر تو گھر سے نکلے مگر یہ کہ میں تجھے اجازت دوں تو ایک مرتبہ اجازت مراد ہوگی (یہاں باء کے بغیر ہے)۔ حتی کہ اگر وہ دوسری مرتبہ اجازت کی بغیر نکلے تو طلاق نہیں ہوگی۔

اور زیادات میں ہے کہ جب وہ کہے تجھے اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ طلاق ہے یا اللہ تعالیٰ کے ارادے یا حکم کے ساتھ طلاق ہے تو طلاق نہیں ہوگی۔

سوالات

۱۔ حرفِ واؤ کن کن معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے مثالوں کے ساتھ واضح کریں۔

۲۔ حرفِ فاء تعقیب مع الوصل کے لیے آتا ہے اس کی وضاحت کریں اور کسی فقہی مسئلہ کے ساتھ مثال ذکر کریں۔

۳۔ حرفِ فاء دیگر کن کن معانی کے لیے آتا ہے مثالوں کے ذریعے واضح کریں۔

۴۔ ویتفرع من مسئلة اعتبارا الطلاق بالنساء کی وضاحت کیجیے۔

۵۔ حرفِ ثُمَّ کا استعمال کسی معنی میں آتا ہے نیز درج ذیل عبارت کی وضاحت کیجیے اور مثال بھی ذکر کریں ثم للتراخی لکنه عند ابی حنیفة یفید التراخی فی اللفظ والحکم وعندهما یفید التراخی فی الحکم۔

۶۔ حرف بل تدارک غلط کے لیے آتا ہے اس کا کیا مطلب ہے مثال بھی ذکر کریں۔

۷۔ والغلط فی الاخبار دون الانشاء اس عبارت کی وضاحت مع مثال بیان کریں۔

۸۔ حرف لکن استدراک کے لیے آتا ہے استدراک کی وضاحت کریں اور اس کے لیے بیان کردہ شرط کی توضیح ذکر کریں۔

۹۔ کلام غیر متسق کی وضاحت اور مثال ذکر کریں۔

۱۰۔ حرفِ او کن کن معانی کے لیے آتا ہے۔ مثالوں کے ذریعے وضاحت مطلوب ہے۔

۱۱۔ حرفِ حتّٰی غایت کے لیے آتا ہے۔ اس کے حقیقی معنی پر عمل کے لیے کیا شرط ہے عبدی حر ان لم اضربك حتّٰی یشفع فلان کی وضاحت اس شرط کی بنیاد پر کریں۔

۱۲۔ حتّٰی جزاء کے لیے کب آتا ہے اس کی مثال بھی ذکر کریں۔

۱۳۔ کلمہ اِلٰی غایت کے لیے آتا ہے کبھی امتداد حکم اور کبھی اسقاط کے لیے آتا ہے اس عبارت کا مفہوم مع مثالیں ذکر کریں۔

۱۴۔ کلمہ اِلٰی کے حقیقی معنیٰ کیا ہے یہ الزام کے لیے آتا ہے اور کبھی باء کے معنی میں آتا ہے دونوں صورتوں کی مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں۔

۱۵۔ کلمہ فی ظرف کے لیے آتا ہے اگر یہ محذوف ہو تو کیا پھر بھی ظرف کا معنیٰ دے گا۔ اس سلسلے میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے درمیان اختلاف کی وضاحت کریں۔

۱۶۔ کلمہ فی شرط کا معنی کب دیتا ہے مثال کے ذریعے واضح کریں۔

۱۷۔ حرف باء الصاق کے لیے آتا ہے اس کا مفہوم کیا ہے اور یہ ثمن پر کیوں داخل ہوتا ہے اس کی وجہ بیان کریں۔

۞......۞......۞

فصل: بیان کی صورتیں

بیان تقریر (111)

فَصْلٌ: فِي وُجُوهِ الْبَيَانِ الْبَيَانُ عَلٰى سَبْعَةِ أَنْوَاعٍ: بَيَانُ تَقْرِيرٍ، وَبَيَانُ تَفْسِيرٍ، وَبَيَانُ تَغْيِيرٍ، وَبَيَانُ ضَرُورَةٍ، وَبَيَانُ حَالٍ، وَبَيَانُ عَطْفٍ، وَبَيَانُ تَبْدِيلٍ. أَمَّا الْأَوَّلُ: فَهُوَ أَنْ يَكُونَ مَعْنَى اللَّفْظِ ظَاهِرًا، لٰكِنَّهُ يَحْتَمِلُ غَيْرَهُ، فَبَيَّنَ الْمُرَادَ بِمَا هُوَ الظَّاهِرُ، فَيَتَقَرَّرُ حُكْمُ الظَّاهِرِ بِبَيَانِهِ. وَمِثَالُهُ: إِذَا قَالَ: لِفُلَانٍ عَلَيَّ قَفِيزُ حِنْطَةٍ بِقَفِيزِ الْبَلَدِ، أَوْ أَلْفٌ مِنْ نَقْدِ الْبَلَدِ، فَإِنَّهُ يَكُونُ بَيَانُ تَقْرِيرٍ؛ لِأَنَّ الْمُطْلَقَ كَانَ مَحْمُولًا عَلٰى قَفِيزِ الْبَلَدِ وَنَقْدِهِ مَعَ احْتِمَالِ إِرَادَةِ الْغَيْرِ، فَإِذَا بَيَّنَ ذٰلِكَ فَقَدْ قَرَّرَهُ بِبَيَانِهِ. وَكَذٰلِكَ لَوْ قَالَ: لِفُلَانٍ عِنْدِي أَلْفٌ وَدِيعَةٌ؛ فَإِنَّ كَلِمَةَ عِنْدِي كَانَتْ بِإِطْلَاقِهَا تُفِيدُ الْأَمَانَةَ مَعَ احْتِمَالِ إِرَادَةِ الْغَيْرِ، فَإِذَا قَالَ: وَدِيعَةٌ، فَقَدْ قَرَّرَ حُكْمَ الظَّاهِرِ بِبَيَانِهِ.

ترجمہ: یہ فصل بیان کے طریقوں کے بارے میں ہے اور بیان کی سات اقسام ہیں: بیان تقریر، بیان تفسیر بیان تغییر، بیان ضرورت، بیان حال، بیان عطف اور بیان تبدیل۔

بہر حال بیان اول (بیان تقریر) یہ ہے کہ لفظ کا معنی ظاہر ہو لیکن اس میں اس کے غیر کا بھی احتمال ہو تو ظاہر کی مراد کو بیان کر کے (متکلم) اپنے بیان سے ظاہر کے حکم کو پکا کرتا ہے۔

اور اس کی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے کہا لِفُلَانٍ عَلَيَّ قَفِيزُ حِنْطَةٍ بِقَفِيزِ الْبَلَدِ، أَوْ أَلْفٌ مِنْ نَقْدِ الْبَلَدِ فلاں شخص کے میرے ذمے گندم کا ایک قفیز اس شہر کے قفیز سے ہے یا فلاں شخص کے مجھ پر ایک ہزار (درہم) اس شہر کے سکے سے ہیں تو یہ بیان تقریر ہے کیونکہ مطلق کو شہر کے قفیز اور شہر کے سکّے پر محمول کیا جائے گا۔ جب کہ اس کے غیر کے مراد ہونے کا احتمال بھی ہے پس جب اس نے اسے بیان کر دیا تو اپنے بیان کے ذریعے اسے پکا کر دیا۔

اور اسی طرح اگر اس نے کہا فُلَانٌ عِنْدِي أَلْفٌ وَدِيعَةٌ فلاں شخص کے میرے پاس ایک ہزار بطور امانت ہیں تو عِنْدِي (میرے پاس) کا کلمہ مطلق ہونے کی وجہ سے امانت کا فائدہ

دیتا ہے جب کہ اس میں اس کے علاوہ کا بھی احتمال ہے۔

تو جب اس نے ودیعت (امانت) کا لفظ کہا تو اس کے بیان سے ظاہر کا حکم پکا ہو گیا۔

فصل: بیان تفسیر

(۱۱۲) فَصْلٌ: وَأَمَّا بَيَانُ التَّفْسِيرِ فَهُوَ مَا إِذَا كَانَ اللَّفْظُ غَيْرَ مَكْشُوفِ الْمُرَادِ فَكَشَفَهُ بِبَيَانِهِ. مِثَالُهُ: إِذَا قَالَ: لِفُلَانٍ عَلَيَّ شَيْءٌ، ثُمَّ فَسَّرَ الشَّيْءَ بِثَوْبٍ، أَوْ قَالَ: عَلَيَّ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ وَنَيِّفٌ، ثُمَّ فَسَّرَ النَّيِّفَ، أَوْ قَالَ: عَلَيَّ دَرَاهِمُ، وَفَسَّرَهَا بِعَشَرَةٍ مَثَلًا. وَحُكْمُ هٰذَيْنِ النَّوْعَيْنِ مِنَ الْبَيَانِ أَنْ يَصِحَّ مَوْصُولًا وَمَفْصُولًا.

ترجمہ: اور بیان تفسیر یہ ہے کہ جب لفظ کی مراد واضح نہ ہو اور متکلم اپنے بیان سے اسے واضح کردے (تو یہ بیان تفسیر ہے) اس کی مثال جیسے کسی شخص نے کہا کہ فلاں کی میرے ذمے کوئی چیز ہے پھر اس چیز کی تفسیر کپڑے کے ساتھ کی یا اس نے کہا مجھ پر دس درہم اور نیف ہے پھر نیف کی تفسیر کردی (یعنی ایک یا دو) یا کہا کہ میرے ذمے درہم ہیں پھر مثال کے طور پر ان کی تفسیر دس کے ساتھ کردی اور بیان کی ان دونوں قسموں (بیان تقریر اور بیان تفسیر) کا حکم یہ ہے کہ یہ موصول اور مفصول دونوں طرح صحیح ہیں۔

فصل: بیان تغییر

(۱۱۳) فَصْلٌ: وَأَمَّا بَيَانُ التَّغْيِيرِ فَهُوَ أَنْ يَتَغَيَّرَ بِبَيَانِهِ مَعْنَى كَلَامِهِ. وَنَظِيرُهُ: التَّعْلِيقُ وَالِاسْتِثْنَاءُ، وَقَدِ اخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ فِي الْفَصْلَيْنِ. فَقَالَ أَصْحَابُنَا: الْمُعَلَّقُ بِالشَّرْطِ سَبَبٌ عِنْدَ وُجُودِ الشَّرْطِ لَا قَبْلَهُ، وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: التَّعْلِيقُ سَبَبٌ فِي الْحَالِ، إِلَّا أَنَّ عَدَمَ الشَّرْطِ مَانِعٌ مِنَ الْحُكْمِ. وَفَائِدَةُ الْخِلَافِ تَظْهَرُ فِيمَا إِذَا قَالَ لِأَجْنَبِيَّةٍ: إِنْ تَزَوَّجْتُكِ فَأَنْتِ طَالِقٌ، أَوْ قَالَ لِعَبْدِ الْغَيْرِ: إِنْ مَلَكْتُكَ فَأَنْتَ حُرٌّ يَكُونُ التَّعْلِيقُ بَاطِلًا عِنْدَهُ؛ لِأَنَّ حُكْمَ التَّعْلِيقِ انْعِقَادُ صَدْرِ الْكَلَامِ عِلَّةً، وَالطَّلَاقُ وَالْعِتَاقُ هٰهُنَا لَمْ يَنْعَقِدْ عِلَّةً؛ لِعَدَمِ إِضَافَتِهِ إِلَى الْمَحَلِّ، فَبَطَلَ حُكْمُ التَّعْلِيقِ فَلَا يَصِحُّ التَّعْلِيقُ. وَعِنْدَنَا: كَانَ التَّعْلِيقُ صَحِيحًا، حَتّٰى لَوْ تَزَوَّجَهَا يَقَعُ الطَّلَاقُ؛ لِأَنَّ كَلَامَهُ إِنَّمَا يَنْعَقِدُ عِلَّةً عِنْدَ وُجُودِ الشَّرْطِ فَيَصِحُّ التَّعْلِيقُ.

ترجمہ: اور بیان تغییر یہ ہے کہ متکلم کے بیان سے اس کا کلام بدل جائے اور اس کی مثال تعلیق اور استثناء ہے دونوں صورتوں کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے پس ہمارے اصحاب فرماتے ہیں کہ جو کلام شرط کے ساتھ معلق (مشروط) ہوتا ہے وہ شرط پائے جاتے وقت سبب بنتا ہے اس سے پہلے نہیں۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تعلیق فی الحال سبب ہوتی ہے مگر شرط کا نہ پایا جانا اس کے حکم میں رکاوٹ ہے۔ اس اختلاف کا فائدہ اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے جب کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے کہے کہ: إِنْ تَزَوَّجْتُكِ فَأَنْتِ طَالِقٌ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے یا کسی دوسرے شخص کے غلام سے کہے: إِنْ مَلَكْتُكَ فَأَنْتَ حُرٌّ اگر میں تیرا مالک بن جاؤں تو تو آزاد ہے۔

تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تعلیق باطل ہو جائے گی کیونکہ تعلیق کا حکم یہ ہے کہ کلام کا آغاز علت بنے اور طلاق اور عتاق (آزادی) یہاں علت نہیں بن سکتے کیونکہ محل کی طرف اضافت نہیں پس تعلیق کا حکم باطل ہو جائے گا اور تعلیق صحیح نہیں اور ہمارے نزدیک تعلیق صحیح ہے حتیٰ کہ اگر وہ اس عورت سے نکاح کرے تو طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ اس کا کلام شرط پائے جانے کے وقت علت بنے گا اور جب شرط پائی گئی تو ملک ثابت ہو گئی پس تعلیق صحیح ہو گی۔

ملک یا سبب ملک کی طرف اضافت

(۱۱۴) وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى قُلْنَا: شَرْطُ صِحَّةِ التَّعْلِيقِ لِلْوُقُوعِ فِي صُورَةِ عَدَمِ الْمِلْكِ أَنْ يَكُونَ مُضَافًا إِلَى الْمِلْكِ، أَوْ إِلٰى سَبَبِ الْمِلْكِ حَتّٰى لَوْ قَالَ لِأَجْنَبِيَّةٍ: إِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَأَنْتِ طَالِقٌ، ثُمَّ تَزَوَّجَهَا، وَوُجِدَ الشَّرْطُ لَا يَقَعُ الطَّلَاقُ. وَكَذٰلِكَ طَوْلُ الْحُرَّةِ يَمْنَعُ جَوَازَ نِكَاحِ الْأَمَةِ عِنْدَهُ؛ لِأَنَّ الْكِتَابَ عَلَّقَ نِكَاحَ الْأَمَةِ بِعَدَمِ الطَّوْلِ، فَعِنْدَ وُجُودِ الطَّوْلِ كَانَ الشَّرْطُ عَدَمًا، وَعَدَمُ الشَّرْطِ مَانِعٌ مِنَ الْحُكْمِ، فَلَا يَجُوزُ. وَكَذٰلِكَ قَالَ الشَّافِعِيُّ: لَا نَفَقَةَ لِلْمَبْتُوتَةِ، إِلَّا إِذَا كَانَتْ حَامِلًا؛ لِأَنَّ الْكِتَابَ عَلَّقَ الْإِنْفَاقَ بِالْحَمْلِ؛ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ [1]، فَعِنْدَ عَدَمِ الْحَمْلِ كَانَ الشَّرْطُ

[1] سورۃ الطلاق، آیت: ۶

عَدَمًا، وَعَدَمَ الشَّرْطِ مَانِعٌ مِنَ الْحُكْمِ عِنْدَهُ. وَعِنْدَنَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ عَدَمُ الشَّرْطِ مَانِعًا مِنَ الْحُكْمِ جَازَ أَنْ لَا يَثْبُتَ الْحُكْمُ بِدَلِيلِهِ. فَيَجُوزُ نِكَاحُ الْأَمَةِ، وَيَجِبُ الْإِنْفَاقُ بِالْعُمُومَاتِ.

ترجمہ: اور اسی معنیٰ کی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب مِلک نہ ہو تو تعلیق کے وقوع کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کی اضافت مِلک کی طرف ہو یا مِلک کے سبب کی طرف ہو۔

حتیٰ کہ اگر وہ اجنبی عورت سے کہے کہ: إِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَأَنْتِ طَالِقٌ اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے پھر اس سے نکاح کرے اور شرط پائی جائے تو طلاق نہیں ہوگی اور اسی طرح آزاد عورت سے نکاح کی طاقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لونڈی سے نکاح میں رکاوٹ ہے۔ کیونکہ قرآنِ پاک میں لونڈی سے نکاح کو آزاد عورت سے نکاح کی طاقت نہ ہونے سے مشروط کیا گیا اور جب طاقت پائی جائے تو یہ شرط معدوم ہوگی اور شرط کا معدوم ہونا حکم میں رکاوٹ ہوگا پس جائز نہیں۔

اسی طرح حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس عورت کو طلاق بائن دی گئی اس کے لیے (عدت کے دوران) نفقہ نہیں مگر یہ کہ وہ حاملہ ہو کیونکہ قرآنِ پاک میں نفقہ کو حمل کے ساتھ مشروط کیا گیا کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے: اِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ "اور حمل والی عورتوں پر خرچ کرو حتیٰ کہ ان کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے"

تو حمل نہ ہونے کی صورت میں شرط معدوم ہوگی اور شرط کا معدوم ہونا ان کے نزدیک حکم میں رکاوٹ ہے اور ہمارے نزدیک جب شرط حکم کی راہ میں رکاوٹ ہو تو جائز ہے کہ حکم کسی اور دلیل سے ثابت ہو پس لونڈی سے نکاح کرنا اور مطلقہ بائنہ کو نفقہ دینا عمومی دلائل سے ثابت ہے۔

موصوف پر صفت کی وجہ سے حکم

(۱۱۵) وَمِنْ تَوَابِعِ هٰذَا النَّوْعِ تَرَتُّبُ الْحُكْمِ عَلَى الْاِسْمِ الْمَوْصُوْفِ بِصِفَةٍ؛ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَةِ تَعْلِيْقِ الْحُكْمِ بِذٰلِكَ الْوَصْفِ عِنْدَهُ. وَعَلٰى هٰذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ رحمہ اللہ علیہ: لَا يَجُوْزُ نِكَاحُ الْأَمَةِ الْكِتَابِيَّةِ؛ لِأَنَّ النَّصَّ رَتَّبَ الْحُكْمَ عَلٰى أَمَةٍ مُؤْمِنَةٍ؛ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ [1]. فَيَتَقَيَّدُ بِالْمُؤْمِنَةِ،

[1] سورۃ النساء، آیت:۲۵

فَيَمْتَنِعُ الْحُكْمُ عِنْدَ عَدَمِ الْوَصْفِ، فَلَا يَجُوْزُ نِكَاحُ الْأَمَةِ الْكِتَابِيَّةِ.

ترجمہ: اور اس نوع (یعنی تعلیق بالشرط) کے توابع میں سے یہ بات بھی ہے کہ جو اسم کسی صفت کے ساتھ موصوف ہو اس پر صفت کی وجہ سے حکم نافذ ہوگا کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس اسم کا اس وصف کے ساتھ موصوف ہونا حکم کی تعلیق کی طرح ہے۔ اسی بنیاد پر حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب لونڈی سے نکاح جائز نہیں کیونکہ نص میں حکم مؤمنہ لونڈی پر مرتب کیا گیا ہے ارشادِ خداوندی ہے:

مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ [1] "تمہاری مومن لونڈیاں۔"

پس مومنہ کی قید ہوگی اور اس وصف کے نہ پائے جانے کی صورت میں حکم ممنوع ہوگا لہٰذا کتابیہ لونڈی سے جائز نہیں ہو۔

بیان تغییر اور استثناء

(۱۱۶) وَمِنْ صُوْرَةِ بَيَانِ التَّغْيِيْرِ: الْاِسْتِثْنَاءُ. ذَهَبَ أَصْحَابُنَا إِلٰى أَنَّ الْاِسْتِثْنَاءَ يَتَكَلَّمَ بِالْبَاقِيْ بَعْدَ الثُّنْيَا كَأَنَّهٗ لَمْ يَتَكَلَّمْ إِلَّا بِمَا بَقِيَ وَعِنْدَهٗ صَدْرُ الْكَلَامِ يَنْعَقِدُ عِلَّةً لِوُجُوْبِ الْكُلِّ إِلَّا أَنَّ الْاِسْتِثْنَاءَ يَمْنَعُهَا مِنَ الْعَمَلِ بِمَنْزِلَةِ عَدَمِ الشَّرْطِ فِيْ بَابِ التَّعْلِيْقِ وَمِثَالُ هٰذَا فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تَبِيْعُوا الطَّعَامَ بِالطَّعَامِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ فَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ صَدْرُ الْكَلَامِ اِنْعَقَدَ عِلَّةً لِحُرْمَةِ بَيْعِ الطَّعَامِ عَلَى الْإِطْلَاقِ وَ خَرَجَ مِنْ هٰذِهِ الْجُمْلَةِ صُوْرَةُ الْمُسَاوَاةِ بِالْاِسْتِثْنَاءِ بَقِيَ الْبَاقِيْ تَحْتَ حُكْمِ الصَّدْرِ وَنَتِيْجَةُ هٰذَا حُرْمَةُ بَيْعِ الْحَفْنَةِ مِنَ الطَّعَامِ بِحَفْنَتَيْنِ مِنْهُ وَعِنْدَنَا بَيْعُ الْحَفْنَةِ لَا يَدْخُلُ تَحْتَ النَّصِّ لِأَنَّ الْمُرَادَ بِالْمَنْهِيِّ يَتَقَيَّدُ بِصُوْرَةِ بَيْعٍ يَتَمَكَّنُ الْعَبْدُ مِنْ إِثْبَاتِ التَّسَاوِيْ وَالتَّفَاضُلِ فِيْهِ كَيْلَا يُؤَدِّيْ إِلٰى نَهْيِ الْعَاجِزِ فَمَا لَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْمِعْيَارِ الْمُسَوِّيْ كَانَ خَارِجًا عَنْ قَضِيَّةِ الْحَدِيْثِ۔

ترجمہ: ہمارے اصحاب (احناف) اس طرف گئے ہیں کہ استثناء کا مطلب استثناء کے بعد باقی کے ساتھ کلام کرنا ہوتا ہے گویا اس نے صرف باقی کے ساتھ کلام کیا۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کلام کا آغاز تمام کے وجوب کی علت کے طور پر منعقد ہوتا ہے مگر استثناء عمل میں رکاوٹ بنتی ہے جس طرح تعلیق کے باب میں شرط کا نہ پایا جانا حکم میں رکاوٹ

ہوتا ہے اور اس کی مثال حضور ﷺ کے اس قول میں ہے آپ نے فرمایا: لَا تَبِيعُوا الطَّعَامَ بِالطَّعَامِ اِلَّا سَوَاءً بِسَوَآءٍ ''اور غلہ کے بدلے میں غلہ فروخت نہ کرو مگر برابر برابر''

توحضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کلام کا آغاز (لا تبیعوا) غلہ کے بدلے میں غلہ کی بیع کو حرام کرنے کے لیے منعقد ہوا پھر استثناء کی وجہ سے برابر برابر کا حکم اس جملہ سے خارج ہو گیا اور باقی کا حکم صدرِ کلام (لا تبیعوا) کے تحت باقی رہا۔

اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مشت غلہ کی بیع دو مشت غلہ کے بدلے میں حرام ہوگی اور ہمارے نزدیک ایک مشت کی بیع اس نص (حدیث شریف) کے تحت داخل نہیں کیونکہ جس بات سے منع کیا گیا وہ بیع کی اس صورت کے ساتھ مقید ہے جس میں بندہ برابری اور کمی زیادتی پر قادر ہو، تا کہ عاجز کو منع کرنا لازم نہ آئے پس جو اس پیمانے کے نیچے نہ آئے جو برابر کرنے والا ہے وہ حدیث کے حکم سے خارج ہوگا۔

بیانِ تغییر کی ایک اور صورت

۱۱۷ وَمِنْ صُوَرِ بَيَانِ التَّغْيِيرِ: مَا إِذَا قَالَ: لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ وَدِيعَةٌ، فَقَوْلُهُ: عَلَيَّ يُفِيدُ الْوُجُوبَ، وَهُوَ بِقَوْلِهِ: وَدِيعَةٌ غَيَّرَهُ إِلَى الْحِفْظِ. وَقَوْلُهُ: أَعْطَيْتَنِي أَوْ أَسْلَفْتَنِي أَلْفًا فَلَمْ أَقْبِضْهَا مِنْ جُمْلَةِ بَيَانِ التَّغْيِيرِ. وَكَذَا لَوْ قَالَ: لِفُلَانٍ عَلِيٌّ أَلْفٌ زُيُوفٌ. وَحُكْمُ بَيَانِ التَّغْيِيرِ أَنَّهُ يَصِحُّ مَوْصُولًا، وَلَا يَصِحُّ مَفْصُولًا. ثُمَّ بَعْدَ هٰذَا مَسَائِلُ اِخْتَلَفَ فِيهَا الْعُلَمَاءُ أَنَّهَا مِنْ جُمْلَةِ بَيَانِ التَّغْيِيرِ. فَتَصِحُّ بِشَرْطِ الْوَصْلِ، أَوْ مِنْ جُمْلَةِ بَيَانِ التَّبْدِيلِ فَلَا تَصِحُّ، وَسَيَأْتِي طَرَفٌ مِنْهَا فِي بَيَانِ التَّبْدِيلِ.

ترجمہ: اور بیانِ تغییر کی صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ جب کسی شخص نے کہا: لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ وَدِيعَةٌ فلاں کے میرے ذمہ ایک ہزار (درہم) امانت کے طور پر ہیں تو اس کا یہ کہنا عَلَيَّ (میرے ذمے) وجوب کا فائدہ دیتا ہے اور جب اس نے ودیعت (امانت) کا لفظ کہا تو اسے حفاظت کی طرف بدل دیا اور کسی کا یہ کہنا کہ أَعْطَيْتَنِي أَوْ أَسْلَفْتَنِي أَلْفًا فَلَمْ أَقْبِضْهَا تو نے مجھے ایک ہزار دیے یا بیع سلم کی لیکن میں نے قبضہ نہیں کیا، یہ بھی بیانِ تغییر سے ہے۔ اسی طرح اگر کہا لِفُلَانٍ عَلِيٌّ أَلْفٌ زُيُوفٌ فلاں کے میرے ذمے ایک ہزار کھوٹے سکے ہیں۔

اور بیانِ تغییر کا حکم یہ ہے کہ یہ صحیح ہے وصل کلام کے ساتھ اور فصل (جدا کلام) کے ساتھ صحیح

نہیں پھر اس کے بعد کچھ مسائل ہیں جن میں علماء کا اختلاف ہے اور وہ تمام بیانِ تغییر سے متعلق ہیں لہٰذا وہ وصل (ملانے) کے طریقے پر صحیح ہیں یا وہ بیانِ تبدیل سے تعلق رکھتے ہیں پس صحیح نہیں ان میں سے کچھ کا ذکر بیانِ تبدیل میں ہوگا۔

فصل: بیانِ ضرورت

۱۱۸ فَصْلٌ: وَأَمَّا بَيَانُ الضَّرُورَةِ: فَمِثَالُهُ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ﴾ ❶ أَوْجَبَ الشِّرْكَةَ بَيْنَ الْأَبَوَيْنِ، ثُمَّ بَيَّنَ نَصِيبَ الْأُمِّ فَصَارَ ذٰلِكَ بَيَانًا لِنَصِيبِ الْأَبِ. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا بَيَّنَا نَصِيبَ الْمُضَارِبِ وَسَكَتَا عَنْ نَصِيبِ رَبِّ الْمَالِ، صَحَّتِ الشِّرْكَةُ. وَكَذٰلِكَ لَوْ بَيَّنَا نَصِيبَ رَبِّ الْمَالِ وَسَكَتَا عَنْ نَصِيبِ الْمُضَارِبِ كَانَ بَيَانًا. وَعَلٰى هٰذَا حُكْمُ الْمُزَارَعَةِ. وَكَذٰلِكَ لَوْ أَوْصٰى لِفُلَانٍ وَفُلَانٍ بِأَلْفٍ ثُمَّ بَيَّنَ نَصِيبَ أَحَدِهِمَا كَانَ ذٰلِكَ بَيَانًا لِنَصِيبِ الْآخَرِ. وَلَوْ طَلَّقَ إِحْدٰى اِمْرَأَتَيْهِ ثُمَّ وَطِءَ إِحْدَاهُمَا، كَانَ ذٰلِكَ بَيَانًا لِلطَّلَاقِ فِي الْأُخْرٰى. بِخِلَافِ الْوَطْءِ فِي الْعِتْقِ الْمُبْهَمِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رحمۃ اللہ علیہ؛ لِأَنَّ حَلَّ الْوَطْءِ فِي الْإِمَاءِ يَثْبُتُ بِطَرِيقَيْنِ، فَلَا يَتَعَيَّنُ جِهَةُ الْمِلْكِ بِاعْتِبَارِ حَلِّ الْوَطْءِ.

ترجمہ: اور بیانِ ضرورت کی مثال اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی میں ہے: وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ''اور اس کے وارث اس کے ماں باپ ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہوگا۔'' اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے درمیان شرکت کو واجب کیا پھر ماں کا حصہ بیان کیا تو یہ باپ کے حصے کا بھی بیان ہو گیا اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب (دو شریک) مضارب کا حصہ بیان کر دیں اور مال والے کے حصے سے خاموش رہیں تو شرکت صحیح ہے اور اسی طرح اگر رب المال (مال والے) کا حصہ بیان کریں اور مضارب کے حصے سے خاموش رہیں تو یہ بیانِ ضرورت ہوگا۔

مزارعت کا حکم بھی اسی طرح ہے اور اسی طرح اگر کسی نے فلاں اور فلاں کے لیے ایک ہزار کی وصیت کی پھر ان میں سے کسی ایک کا حصہ بیان کر دیا تو یہ دوسرے کے حصے کا بھی بیان ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دے اور اس کا تعین نہ کرے پھر ان میں سے کسی ایک سے جماع کرے تو یہ دوسری بیوی کی طلاق کا بیان ہوگا جب کہ مبہم آزادی میں

❶ سورۃ النساء، آیت: ۱۱

وطی کا حکم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے خلاف ہے کیونکہ لونڈیوں میں اس کی
صورتیں ہیں پس وطی کے حلال ہونے کے اعتبار سے ملک کی جہت متعین نہیں ہوگی۔

فصل: بیانِ حال

(119) فَصْلٌ: وَأَمَّا بَيَانُ الْحَالِ: فَمِثَالُهُ: فِيمَا إِذَا رَأَى صَاحِبُ الشَّرْعِ أَمْرًا مُعَايَنَةً فَلَمْ يَنْهَ عَنْ ذٰلِكَ كَانَ سُكُوتُهُ بِمَنْزِلَةِ الْبَيَانِ أَنَّهُ مَشْرُوعٌ. وَالشَّفِيعُ إِذَا عَلِمَ بِالْبَيْعِ وَسَكَتَ كَانَ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْبَيَانِ بِأَنَّهُ رَاضٍ بِذٰلِكَ. وَالْبِكْرُ إِذَا عَلِمَتْ بِتَزْوِيجِ الْوَلِيِّ، وَسَكَتَتْ عَنِ الرَّدِّ كَانَ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْبَيَانِ بِالرِّضَا وَالْإِذْنِ. وَالْمَوْلٰى إِذَا رَأَى عَبْدَهُ يَبِيعُ وَيَشْتَرِي فِي السُّوقِ فَسَكَتَ كَانَ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْإِذْنِ، فَيَصِيرُ مَأْذُونًا فِي التِّجَارَاتِ. وَالْمُدَّعٰى عَلَيْهِ إِذَا نَكَلَ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ يَكُونُ الْامْتِنَاعُ بِمَنْزِلَةِ الرِّضَاءِ بِلُزُومِ الْمَالِ بِطَرِيقِ الْإِقْرَارِ عِنْدَهُمَا، وَبِطَرِيقِ الْبَذْلِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ. فَالْحَاصِلُ: أَنَّ السُّكُوتَ فِي مَوْضِعِ الْحَاجَةِ إِلَى الْبَيَانِ بِمَنْزِلَةِ الْبَيَانِ. وَبِهٰذَا الطَّرِيقِ قُلْنَا: الْإِجْمَاعُ يَنْعَقِدُ بِنَصِّ الْبَعْضِ وَسُكُوتِ الْبَاقِينَ.

ترجمہ: اور بیان حال کی مثال یہ ہے کہ صاحبِ شریعت نے کسی کام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس سے منع نہ کیا تو اس کی خاموشی اس بات کا بیان ہے کہ یہ کام جائز ہے۔
اور شفعہ کرنے والے کو جب معلوم ہوا اور وہ خاموش رہا تو یہ اس بات کے بیان کی طرح ہے کہ وہ اس پر راضی ہے اور کنواری لڑکی کو جب معلوم ہوا کہ اس کے ولی نے اس کا نکاح کر دیا ہے اور وہ رد کرنے سے خاموش رہی تو یہ اس کی رضامندی اور اجازت کے بیان کی طرح ہے۔
اور مولیٰ نے جب اپنے غلام کو بازار میں خرید و فروخت کرتے ہوئے دیکھا اور وہ خاموش رہا تو یہ اجازت دینے کی طرح ہے پس وہ تجارت میں ماذون ہو جائے گا اور مدعیٰ علیہ جب مجلس قضاء میں انکار کرے (یعنی قسم نہ اُٹھائے) تو اس کا رُک جانا مال کے لازم ہونے کے اقرار کی طرح ہے یہ صاحبین کے نزدیک ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بذل کی طرح ہے۔ پس حاصلِ کلام یہ ہے کہ جس جگہ بیان کی حاجت ہو وہاں خاموش رہنا بیان کی طرح ہے۔ اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ اجماع بعض حضرات کے واضح بیان اور باقی کی خاموشی سے منعقد ہو جاتا ہے۔

فصل: بیانِ عطف

(120) فَصْلٌ: وَأَمَّا بَيَانُ الْعَطْفِ: فَمِثْلُ أَنْ تَعْطِفَ مَكِيلًا أَوْ مَوْزُونًا عَلٰى جُمْلَةٍ مُجْمَلَةٍ يَكُونُ ذٰلِكَ بَيَانًا لِلْجُمْلَةِ الْمُجْمَلَةِ. مِثَالُهُ: إِذَا قَالَ: لِفُلَانٍ عَلَيَّ مِائَةٌ وَدِرْهَمٌ، أَوْ مِائَةٌ وَقَفِيزُ حِنْطَةٍ كَانَ الْعَطْفُ بِمَنْزِلَةِ الْبَيَانِ أَنَّ الْكُلَّ مِنْ ذٰلِكَ الْجِنْسِ. وَكَذَا لَوْ قَالَ: مِائَةٌ وَثَلَاثَةُ أَثْوَابٍ، أَوْ مِائَةٌ وَثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ، أَوْ مِائَةٌ وَثَلَاثَةُ أَعْبُدٍ، فَإِنَّهُ بَيَانٌ أَنَّ الْمِائَةَ مِنْ ذٰلِكَ الْجِنْسِ بِمَنْزِلَةِ قَوْلِهِ: أَحَدٌ وَعِشْرُونَ دِرْهَمًا، بِخِلَافِ قَوْلِهِ: مِائَةٌ وَثَوْبٌ، أَوْ مِائَةٌ وَشَاةٌ حَيْثُ لَا يَكُونُ ذٰلِكَ بَيَانًا لِلْمِائَةِ. وَاخْتُصَّ ذٰلِكَ فِي عَطْفِ الْوَاحِدِ بِمَا يَصْلُحُ دَيْنًا فِي الذِّمَّةِ كَالْمَكِيلِ وَالْمَوْزُونِ. وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللهُ: يَكُونُ بَيَانًا فِي مِائَةٍ وَشَاةٍ، وَمِائَةٍ وَثَوْبٍ عَلٰى هٰذَا الْأَصْلِ.

ترجمہ: بیان عطف کی مثال اس طرح ہے کہ تم کیلی یا وزنی چیز کا مجمل جملہ پر عطف کرو تو یہ مجمل کا بیان ہو جائے گا جیسے کوئی شخص کہے: لِفُلَانٍ عَلَيَّ مِائَةٌ وَدِرْهَمٌ "فلاں کے میرے ذمے ایک سو اور درہم ہے"۔
یا کہے: مِائَةٌ وَقَفِيزُ حِنْطَةٍ "ایک سو اور ایک قفیز گندم ہے"۔ گویا عطف اس بات کے بیان کی طرح ہے کہ یہ تمام ایک ہی جنس سے ہیں اسی طرح اگر کہے کہ مِائَةٌ وَثَلَاثَةُ أَثْوَابٍ "ایک سو اور تین کپڑے"۔ یا کہے: مائة وثلاثة دراهم "ایک سو اور تین درہم" یا کہے: مِائَةٌ وَثَلَاثَةُ أَعْبُدٍ "ایک سو اور تین غلام"۔ تو یہ اس بات کا بیان ہے کہ ایک سو بھی اسی جنس سے ہیں جیسے کوئی کہے: أَحَدٌ وَعِشْرُونَ دِرْهَمًا "یعنی اکیس درہم"۔
بخلاف اس کے جب کہے: مِائَةٌ وَثَوْبٌ یا مِائَةٌ وَشَاةٌ "یہ ایک سو کا بیان نہیں ہوگا۔ اور عطف کا بیان ہونا جب ایک کا عطف ہو اس بات کے ساتھ خاص ہے جب وہ ذمہ میں دَین ہو جس طرح کیلی اور وزنی چیز اور حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس قاعدے کی بنیاد پر مِائَةٌ وَشَاةٌ اور مِائَةٌ وَثَوْبٌ بیان ہوگا۔

فصل: بیانِ تبدیل

(121) فَصْلٌ وَأَمَّا بَيَانُ التَّبْدِيلِ: وَهُوَ النَّسْخُ. فَيَجُوزُ ذٰلِكَ مِنْ صَاحِبِ

الشَّرْعِ، وَلَا يَجُوزُ ذٰلِكَ مِنَ الْعِبَادِ. وَعَلٰى هٰذَا بَطَلَ اسْتِثْنَآءُ الْكُلِّ مِنَ الْكُلِّ لِأَنَّهُ نَسْخُ الْحُكْمِ، وَلَا يَجُوزُ الرُّجُوعُ عَنِ الْإِقْرَارِ وَالطَّلَاقِ وَالْعِتَاقِ؛ لِأَنَّهُ نَسْخٌ وَلَيْسَ لِلْعَبْدِ ذٰلِكَ. وَلَوْ قَالَ: لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ قَرْضٌ، أَوْ ثَمَنُ الْمَبِيعِ وَقَالَ: وَهِيَ زُيُوفٌ كَانَ ذٰلِكَ بَيَانُ التَّغْيِيرِ عِنْدَهُمَا فَيَصِحُّ مَوْصُولًا، وَهُوَ بَيَانُ التَّبْدِيلِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رحمه الله. فَلَا يَصِحُّ وَإِنْ وُصِلَ. وَلَوْ قَالَ: لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ مِنْ ثَمَنِ جَارِيَةٍ بَاعَنِيهَا وَلَمْ أَقْبِضْهَا، وَالْجَارِيَةُ لَا أَثَرَ لَهَا كَانَ ذٰلِكَ بَيَانَ التَّبْدِيلِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رحمه الله؛ لِأَنَّ الْإِقْرَارَ بِلُزُومِ الثَّمَنِ إِقْرَارٌ بِالْقَبْضِ عِنْدَ هَلَاكِ الْمَبِيعِ، إِذْ لَوْ هَلَكَ قَبْلَ الْقَبْضِ يَنْفَسِخُ الْبَيْعُ فَلَا يَبْقَى الثَّمَنُ لَازِمًا.

ترجمہ: فصل: اور بیان تبدیل سے مراد نسخ ہے پس یہ صاحبِ شریعت کی طرف سے جائز ہے اور بندوں کی طرف سے جائز نہیں۔ اسی لیے کل کو کل سے مستثنیٰ کرنا باطل ہے کیونکہ یہ حکم کو منسوخ کرنا ہے۔ اور اقرار سے رجوع کرنا صحیح نہیں اسی طرح طلاق اور عتاق (آزاد کرنا) سے بھی رجوع صحیح نہیں کیونکہ یہ نسخ ہے اور بندے کو اس کا اختیار نہیں۔

اور اگر کسی نے کہا کہ لَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ قَرْضٌ، أَوْ ثَمَنُ الْمَبِيعِ، وَقَالَ: وَهِيَ زُيُوفٌ فلاں کے مجھ پر ایک ہزار بطور قرض ہیں یا کہا مبیع کی قیمت ہے، اور (ساتھ ہی) کہا کہ وہ کھوٹے ہیں تو صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک یہ بیان تغییر ہے لہٰذا پہلے کلام سے متصل ہو تو صحیح ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ بیان تبدیل ہے پس صحیح نہیں اگرچہ موصول ہو۔

اور اگر کہا کہ لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ مِنْ ثَمَنِ جَارِيَةٍ بَاعَنِيهَا فلاں کے میرے ذمے ایک ہزار اس لونڈی کی قیمت سے ہیں جو اس نے مجھے بیچی ہے اور میں نے اس لونڈی پر قبضہ نہیں کیا اور لونڈی کا علم نہیں (کہ کہاں ہے) تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ بیان تبدیل ہے کیونکہ ممکن لازم ہونے کا اقرار اس صورت میں جب مبیع ہلاک ہو چکا ہو قبضہ کا اقرار ہے۔ کیونکہ اگر وہ قبضہ سے پہلے ہلاک ہوا ہو تو بیع فسخ ہو جائے اور ثمن اس کے ذمہ لازم نہیں ہوں گے۔

سوالات

۱۔ بیان کا لغوی معنی اور اس کے سات طریقوں کی وضاحت کریں۔

۲۔ بیان تقریر کی تعریف کریں اور کسی ایک مثال کے ذریعے وضاحت کریں۔

۳۔ بیان تفسیر کسے کہتے ہیں اور اس کی مثال بھی ذکر کریں۔ نیز بیان تقریر اور بیان تفسیر کا حکم بتائیں۔

۴۔ بیان تغییر کا مفہوم واضح کریں اس کی نظیر میں دو چیزیں بیان کی گئی ہیں وہ کیا ہیں؟

۵۔ معلق بالشرط حکم کے لیے سبب کب بنتا ہے اس سلسلے میں احناف اور شوافع کا اختلاف اور فائدہ خلاف کی مثال بیان کریں۔

۶۔ لونڈی سے نکاح کے جواز کے لیے کیا شرط ہے اور مطلقہ بائنہ کے لیے نفقہ کے لیے کیا شرط ہے۔ حنفی شافعی اختلاف سے دلائل ذکر کریں۔

۷۔ موصوف میں صفت کی بنیاد پر حکم مرتب ہوتا ہے اس سلسلے میں اختلاف اور (دلائل واضح کریں)۔

۸۔ ربوٰ کے سلسلے میں حدیث شریف میں استثناء ہے جو بیان تغییر ہے اس حوالے سے احناف و شوافع کے درمیان اختلاف کی کیا نوعیت ہے۔

۹۔ بیان ضرورت کی تشریح اور مثالوں کے ذریعے وضاحت کریں۔

۱۰۔ بیان حال سے کیا مراد ہے مثالوں کے ذریعے واضح کریں۔

۱۱۔ بیان عطف کی تعریف کریں اور بتائیں کہ لفلان علی مائة و درهم میں درہم بیان عطف ہے مائة و ثوب میں ثوب بیان عطف نہیں اس کی کیا وجہ ہے۔

۱۲۔ بیان تبدیل سے کیا مراد ہے نیز بیان تغییر اور بیان تبدیل میں کیا فرق ہے بیان تبدیل کی کوئی مثال بھی ذکر کریں۔

دوسری بحث: سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْبَحْثُ الثَّانِيْ: فِي سُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَهِيَ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ الرَّمْلِ وَالْحَصٰى.

ترجمہ: سنت (احادیثِ مبارکہ) ریت اور کنکریوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں۔

فصل: خبر کی اقسام

۱۳۲ فَصْلٌ فِيْ أَقْسَامِ الْخَبَرِ خَبَرُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِمَنْزِلَةِ الْكِتَابِ فِيْ حَقِّ لُزُوْمِ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ بِهٖ، فَإِنَّ مَنْ أَطَاعَهٗ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، فَمَا مَرَّ ذِكْرُهٗ مِنْ بَحْثِ الْخَاصِّ وَالْعَامِّ وَالْمُشْتَرَكِ وَالْمُجْمَلِ فِي الْكِتَابِ فَهُوَ كَذٰلِكَ فِيْ حَقِّ السُّنَّةِ، إِلَّا أَنَّ الشُّبْهَةَ فِيْ بَابِ الْخبرِ فِيْ ثُبُوْتِهٖ من رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، وَاتِّصَالِهٖ بِهٖ، وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى صَارَ الْخَبَرُ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ: قِسْمٌ صَحَّ من رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، وَثَبَتَ مِنْهُ بِلَا شُبْهَةٍ، وَهُوَ الْمُتَوَاتِرُ. وَقِسْمٌ فِيْهِ ضَرْبُ شُبْهَةٍ، وَهُوَ الْمَشْهُوْرُ. وَقِسْمٌ فِيْهِ اِحْتِمَالٌ وَشُبْهَةٌ، وَهُوَ الْآحَادُ. فَالْمُتَوَاتِرُ: مَا نَقَلَهٗ جَمَاعَةٌ عَنْ جَمَاعَةٍ لَا يُتَصَوَّرُ تَوَافُقُهُمْ عَلَى الْكِذْبِ لِكَثْرَتِهِمْ، وَاتَّصل بِكَ هٰكَذَا.

ترجمہ: خبر (حدیث) کی اقسام، رسول اکرم ﷺ کی خبر (حدیث) علم اور عمل کے لازم ہونے میں کتاب (قرآن پاک) کی طرح ہے۔پس بے شک جس نے آپ ﷺ کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی۔

اور جو کچھ خاص، عام، مشترک اور مجمل وغیرہ اقسام کتاب (کی بحث) میں گزر چکی ہیں وہ سنت کے حق میں بھی اسی طرح ہیں مگر حدیث کے باب میں رسول اکرم ﷺ سے اس کے ثبوت اور آپ تک اس کے اتصال میں شبہ بھی ہوسکتا ہے۔

اس معنیٰ کے اعتبار سے خبر کی تین اقسام ہیں:

ایک وہ قسم ہے جو رسول اکرم ﷺ سے صحیح طور پر مروی ہے اور کسی شبہ کے بغیر آپ سے ثابت ہے، وہ حدیث متواتر ہے۔

... کی قسم کا شبہ ہو اور وہ حدیث مشہور ہے۔

اور تیسری قسم وہ ہے جس میں احتمال اور شبہ دونوں ہوں۔ ان کو آحاد (خبر واحد کی جمع) کہا جاتا ہے۔ پس متواتر وہ ہے جسے ایسی جماعت نے ایسی جماعت سے نقل کیا جس کا جھوٹ پر متفق ہونا تصور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور یہ روایت اسی طرح تم تک پہنچے۔

مِثَالُهٗ: نَقْلُ الْقُرْآنِ وَأَعْدَادُ الرَّكْعَاتِ، وَ مَقَادِيْرُ الزَّكَاةِ. وَالْمَشْهُوْرُ:

۱۳۳ مَا كَانَ أَوَّلُهٗ كَالْآحَادِ، ثُمَّ اشْتُهِرَ فِي الْعَصْرِ الثَّانِيْ وَالثَّالِثِ، وَتَلَقَّتْهُ الْأُمَّةُ بِالْقُبُوْلِ، فَصَار كَالْمُتَوَاتِرِ حَتّٰى اتَّصَلَ بِكَ. وَذٰلِكَ مِثْلُ حَدِيْثِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفِّ، وَالرَّجْمِ فِيْ بَابِ الزِّنَا ثُمَّ الْمُتَوَاتِرُ يُوْجِبُ الْعِلْمَ الْقَطْعِيَّ وَيَكُوْنُ رَدُّهٗ كُفْرًا. وَالْمَشْهُوْرُ يُوْجِبُ عِلْمَ الطَّمَأْنِيْنَةِ، وَيَكُوْنُ رَدُّهٗ بِدْعَةً، وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَآءِ فِيْ لُزُوْمِ الْعمل بِهِمَا. وَإِنَّمَا الْكَلَامُ فِي الْآحَادِ.

اس کی مثال قرآن پاک کا منقول ہونا (نماز کی) رکعات کی تعداد اور زکوۃ کی مقدار۔

اور مشہور وہ ہے جو شروع میں احاد کی طرح ہو پھر دوسرے اور تیسرے دور میں مشہور ہوجائے اور امت اسے قبولیت کے ساتھ حاصل کرے پس یہ متواتر کی طرح ہوجاتی ہے۔ حتیٰ کہ تم تک (یعنی ہم تک) پہنچے اور اس کی مثال موزوں پر مسح اور زنا کی صورت میں رجم سے متعلق حدیث ہے۔

پھر متواتر علم قطعی کو واجب کرتا ہے اور اس کا رد کفر ہے اور حدیث مشہور اطمینان بخش علم کو واجب کرتی ہے اور اس کا رد بدعت ہے اور ان دونوں پر عمل کے لازم ہونے میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کلام (اختلاف) اخبار احاد میں ہے۔

خبر واحد اُس کا حکم اور شرائط

۱۳۴ فَنَقُوْلُ: خَبَرُ الْوَاحِدِ هُوَ مَا نَقَلَهٗ وَاحِدٌ عَنْ وَاحِدٍ، أَوْ وَاحِدٌ عَنْ جَمَاعَةٍ، أَوْ جَمَاعَةٌ عَنْ واحِدٍ، وَلَا عِبْرَةَ لِلْعَدَدِ إِذَا لم تَبْلُغْ حَدَّ الْمَشْهُوْرِ. وَهُوَ مُوْجِبُ الْعَمَلِ بِهٖ فِي الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ بِشَرْطِ إِسْلَامِ الرَّاوِيْ وَعَدَالَتِهٖ، وَضَبْطِهٖ، وَعَقْلِهٖ، وَاتِّصَالِهٖ بِكَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِهٰذَا الشَّرْطِ.

ترجمہ: پس ہم کہتے ہیں کہ خبر واحد وہ ہے جسے ایک راوی ایک سے نقل کرے یا ایک راوی پوری جماعت سے یا ایک جماعت ایک راوی سے نقل کرے اور تعداد کا کوئی اعتبار نہیں

جب تک مشہور حدیث کی حد تک نہ پہنچے اور یہ حدیث شرعی احکام میں عمل کو واجب کرتی ہے اس کے لیے راوی کا مسلمان ہونا، عادل ہونا یادداشت والا ہونا، عقلمند ہونا شرط ہے اور یہ حدیث رسول اکرم ﷺ سے تم تک متصل ہو۔

راوی کی اقسام

(۱۲۵) ثُمَّ الرَّاوِيُ فِي الْأَصْلِ قِسْمَانِ: مَعْرُوْفٌ بِالْعِلْمِ وَالْاِجْتِهَادِ كَالْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأَمْثَالِهِمْ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ. فَإِذَا صَحَّتْ عِنْدَكَ رِوَايَتُهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَكُوْنُ الْعَمَلُ بِرِوَايَتِهِمْ أَوْلٰى مِنَ الْعَمَلِ بِالْقِيَاسِ. وَلِهٰذَا رَوٰى مُحَمَّدٌ رحمه الله حَدِيْثَ الْأَعْرَابِيِّ الَّذِيْ كَانَ فِيْ عَيْنِهِ سُوْءٌ فِيْ مِسْأَلَةِ الْقَهْقَهَةِ، وَتَرَكَ الْقِيَاسَ بِهٖ، وَرَوٰى حَدِيْثَ تَأْخِيْرِ النِّسَاءِ فِيْ مَسْأَلَةِ الْمُحَاذَاةِ وَتَرَكَ الْقِيَاسَ بِهٖ، وَرَوٰى عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها حَدِيْثَ الْقَيْءِ وَتَرَكَ الْقِيَاسَ بِهٖ، وَرَوٰى عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه حَدِيْثَ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَتَرَكَ الْقِيَاسَ بِهٖ.

ترجمہ: پھر بنیادی طور پر راوی کی دو قسمیں ہیں: {۱} (وہ راوی) جو علم اور اجتہاد کے ساتھ معروف ہیں جیسے چاروں خلفاء (راشدین) اور حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت زید بن ثابت، حضرت معاذ بن جبل اور ان جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب ان حضرات کی روایت حضور ﷺ سے لے کر ہم تک صحیح ثابت ہو تو قیاس کے مقابلے میں ان کی روایت پر عمل زیادہ بہتر ہے۔

اسی لیے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے (نماز میں) قہقہہ کے بارے میں اس صحابی کی حدیث کو روایت کیا جن کی بینائی میں کمزوری تھی اور قیاس کو چھوڑ دیا اور محاذاۃ (عورت کا مرد کے ساتھ ساتھ کھڑے ہونا) کے مسئلہ میں عورتوں کو پیچھے رکھنے والی حدیث کو روایت کیا اور اس کے مقابلے میں قیاس کو چھوڑ دیا۔

اور سلام کے بعد بھولنے کے مسئلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو نقل کیا اور اس کے مقابلے میں قیاس کو ترک کر دیا۔

(۲) وَالْقِسْمُ الثَّانِيْ مِنَ الرُّوَاةِ: هُمُ الْمَعْرُوْفُوْنَ بِالْحِفْظِ وَالْعَدَالَةِ دُوْنَ الْاِجْتِهَادِ وَالْفَتْوٰى، كَأَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنهما. فَإِذَا صَحَّتْ رِوَايَةُ مِثْلِهِمَا عِنْدَكَ، فَإِنْ وَافَقَ الْخَبَرُ الْقِيَاسَ فَلَا خِفَاءَ فِيْ لُزُوْمِ الْعَمَلِ بِهٖ، وَإِنْ خَالَفَهٗ كَانَ الْعَمَلُ بِالْقِيَاسِ أَوْلٰى. مِثَالُهٗ: مَا رَوٰى أَبُوْ هُرَيْرَةَ الْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: أَرَأَيْتَ لَوْ تَوَضَّأْتَ بِمَاءٍ سَخِيْنٍ أَكُنْتَ تَتَوَضَّأُ مِنْهُ فَسَكَتَ، وَإِنَّمَا رَدَّهٗ بِالْقِيَاسِ؛ إِذْ لَوْ كَانَ عِنْدَهٗ خَبَرٌ لَرَوَاهُ. وَعَلٰى هٰذَا تَرَكَ أَصْحَابُنَا رِوَايَةَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ مَسْأَلَةِ الْمُصَرَّاةِ بِالْقِيَاسِ. وَبِاعْتِبَارِ اخْتِلَافِ أَحْوَالِ الرُّوَاةِ قُلْنَا: شَرْطُ الْعَمَلِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ: أَنْ لَا يَكُوْنَ مُخَالِفًا لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمَشْهُوْرَةِ. وَأَنْ لَا يَكُوْنَ مُخَالِفًا لِلظَّاهِرِ. قَالَ ﷺ: تَكْثُرُ لَكُمُ الْأَحَادِيْثُ بَعْدِيْ، فَإِذَا رُوِيَ لَكُمْ عَنِّيْ حَدِيْثٌ فَأَعْرِضُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللهِ، فَمَا وَافَقَ فَاقْبَلُوْهُ، وَمَا خَالَفَ فَرُدُّوْهُ.

{۲} دوسری قسم میں وہ راوی شامل ہیں جو اپنے حافظے اور عدالت کے ساتھ مشہور ہیں اجتہاد اور فتویٰ میں معروف نہیں۔ جیسے حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما۔ پس جب تمہارے نزدیک ان جیسے راویوں کی روایت صحیح ہو تو (دیکھو) اگر وہ حدیث قیاس کے موافق ہو تو اس پر عمل کے لازم ہونے میں کوئی پوشیدگی نہیں۔ اور اگر وہ (قیاس کے) مخالف ہو تو قیاس پر عمل زیادہ بہتر ہے اس کی مثال وہ (روایت) ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس چیز (کے استعمال) سے وضو کرنے کے بارے میں ہے جسے آگ نے چھوا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر آپ گرم پانی سے وضو کریں تو اس کے بعد پھر وضو کریں گے تو وہ خاموش رہے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قیاس کے ذریعے ان کا رد کیا کیونکہ اگر ان کے پاس کوئی روایت ہوتی تو اسے نقل کرتے اور اسی بنیاد پر ہمارے اصحاب (احناف) نے مصراۃ کے مسئلہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو قیاس کی وجہ سے چھوڑ دیا۔

اور راویوں کے احوال مختلف ہونے کی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ خبر واحد پر عمل کرنے کے

لیے یہ شرط ہے کہ وہ قرآن اور حدیث مشہور کے خلاف نہ ہو اور ظاہر کے خلاف بھی نہ ہو۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تَكْثُرُ لَكُمُ الْأَحَادِيْثُ بَعْدِي، فَإِذَا رُوِيَ لَكُمْ عَنِّيْ حَدِيْثٌ فَأَعْرِضُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللهِ، فَمَا وَافَقَ فَاقْبَلُوْهُ، وَمَا خَالَفَ فَرُدُّوْهُ. میرے بعد تمہارے سامنے احادیث کثرت کے ساتھ آئیں گی پس جب تمہارے لیے کوئی حدیث مجھ سے منسوب مروی ہو تو اسے اللہ کی کتاب پر پیش کرو پس جو اس کے موافق ہو اسے قبول کرو اور جو مخالف ہو اسے رد کر دو۔

تین قسم کے راوی

(۱۲۷) وَتَحْقِيْقُ ذٰلِكَ فِيْمَا رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: كَانَتِ الرُّوَاةُ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ: مُؤْمِنٌ مُخْلِصٌ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَرَفَ مَعْنٰى كَلَامِهٖ. وَأَعْرَابِيٌّ جَاءَ مِنْ قَبِيْلَةٍ فَسَمِعَ بَعْضَ مَا سَمِعَ وَلَمْ يَعْرِفْ حَقِيْقَةَ كَلَامِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَرَجَعَ إِلٰى قَبِيْلَتِهٖ، فَرَوٰى بِغَيْرِ لَفْظِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَتَغَيَّرَ الْمَعْنٰى وَهُوَ يَظُنُّ أَنَّ الْمَعْنٰى لَا يَتَفَاوَتُ. وَمُنَافِقٌ لَمْ يُعْرَفْ نِفَاقُهٗ، فَرَوٰى مَا لَمْ يَسْمَعْ وَافْتَرٰى، فَسَمِعَ مِنْهُ أُنَاسٌ. فَظَنُّوْهُ مُؤْمِنًا مُخْلِصًا فَرَوَوْا ذٰلِكَ وَاشْتَهَرَ بَيْنَ النَّاسِ. فَلِهٰذَا الْمَعْنٰى وَجَبَ عَرْضُ الْخَبَرِ عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمَشْهُوْرَةِ. ونظيرُ الْعَرْضِ عَلَى الْكِتَابِ فِيْ حَدِيْثِ مَسِّ الذَّكَرِ فِيْمَا يُرْوٰى عَنْهُ ﷺ مَنْ مَسَّ ذَكَرَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ. فَعَرَضْنَاهُ عَلَى الْكِتَابِ، فَخَرَجَ مُخَالِفًا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا﴾ ①، فَإِنَّهُمْ كَانُوْا يَسْتَنْجُوْنَ بِالْأَحْجَارِ ثُمَّ يَغْسِلُوْنَ بِالْمَاءِ. وَلَوْ كَانَ مَسُّ الذَّكَرِ حَدَثًا لَكَانَ هٰذَا تَنْجِيْسًا لَا تَطْهِيْرًا عَلَى الْإِطْلَاقِ. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ ﷺ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ بَاطِلٌ بَاطِلٌ خَرَجَ مُخَالِفًا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ﴾ ②، فَإِنَّ الْكِتَابَ يُوْجِبُ تَحْقِيْقَ النِّكَاحِ مِنْهُنَّ. وَمِثَالُ الْعَرْضِ عَلَى الْخَبَرِ الْمَشْهُوْرِ: رِوَايَةُ الْقَضَاءِ بِشَاهِدٍ وَيَمِيْنٍ، فَإِنَّهٗ خَرَجَ مُخَالِفًا لِقَوْلِهٖ: اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ أَنْكَرَ.

① سورۃ التوبہ، آیت: ۱۰۸ ② سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۳۲

ترجمہ: اس بات کی تحقیق وہ ہے جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ (حضور ﷺ کے زمانے میں) راوی تین قسم کی ہوتے تھے۔

① مخلص مومن: جس نے رسول اکرم ﷺ کی صحبت اختیار کی اور آپ کے کلام کا معنیٰ سمجھا۔

② اعرابی (دیہاتی): جو کسی قبیلے سے آیا اور اس نے حضور ﷺ کا بعض حصہ سنا اور آپ کے کلام کی حقیقت کو نہ جان سکا۔ پھر وہ اپنے قبیلے کی طرف واپس گیا اور اس نے حضور ﷺ کے الفاظ کے علاوہ (دوسرے الفاظ میں) حدیث نقل کر دی اور معنیٰ بدل گیا حالانکہ اس کا خیال تھا کہ معنیٰ میں کوئی فرق نہیں پڑا۔

③ منافق: ایسا منافق جس کی منافقت معروف نہیں تھی اس نے وہ بات روایت کی جو اس نے نہیں سنی پس اس سے کچھ لوگوں نے سنا اور اسے مخلص مومن خیال کرتے ہوئے اس حدیث کو روایت کیا اور وہ لوگوں کے درمیان مشہور ہو گئی اس وجہ سے حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کرنا واجب ہے۔ سنت مشہورہ کو کتاب اللہ پر پیش کرنے کی مثال شرمگاہ کو ہاتھ لگانا (اور اس سے وضو کا ٹوٹنا) ہے کہ حضور ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: جس شخص نے اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگایا اسے وضو کرنا چاہیے۔

ہم نے اُسے کتاب اللہ پر پیش کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے خلاف ہے ارشادِ خداوندی ہے: فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ① ''اس (مسجد قباء) میں کچھ لوگ ہیں جو خوب پاک ہونا چاہتے ہیں۔''

وہ لوگ پتھروں سے استنجا کر کے پھر پانی سے دھوتے تو اگر شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹتا تو یہ (پانی سے استنجا) مطلقاً ناپاکی کا سبب ہوتا پاکیزگی کا نہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ بَاطِلٌ بَاطِلٌ ''جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر خود نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے۔''

یہ حدیث قرآنِ پاک کی اس آیت کے خلاف ملے جس میں ارشاد فرمایا: فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ ① ''پس ان عورتوں کو نہ روکو کہ وہ اپنے (ہونے والے)

① سورۃ التوبہ، آیت: ۱۰۸

خاوند سے نکاح کریں۔" تو کتاب اللہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ان عورتوں کو خود اپنا نکاح کرنے کا حق ہے۔
خبر مشہور پر خبر واحد کو پیش کرنے کی مثال ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ کرنے سے متعلق حدیث ہے یہ حدیث حضور ﷺ کے اس قول کے خلاف ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ أَنْكَرَ گواہ پیش کرنا مدعی کے ذمے ہے اور قسم اس پر ہے جو منکر ہے۔

خبر واحد ظاہر کے خلاف ہو

١٣٩ وَبِاعْتِبَارِ هٰذَا الْمَعْنٰى قُلْنَا: خَبَرُ الْوَاحِدِ إِذَا خَرَجَ مُخَالِفًا لِلظَّاهِرِ لَا يُعْمَلُ بِهٖ. وَمِنْ صُوَرِ مُخَالَفَةِ الظَّاهِرِ عَدَمُ اشْتِهَارِ الْخَبَرِ فِيْمَا يَعُمُّ بِهِ الْبَلْوٰى فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ وَالثَّانِيْ؛ لِأَنَّهُمْ لَا يُتَّهَمُوْنَ بِالتَّقْصِيْرِ فِيْ مُتَابَعَةِ السُّنَّةِ. فَإِذَا لَمْ يَشْتَهِرِ الْخَبَرُ مَعَ شِدَّةِ الْحَاجَةِ وَعُمُوْمِ الْبَلْوٰى كَانَ ذٰلِكَ عَلَامَةَ عَدَمِ صِحَّتِهٖ. وَمِثَالُهٗ فِي الْحُكْمِيَّاتِ: إِذَا أَخْبَرَ وَاحِدٌ أَنَّ امْرَأَتَهٗ حَرُمَتْ عَلَيْهِ بِالرِّضَاعِ الطَّارِئِ، جَازَ أَنْ يَّعْتَمِدَ عَلٰى خَبَرِهٖ وَيَتَزَوَّجَ أُخْتَهَا، وَلَوْ أَخْبَرَهٗ أَنَّ الْعَقْدَ كَانَ بَاطِلًا بِحُكْمِ الرِّضَاعِ لَا يُقْبَلُ خَبَرُهٗ. وَكَذٰلِكَ إِذَا أَخْبَرَتِ الْمَرْأَةُ بِمَوْتِ زَوْجِهَا أَوْ طَلَاقِهٖ إِيَّاهَا وَهُوَ غَائِبٌ جَازَ أَنْ تَعْتَمِدَ عَلٰى خَبَرِهٖ وَتَتَزَوَّجَ بِغَيْرِهٖ. وَلَوِ اشْتَبَهَتْ عَلَيْهِ الْقِبْلَةُ فَأَخْبَرَهٗ وَاحِدٌ عَنْهَا وَجَبَ الْعَمَلُ بِهٖ. وَلَوْ وَجَدَ مَاءً لَا يَعْلَمُ حَالَهٗ، فَأَخْبَرَهٗ وَاحِدٌ عَنِ النَّجَاسَةِ لَا يَتَوَضَّأُ بِهٖ بَلْ يَتَيَمَّمُ.

ترجمہ: اور اس معنیٰ کے اعتبار سے ہم نے کہا کہ خبر واحد جب ظاہر کے خلاف نکلے تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ اور ظاہر کی مخالفت کی صورتوں میں سے یہ بھی ہے کہ پہلے اور دوسرے دور میں وہ عام پیش آنے والے مسائل میں مشہور نہ ہو کیونکہ سنت کی متابعت میں ان لوگوں پر کوتاہی کی تہمت نہیں آ سکتی۔ تو جب شدید حاجت اور عموم بلوی (عام پیش آنے والے مسئلہ) میں یہ حدیث مشہور نہیں ہوئی تو یہ اس کے صحیح نہ ہونے کی علامت ہے۔
شرعی مسائل میں اس کی مثال یہ ہے کہ جب کسی ایک شخص نے خبر دی کہ اس کی بیوی طاری ہونے والی رضاعت کی وجہ سے اس پر حرام ہوگئی ہے تو جائز ہے کہ اس کی خبر پر اعتماد کیا جائے اور وہ اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر وہ یہ خبر دے کہ رضاعت کی وجہ سے اس کا عقد باطل تھا

تو اس کی خبر کو قبول نہ کیا جائے۔
اور اسی طرح جب کسی عورت کو اس کے خاوند کے فوت ہونے یا اسے طلاق دینے کی خبر دی جائے اور وہ غائب تھا تو اس کی خبر پر اعتماد کرنا جائز ہے اور وہ اس کے غیر سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر کسی شخص پر قبلہ مشتبہ ہو جائے اور ایک شخص اسے اس بارے میں خبر دے تو اس پر عمل واجب ہے۔ اور اگر کوئی شخص پانی پائے لیکن اس کی حالت کے بارے میں نہ جانتا ہو اور کوئی دوسرا شخص اس کے ناپاک ہونے کی خبر دے تو وہ اس (پانی) سے وضو نہ کرے بلکہ تیمم کرے۔

خبر واحد کا حجت ہونا

١٤٠ فَصْلٌ: خَبَرُ الْوَاحِدِ حُجَّةٌ فِيْ أَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ: خَالِصُ حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا لَيْسَ بِعُقُوْبَةٍ. وَخَالِصُ حَقِّ الْعَبْدِ مَا فِيْهِ إِلْزَامٌ مَحْضٌ. وَخَالِصُ حَقِّهٖ مَا لَيْسَ فِيْهِ إِلْزَامٌ. وَخَالِصُ حَقِّهٖ مَا فِيْهِ إِلْزَامٌ مِنْ وَجْهٍ. أَمَّا الْأَوَّلُ: فَيُقْبَلُ فِيْهِ خَبَرُ الْوَاحِدِ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبِلَ شَهَادَةَ الْأَعْرَابِيِّ فِيْ هِلَالِ رَمَضَانَ. وَأَمَّا الثَّانِيْ: فَيُشْتَرَطُ فِيْهِ الْعَدَدُ وَالْعَدَالَةُ. وَنَظِيْرُهٗ: الْمُنَازَعَاتُ. وَأَمَّا الثَّالِثُ: فَيُقْبَلُ فِيْهِ خَبَرُ الْوَاحِدِ عَدْلًا كَانَ أَوْ فَاسِقًا. وَنَظِيْرُهٗ: الْمُعَامَلَاتُ. وَأَمَّا الرَّابِعُ: فَيُشْتَرَطُ فِيْهِ إِمَّا الْعَدَدُ أَوِ الْعَدَالَةُ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ. وَنَظِيْرُهٗ: الْعَزْلُ وَالْحَجْرُ.

ترجمہ: خبر واحد چار جگہ حجت (دلیل) بنتی ہے۔ (۱) خالص اللہ تعالیٰ کا حق جو سزا نہ ہو۔ (۲) خالص بندے کا حق جس میں محض لازم کرنا ہو۔ (۳) اس کا خالص اس کا حق جس میں کچھ لازم کرنا نہ ہو اور (۴) خالص اس کا حق جس میں کسی ایک وجہ سے لازم کرنا ہو۔
پہلی صورت میں خبر واحد قبول کی جائے گی کیونکہ حضور ﷺ نے ماہِ رمضان کے چاند کے بارے میں ایک دیہاتی کی گواہی کو قبول فرمایا۔ **دوسری صورت** میں عدد اور عدالت شرط ہے اور اس کی مثال مقدمات ہیں۔ اور **تیسری صورت** میں خبر واحد قبول کی جاتی ہے وہ شخص عادل ہو یا فاسق اور اس کی مثال معاملات ہیں۔ اور **چوتھی صورت** میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عدد یا عدالت شرط ہے اس کی مثال کسی (وکیل وغیرہ) کو معزول کرنا یا کسی پر پابندی لگانا ہے۔

سوالات

۱۔ سنت کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ بتائیں۔ نیز علم وعمل کے لزوم کے اعتبار سے سنت رسول ﷺ کتاب اللہ کی طرح ہے اس پر دلیل ذکر کریں۔

۲۔ سنت کی تین اقسام کون کون سی ہیں ان کے نام اور تعریفات ذکر کریں۔

۳۔ حدیث متواتر کی تعریف مثال اور حکم بیان کریں۔

۴۔ حدیث مشہور کی تعریف مثال اور حکم کی وضاحت کریں۔

۵۔ خبر واحد کسے کہتے ہیں اس کا حکم بیان کریں اور اس کے راوی کی شرائط ذکر کریں۔

۶۔ صحابہ کرام راویوں کی دو قسمیں کون کون سی ہیں اور ان میں سے ہر قسم میں شامل چند صحابہ کرام کے اسمائے مبارکہ ذکر کریں۔

۷۔ وہ کون کون سے راوی ہیں جن کی روایات پر عمل قیاس کے مقابلے میں اولیٰ ہے مثال بھی ذکر کریں۔

۸۔ جو صحابہ کرام حفظ وعدالت کے ساتھ مشہور ہیں۔ اجتہاد اور فتویٰ کے ساتھ مشہور نہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا نام بتائیں نیز ان کی روایت کا تفصیلی حکم ذکر کریں۔

۹۔ نیز مسألہ مصراۃ کی وضاحت کریں۔

۱۰۔ خبر واحد پر عمل کے لیے کون کون سی شرائط ہیں۔

۱۱۔ رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں احادیث کے راویوں کے بارے میں سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشادِ گرامی کی وضاحت کریں۔

۱۲۔ حدیث کو قرآنِ پاک پر پیش کرنے اور خبر واحد کو حدیث مشہور پر پیش کرنے سے متعلق مثالیں ذکر کریں۔

۱۳۔ خبر واحد کے ظاہر کے خلاف ہونے کی مثال بیان کریں۔

۱۴۔ خبر واحد چار مقامات پر حجت ہے ان چار مقامات اور ان سے متعلق احکام تفصیلاً ذکر کریں۔

تیسری بحث: اجماع امت اور اس کی اقسام

(۳۰) فَصْلٌ: إِجْمَاعُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ مَا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي فُرُوْعِ الدِّيْنِ حُجَّةٌ مُوْجِبَةٌ لِلْعَمَلِ بِهَا شَرْعًا كَرَامَةً لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ. ثُمَّ الْإِجْمَاعُ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ: إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ رضي الله عنهم عَلٰى حُكْمِ الْحَادِثَةِ نَصًّا. ثُمَّ إِجْمَاعُهُمْ بِنَصِّ الْبَعْضِ وَسُكُوْتِ الْبَاقِيْنَ عَنِ الرَّدِّ. ثُمَّ إِجْمَاعُ من بَعْدَهُمْ فِيْمَا لَمْ يُوْجَدْ فِيْهِ قَوْلُ السَّلَفِ. ثُمَّ الْإِجْمَاعُ عَلٰى أَحَدِ أَقْوَالِ السَّلَفِ. أَمَّا الْأَوَّلُ: فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى، ثُمَّ الْإِجْمَاعُ بِنَصِّ الْبَعْضِ وَسُكُوْتِ الْبَاقِيْنَ، فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُتَوَاتِرِ. ثُمَّ إِجْمَاعُ مَنْ بَعْدَهُمْ بِمَنْزِلَةِ الْمَشْهُوْرِ مِنَ الْأَخْبَارِ. ثُمَّ إِجْمَاعُ الْمُتَأَخِّرِيْنَ عَلٰى أَحَدِ أَقْوَالِ السَّلَفِ بِمَنْزِلَةِ الصَّحِيْحِ مِنَ الْآحَادِ. وَالْمُعْتَبَرُ فِي هٰذَا الْبَابِ إِجْمَاعُ أَهْلِ الرَّأْيِ وَالْاِجْتِهَادِ، فَلَا يُعْتَبَرُ بِقَوْلِ الْعَوَامِّ، وَالْمُتَكَلِّمِ وَالْمُحَدِّثِ الَّذِيْ لَا بَصِيْرَةَ لَهٗ فِيْ أُصُوْلِ الْفِقْهِ.

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ کے وصال مبارک کے بعد فروع دین میں اس امت کا اجماع شرعی طور پر عمل کے لیے حجت ہے اور یہ اس امت کا اعزاز ہے۔

پھر اجماع کی چار قسمیں ہیں: ۱۔ کسی نئے حکم پر صحابہ کرام کا قولی اجماع۔ ۲۔ پھر ان میں سے بعض کا زبان سے اظہار اور بعض کا رد کرنے سے خاموش رہنا۔ ۳۔ پھر ان کے بعد والوں کا اس مسئلہ میں اجماع جس پر سلف (پہلوں) کا قول نہ پایا جائے۔ ۴۔ پھر پہلوں میں سے کسی ایک کے قول پر اجماع۔

پہلی قسم کا اجماع اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرح ہے پھر بعض کے قول اور بعض کی خاموشی کے ساتھ اجماع حدیث متواتر کی طرح ہے پھر ان کے بعد والوں کا اجماع حدیث مشہور کی طرح ہے پھر اسلاف میں سے کسی ایک کے قول پر متاخرین کا اجماع صحیح خبر واحد کی طرح ہے۔

اور اس سلسلے میں رائے اور اجتہاد والوں کا اجماع معتبر ہے عوام، کلامی، اور وہ محدث جسے اُصول فقہ میں بصیرت حاصل نہیں ان لوگوں کا اجماع معتبر نہیں۔

اجماع مرکب وغیر مرکب

(۱۱) ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى نَوْعَيْنِ: مُرَكَّبٌ وَغَيْرُ مُرَكَّبٍ. فَالْمُرَكَّبُ: مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ الْآرَاءُ عَلٰى حُكْمِ الْحَادِثَةِ مَعَ وُجُوْدِ الْاِخْتِلَافِ فِي الْعِلَّةِ. وَمِثَالُهُ: الْإِجْمَاعُ عَلٰى وُجُوْدِ الْاِنْتِقَاضِ عِنْدَ الْقَيْءِ وَمَسِّ الْمَرْأَةِ. أَمَّا عِنْدَنَا فَبِنَاءً عَلَى الْقَيْءِ، وَأَمَّا عِنْدَهُ فَبِنَاءً عَلَى الْمَسِّ. ثُمَّ هٰذَا النَّوْعُ مِنَ الْإِجْمَاعِ لَا يَبْقٰى حُجَّةً بَعْدَ ظُهُوْرِ الْفَسَادِ فِيْ أَحَدِ الْمَأْخَذَيْنِ، حَتّٰى لَوْ ثَبَتَ أَنَّ الْقَيْءَ غَيْرُ نَاقِضٍ، فَأَبُوْ حَنِيْفَةَ رحمه الله لَا يَقُوْلُ بِالْاِنْتِقَاضِ فِيْهِ، وَلَوْ ثَبَتَ أَنَّ الْمَسَّ غَيْرُ نَاقِضٍ، فَالشَّافِعِيُّ رحمه الله لَا يَقُوْلُ بِالْاِنْتِقَاضِ فِيْهِ؛ لِفَسَادِ الْعِلَّةِ الَّتِيْ بُنِيَ عَلَيْهَا الْحُكْمُ. وَالْفَسَادُ مُتَوَهَّمٌ فِي الطَّرَفَيْنِ، لِجَوَازِ أَنْ يَكُوْنَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رحمه الله مُصِيْبًا فِيْ مَسْأَلَةِ الْمَسِّ مُخْطِئًا فِيْ مَسْأَلَةِ الْقَيْءِ، وَالشَّافِعِيُّ رحمه الله مُصِيْبًا فِيْ مَسْأَلَةِ الْقَيْءِ مُخْطِئًا فِيْ مَسْأَلَةِ الْمَسِّ، فَلَا يُؤَدِّيْ هٰذَا إِلٰى بِنَاءِ وُجُوْدِ الْإِجْمَاعِ عَلَى الْبَاطِلِ، بِخِلَافِ مَا تَقَدَّمَ مِنَ الْإِجْمَاعِ.

ترجمہ: پھر اس کے بعد اجماع کی دو قسمیں ہیں: (۱) اجماع مرکب۔ (۲) اجماع غیر مرکب۔ کسی نئے پیدا ہونے والے مسئلہ پر آراء جمع ہوں اس کے باوجود علت میں اختلاف ہو اس کی مثال قے اور عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو کا ٹوٹنا ہے۔

ہمارے نزدیک اس کی بنیاد قے ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی بنیاد عورت کو ہاتھ لگانا ہے۔ پھر اجماع کی یہ قسم ماخذ میں فساد ظاہر ہونے کے بعد حجت نہیں رہتی حتیٰ کہ اگر قے غیر ناقض سے وضو ثابت ہو جائے تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس میں وضو توڑنے کا قول نہیں کریں گے اور عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو کا نہ ٹوٹنا ثابت ہو جائے تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسے ناقض وضو قرار نہیں دیں گے کیونکہ جس علت پر حکم کا دارومدار تھا اس میں فساد آ گیا اور فساد کا دونوں طرف وہم ہے کیونکہ جائز ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عورت کو ہاتھ لگانے والے مسئلہ میں درستگی پر ہوں اور قے کے مسئلہ میں خطاء پر ہوں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قے والے مسئلہ میں خطا پر اور عورت کو ہاتھ لگانے والے مسئلہ میں درستگی پر ہوں۔

پس یہ بات باطل پر اجماع کے وجود کی طرف نہیں لے جائے گی۔ بخلاف اس کے جو پہلے گزر گیا۔

فَالْحَاصِلُ أَنَّهُ جَازَ اِرْتِفَاعُ هٰذَا الْإِجْمَاعِ؛ لِظُهُوْرِ الْفَسَادِ فِيْمَا بُنِيَ هُوَ عَلَيْهِ. وَلِهٰذَا إِذَا قَضَى الْقَاضِيْ فِيْ حَادِثَةٍ ثُمَّ ظَهَرَ رِقُّ الشُّهُوْدِ أَوْ كِذْبُهُمْ بِالرُّجُوْعِ بَطَلَ قَضَاؤُهُ وَإِنْ لَمْ يَظْهَرْ ذٰلِكَ فِيْ حَقِّ الْمُدَّعِيْ. وَبِاعْتِبَارِ هٰذَا الْمَعْنٰى: سَقَطَتِ الْمُؤَلَّفَةُ قُلُوْبُهُمْ عَنِ الْأَصْنَافِ الثَّمَانِيَةِ؛ لِانْقِطَاعِ الْعِلَّةِ. وَسَقَطَ سَهْمُ ذَوِي الْقُرْبٰى؛ لِانْقِطَاعِ عِلَّتِهِ. وَعَلٰى هٰذَا إِذَا غَسَلَ الثَّوْبَ النَّجِسَ بِالْخَلِّ فَزَالَتِ النَّجَاسَةُ يُحْكَمُ بِطَهَارَةِ الْمَحَلِّ لِانْقِطَاعِ عِلَّتِهَا. وَبِهٰذَا ثَبَتَ الْفَرْقُ بَيْنَ الْحَدَثِ وَالْخَبَثِ، فَإِنَّ الْخَلَّ يُزِيْلُ النَّجَاسَةَ عَنِ الْمَحَلِّ. فَأَمَّا الْخَلُّ لَا يُفِيْدُ طَهَارَةَ الْمَحَلِّ، وَإِنَّمَا يُفِيْدُهَا الْمُطَهِّرُ وَهُوَ الْمَاءُ.

پس خلاصہ یہ ہے کہ جو بات اس اجماع کی بنیاد ہے اس میں فساد ظاہر ہونے کی وجہ سے اس اجماع کا ختم ہونا جائز ہے۔ اسی لیے جب قاضی کسی مقدمہ میں فیصلہ کرے پھر گواہوں کا غلام ہونا یا رجوع کی وجہ سے ان کا جھوٹا ہونا ظاہر ہو جائے تو اس کا فیصلہ باطل ہو جائے گا اگرچہ یہ مدعی کے حق میں ظاہر نہیں ہوگا۔

اسی معنیٰ کے اعتبار سے زکوٰۃ کے آٹھ مصارف میں سے مؤلّفة القلوب (جن کے دلوں کو نرم کرنے کے لیے زکوٰۃ دی جاتی تھی) ساقط ہو گئے کیونکہ علت ختم ہو گئی۔

اور اسی وجہ سے جب ناپاک کپڑے کو سرکے کے ساتھ دھوئے اور نجاست زائل ہو جائے تو اس جگہ کی پاکیزگی کا حکم دیا جائے گا کیونکہ اس کی علت ختم ہو گئی اور اسی سے ہم نے حدث اور خبث (نجاست) میں فرق کیا پس بے شک سرکہ نجاست کو اس کے مقام سے زائل کر دیتا ہے لیکن وہ اس جگہ کی طہارت کا فائدہ نہیں دیتا اور اس کا فائدہ وہ چیز دیتی ہے جو پاک کرنے والی ہے اور وہ پانی ہے۔

اجماع عدم القائل بالفصل

(۱۲) ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ نَوْعٌ مِّنَ الْإِجْمَاعِ وَهُوَ عَدَمُ الْقَائِلِ بِالْفَصْلِ. وَذٰلِكَ نَوْعَانِ: أَحَدُهُمَا: مَا إِذَا كَانَ مَنْشَأُ الْخِلَافِ فِي الْفَصْلَيْنِ وَاحِدًا. وَالثَّانِيْ: مَا إِذَا كَانَ الْمَنْشَأُ مُخْتَلِفًا. وَالْأَوَّلُ حُجَّةٌ. وَالثَّانِيْ لَيْسَ بِحُجَّةٍ. مِثَالُ الْأَوَّلِ: فِيْمَا خَرَّجَ الْعُلَمَاءُ مِنَ الْمَسَائِلِ الْفِقْهِيَّةِ عَلٰى أَصْلٍ وَّاحِدٍ. وَنَظِيْرُهُ: إِذَا أَثْبَتْنَا أَنَّ

النَّهْيِ عَنِ التَّصَرُّفَاتِ الشَّرْعِيَّةِ يُوْجِبُ تَقْرِيْرَهَا، قُلْنَا: يَصِحُّ النَّذْرُ بِصَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ، وَالْبَيْعُ الْفَاسِدُ يُفِيْدُ الْمِلْكَ؛ لِعَدَمِ الْقَائِلِ بِالْفَصْلِ. وَلَوْ قُلْنَا: إِنَّ التَّعْلِيْقَ سَبَبٌ عِنْدَ وُجُوْدِ الشَّرْطِ، قُلْنَا: تَعْلِيْقُ الطَّلَاقِ وَالْعِتَاقِ بِالْمِلْكِ أَوْ سَبَبِ الْمِلْكِ صَحِيْحٌ. وَكَذَا لَوْ أَثْبَتْنَا أَنْ تَرَتُّبَ الْحُكْمِ عَلَى اسْمٍ مَوْصُوْفٍ بِصِفَةٍ لَا يُوْجِبُ تَعْلِيْقَ الْحُكْمِ بِهِ، قُلْنَا: طَوْلُ الْحُرَّةِ لَا يَمْنَعُ جَوَازَ نِكَاحِ الْأَمَةِ؛ إِذْ صَحَّ بِنَقْلِ السَّلَفِ أَنَّ الشَّافِعِيَّ رحمه الله فَرَّعَ مَسْأَلَةَ طَوْلِ الْحُرَّةِ عَلَى هٰذَا الْأَصْلِ. وَلَوْ أَثْبَتْنَا جَوَازَ نِكَاحِ الْأَمَةِ الْمُؤْمِنَةِ مَعَ الطَّوْلِ جَازَ نِكَاحُ الْأَمَةِ الْكِتَابِيَّةِ بِهٰذَا الْأَصْلِ. وَعَلٰى هٰذَا أَمْثَالُهُ مِمَّا ذَكَرْنَا فِيْمَا سَبَقَ.

ترجمہ: فصل: پھر اس کے بعد اجماع (اجماع مرکب) کی ایک اور قسم ہے اور وہ عدم القائل بالفصل ہے اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ دونوں مسئلوں میں اختلاف کی بنیاد ایک ہی ہو اور دوسری قسم وہ کہ (اختلاف کی) بنیاد مختلف ہو۔

پہلی قسم حجت (دلیل) ہے دوسری قسم حجت نہیں ہے۔

پہلی کی مثال یہ ہے کہ علماء کرام نے فقہی مسائل کی تخریج ایک ضابطے کے مطابق کی۔

اس کی مثال یوں ہے کہ جب ہم نے ثابت کیا کہ تصرفات شرعیہ سے نہی ان (تصرفات) کے پکا ہونے کو چاہتی ہے تو ہم نے کہا کہ عید کے دن روزہ رکھنے کی نذر ماننا صحیح ہے اور بیع فاسد ملکیت کا فائدہ دیتی ہے کیونکہ (ان دونوں مسئلوں میں) فصل کا کوئی بھی قائل نہیں۔

اور اگر ہم کہیں کہ تعلیق، شرط پائے جانے کے وقت (حکم کا) سبب بنتی ہے تو ہم کہیں گے کہ طلاق اور عتاق (آزاد کرنا) کی تعلیق ملک اور سبب ملک دونوں کے ساتھ صحیح ہے۔

اور اسی طرح جب ہم نے ثابت کیا کہ اسم موصوف پر صفت کے ساتھ حکم کا مرتب ہونا حکم کی اس کے ساتھ تعلیق کو واجب نہیں کرتا تو ہم نے کہا کہ آزاد عورت سے نکاح کی طاقت لونڈی کے ساتھ نکاح کے جواز کو منع نہیں کرتا کیونکہ یہ بات اکابر سے صحیح منقول ہے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے آزاد عورت سے نکاح کی طاقت والے مسئلہ کی بنیاد اسی قاعدے کو بنایا ہے اور اگر ہم ثابت کریں کہ آزاد عورت سے نکاح کی طاقت کے باوجود مومنہ لونڈی سے نکاح جائز ہے تو کتابیہ لونڈی سے بھی نکاح جائز ہوگا اور اس کی مثال پہلے گزر چکی ہے۔

اجماع عدم القائل بالفصل کی دوسری قسم

وَنَظِيْرُ الثَّانِيْ: إِذَا قُلْنَا: إِنَّ الْقَيْءَ نَاقِضٌ فَيَكُوْنُ الْبَيْعُ الْفَاسِدُ مُفِيْدًا لِلْمِلْكِ؛ لِعَدَمِ الْقَائِلِ بِالْفَصْلِ. أَوْ يَكُوْنُ مُوْجِبُ الْعَمْدِ الْقَوَدَ؛ لِعَدَمِ الْقَائِلِ بِالْفَصْلِ. وَبِمِثْلِ هٰذَا الْقَيْءُ غَيْرُ نَاقِضٍ، فَيَكُوْنُ الْمَسُّ نَاقِضًا وَهٰذَا لَيْسَ بِحُجَّةٍ؛ لِأَنَّ صِحَّةَ الْفَرْعِ وَإِنْ دَلَّتْ عَلٰى صِحَّةِ أَصْلِهِ، وَلٰكِنَّهَا لَا تُوْجِبُ صِحَّةَ أَصْلٍ آخَرَ حَتّٰى تَفَرَّعَتْ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةُ الْأُخْرٰى.

ترجمہ: اور دوسری قسم کی مثال جو ہم نے کہا کہ قے وضو کو توڑنے والی ہے پس بیع فاسد ملک کا فائدہ دیتی ہے کیونکہ دونوں کے درمیان فرق کا کوئی قائل نہیں۔

اور اسی کی مثل یہ ہے کہ قے وضو کو نہیں توڑتی پس عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہ اجماع حجت نہیں ہے کیونکہ فرع کا صحیح ہونا اگرچہ اس کی اصل کے صحیح ہونے پر دلالت کرتا ہے لیکن اس سے دوسرے اصل کی حجت واجب نہیں ہوتی کہ اس پر دوسرا مسئلہ متفرع ہو۔

مسائل کے حل کے لیے مجتہد کی ذمہ داری

فَصْلٌ: اَلْوَاجِبُ عَلَى الْمُجْتَهِدِ طَلَبُ حُكْمِ الْحَادِثَةِ مِنْ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى، ثُمَّ مِنْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِصَرِيْحِ النَّصِّ أَوْ دَلَالَتِهِ عَلٰى مَا مَرَّ ذِكْرُهُ، فَإِنَّهُ لَا سَبِيْلَ إِلَى الْعَمَلِ بِالرَّأْيِ مَعَ إِمْكَانِ الْعَمَلِ بِالنَّصِّ. وَلِهٰذَا إِذَا اشْتَبَهَتْ عَلَيْهِ الْقِبْلَةُ فَأَخْبَرَهُ وَاحِدٌ عَنْهَا لَا يَجُوْزُ لَهُ التَّحَرِّيْ، وَلَوْ وَجَدَ مَاءً فَأَخْبَرَهُ عَدْلٌ أَنَّهُ نَجِسٌ لَا يَجُوْزُ لَهُ التَّوَضِّيْ بِهِ، بَلْ يَتَيَمَّمُ. وَعَلَى اعْتِبَارِ أَنَّ الْعَمَلَ بِالرَّأْيِ دُوْنَ الْعَمَلِ بِالنَّصِّ قُلْنَا: إِنَّ الشُّبْهَةَ بِالْمَحَلِّ أَقْوٰى مِنَ الشُّبْهَةِ فِي الظَّنِّ حَتّٰى سَقَطَ اعْتِبَارُ ظَنِّ الْعَبْدِ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ. وَمِثَالُهُ: فِيْمَا إِذَا وَطِئَ جَارِيَةَ ابْنِهِ لَا يُحَدُّ وَإِنْ قَالَ: عَلِمْتُ أَنَّهَا عَلَيَّ حَرَامٌ، وَيَثْبُتُ نَسَبُ الْوَلَدِ مِنْهُ؛ لِأَنَّ شُبْهَةَ الْمِلْكِ لَهُ تَثْبُتُ بِالنَّصِّ فِيْ مَالِ الِابْنِ قَالَ ﷺ: أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيْكَ فَسَقَطَ اعْتِبَارُ ظَنِّهِ فِي الْحِلِّ وَالْحُرْمَةِ فِيْ ذٰلِكَ. وَلَوْ وَطِئَ الِابْنُ جَارِيَةَ أَبِيْهِ يُعْتَبَرُ ظَنُّهُ فِي الْحِلِّ وَالْحُرْمَةِ حَتّٰى لَوْ قَالَ: ظَنَنْتُ أَنَّهَا عَلَيَّ حَرَامٌ يَجِبُ الْحَدُّ، وَلَوْ قَالَ: ظَنَنْتُ أَنَّهَا عَلَيَّ حَلَالٌ لَا يَجِبُ الْحَدُّ؛ لِأَنَّ شُبْهَةَ الْمِلْكِ فِيْ مَالِ

الْأَبِ لم يَثْبُتْ لَهُ بِالنَّصِّ، فَاعْتُبِرَ رَأْيُهُ، وَلَا يَثْبُتُ نَسَبُ الْوَلَدِ وَإِنْ ادَّعَاهُ.

ترجمہ: مجتہد پر واجب ہے کہ وہ نئے پیدا ہونے والے مسئلہ کا حکم اللہ تعالیٰ کی کتاب سے تلاش کرے پھر رسول اکرم ﷺ کی سنت سے (تلاش کرے) صریح عبارت سے یا دلالت کے ذریعے (حکم حاصل کرے) جیسے گزر گیا ہے۔

کیونکہ جب نص پر عمل ممکن ہو تو رائے (قیاس) کی طرف جانے کا کوئی راستہ نہیں اور اسی لیے اگر کسی شخص پر قبلہ مشتبہ ہو جائے اور کوئی ایک شخص اسے اس کے بارے میں بتائے تو اس کے لیے تحرّی (غور وفکر) جائز نہیں اور اگر وہ پانی پائے اور کوئی عادل (غیر فاسق) شخص اسے خبر دے کہ یہ ناپاک ہے تو اس کے لیے اس سے وضو کرنا جائز نہیں بلکہ وہ تیمم کرے۔

اور اس وجہ سے کہ رائے پر عمل کرنے کا درجہ نص پر عمل کرنے سے کم ہے ہم کہتے ہیں کہ محل میں شبہ، ظن (گمان) میں شبہ سے زیادہ قوی ہے حتیٰ کہ پہلے مسئلہ میں بندے کے گمان کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے اپنے بیٹے کی لونڈی سے وطی کی تو اسے حد نہیں لگائی جائے گی۔

اگرچہ وہ کہے کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ مجھ پر حرام ہے اور اس سے بچے کا نسب ثابت ہوگا کیونکہ اس کے لیے بیٹے کے مال میں مِلک کا شبہ نص سے ثابت ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ

ترجمہ: ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔''

لہٰذا حلال وحرام ہونے کے بارے میں اس کے گمان کا اعتبار ساقط ہو گیا۔

اور اگر بیٹا اپنے باپ کی لونڈی سے وطی کرے تو اس کا حلال و حرام ہونے کے بارے میں گمان معتبر ہوگا حتیٰ کہ اگر وہ کہے کہ میرا خیال یہ تھا کہ یہ مجھ پر حرام ہے تو اس پر حد واجب ہوگی اور اگر کہے کہ میرا گمان یہ تھا کہ یہ مجھ پر حلال ہے تو حد واجب نہیں ہوگی کیونکہ باپ کے مال میں مِلک کا شبہ اس کے لیے نص سے ثابت نہیں پس اس کی رائے کا اعتبار ہوگا اور بچے کا نسب اس سے ثابت نہیں ہوگا اگرچہ وہ دعویٰ کرے۔

دلائل میں تعارض

(۱۳۶) ثُمَّ إِذَا تَعَارَضَ الدَّلِيْلَانِ عِنْدَ الْمُجْتَهِدِ فَإِنْ كَانَ التَّعَارُضُ بَيْنَ

الْآيَتَيْنِ يَمِيْلُ إِلَى السُّنَّةِ، وَإِنْ كَانَ بَيْنَ السُّنَّتَيْنِ يَمِيْلُ إِلَى آثَارِ الصَّحَابَةِ رضي الله عنهم وَالْقِيَاسِ الصَّحِيْحِ. ثُمَّ إِذَا تَعَارَضَ الْقِيَاسَانِ عِنْدَ الْمُجْتَهِدِ يَتَحَرَّى وَيَعْمَلُ بِأَحَدِهِمَا؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ دُوْنَ الْقِيَاسِ دَلِيْلٌ شَرْعِيٌّ يُصَارُ إِلَيْهِ. وَعَلَى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا كَانَ مَعَ الْمُسَافِرِ إِنَاءَانِ: طَاهِرٌ وَنَجِسٌ لَا يَتَحَرَّى بَيْنَهُمَا بَلْ يَتَيَمَّمُ، وَلَوْ كَانَ مَعَهُ ثَوْبَانِ طَاهِرٌ وَنَجِسٌ يَتَحَرَّى بَيْنَهُمَا؛ لِأَنَّ لِلْمَاءِ بَدَلًا وَهُوَ التُّرَابُ، وَلَيْسَ لِلثَّوْبِ بَدَلٌ يُصَارُ إِلَيْهِ. فَثَبَتَ بِهٰذَا أَنَّ الْعَمَلَ بِالرَّأْيِ إِنَّمَا يَكُوْنُ عِنْدَ انْعِدَامِ دَلِيْلٍ سِوَاهُ شَرْعًا.

ترجمہ: پھر جب مجتہد کے نزدیک دو دلیلوں میں تعارض ہو تو (دیکھا جائے) اگر دو آیتوں میں تعارض ہے تو وہ سنت کی طرف مائل ہو اور اگر دو حدیثوں میں تعارض ہو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کی طرف متوجہ ہو۔

اسی طرح صحیح قیاس کی طرف رجوع کرے پھر جب مجتہد کے نزدیک دو قیاسوں میں تعارض (ثابت) ہو تو غور وفکر کر کے ان میں سے کسی ایک پر عمل کرے کیونکہ قیاس کے بعد کوئی دلیل شرعی نہیں ہے جس کی طرف رجوع کیا جائے۔

اسی بنیاد پر ہم نے کہا کہ جب مسافر کے پاس دو برتن ہوں ایک پاک اور دوسرا ناپاک تو وہ ان کے درمیان غور وفکر نہ کرے بلکہ تیمم کرے۔

اور اس کے پاس دو کپڑے ہیں ایک پاک اور دوسرا ناپاک ہو تو ان کے درمیان غور وفکر (کے ذریعے فیصلہ) کرے کیونکہ پانی کا بدل یعنی مٹی ہے اور کپڑے کا بدل نہیں جس کی طرف رجوع کرے پس اس سے ثابت ہوا کہ رائے پر عمل اس وقت ہوگا جب اس کے سوا کوئی شرعی دلیل نہ ہو۔

(۱۳۷) ثُمَّ إِذَا تَحَرَّى وَتَأَكَّدَ تَحَرِّيْهِ بِالْعَمَلِ لَا يَنْتَقِضُ ذٰلِكَ بِمُجَرَّدِ التَّحَرِّيْ. وَبَيَانُهُ فِيْمَا إِذَا تَحَرَّى بَيْنَ الثَّوْبَيْنِ وَصَلَّى الظُّهْرَ بِأَحَدِهِمَا، ثُمَّ وَقَعَ تَحَرِّيْهِ عِنْدَ الْعَصْرِ عَلَى الثَّوْبِ الْآخَرِ لَا يَجُوْزُ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ الْعَصْرَ بِالْآخَرِ؛ لِأَنَّ الْأَوَّلَ تَأَكَّدَ بِالْعَمَلِ، فَلَا يَبْطُلُ بِمُجَرَّدِ التَّحَرِّيْ. وَهٰذَا بِخِلَافِ مَا إِذَا تَحَرَّى فِي الْقِبْلَةِ، ثُمَّ تَبَدَّلَ رَأْيُهُ، وَوَقَعَ تَحَرِّيْهِ عَلَى جِهَةٍ أُخْرَى تَوَجَّهَ إِلَيْهِ؛ لِأَنَّ الْقِبْلَةَ مِمَّا يَحْتَمِلُ الْاِنْتِقَالَ، فَأَمْكَنَ نَقْلُ الْحُكْمِ بِمَنْزِلَةِ نَسْخِ النَّصِّ،

هٰذَا مَسَائِلُ الْجَامِعِ الْكَبِيْرِ فِي تَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدِ وَتَبَدُّلِ رَأْيِ الْعِيْدِ كَمَا عُرِفَ

پھر جب اس نے غور وفکر کیا اور عمل کے ذریعے اس کے غور وفکر کو تاکید حاصل ہوگئی اور محض غور وفکر سے یہ (پہلا) غور وفکر نہیں ٹوٹے گا۔

اس کا بیان اس طرح ہے کہ جب اس نے دو کپڑوں کے بارے میں غور وفکر کرکے ان میں سے ایک کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ لی پھر عصر کے وقت اس کا غور وفکر دوسرے کپڑے سے متعلق ہوگیا تو اسکے لیے جائز نہیں کہ وہ عصر کی نماز دوسرے کپڑے کے ساتھ پڑھے کیونکہ پہلا غور وفکر عمل کے ذریعے پکا ہوگیا اب محض (دوسرے) غور وفکر سے وہ نہیں ٹوٹے گا۔

اور یہ مسئلہ قبلہ کے بارے میں غور وفکر کے خلاف ہے کہ جب اس کی رائے بدل جائے اور (دوبارہ) غور وفکر دوسری جہت پر واقع ہو تو اس کی طرف متوجہ ہو جائے کیونکہ قبلہ میں منتقل ہونے کا احتمال ہے پس حکم کا منتقل ہونا نص کے منسوخ ہونے کی طرح ہے۔

یہ جامع کبیر کے مسائل میں ہے کہ عید کی تکبیرات کے بارے میں رائے کی تبدیلی کی گنجائش ہے جیسا کہ معروف ہے۔

سوالات

۱۔ اجماع کا لغوی اور اصطلاحی معنی ذکر کریں اور بتائیں کہ اجماع اُصول میں ہوتا ہے یا فروع میں؟

۲۔ اجماع کی چار اقسام کون کون سی ہیں اور قرآن وسنت کے حوالے سے ان کا مقام کیا ہے۔

۳۔ اجماع مرکب کی تعریف کریں اور مثالوں سے وضاحت کریں۔

۴۔ اجماع مرکب کب حجت نہیں رہتا مثال بھی ذکر کریں۔

۵۔ حدث اور خبث میں کیا فرق ہے اور سرکہ سے خبث کا ازالہ ہوتا ہے حدث کا نہیں وجہ کیا ہے؟

۶۔ اجماع عدم القائل بالفصل سے کیا مراد ہے اس کی دو قسمیں ذکر کی گئی ہیں دونوں کی تعریفیں ذکر کریں اور مثالوں کے ذریعے وضاحت کریں۔

۷۔ اگر کوئی نیا مسئلہ پیدا ہو تو مجتہد پر کون سا طریقہ اختیار کرنا واجب ہے۔

شبہ فی المحل اور شبہ فی الظن کی وضاحت کریں اور اس سلسلے میں باپ کا بیٹے کی لونڈی سے جماع اور بیٹے کا باپ کی لونڈی سے جماع کے بارے حکم کی توضیح کیا ہے۔

اگر مجتہد کے نزدیک دو دلیلوں میں تعارض ہو تو اس کا حل کیا ہوگا۔

ایک تحری پر جب عمل ہو جائے تو دوسری تحری کی طرف انتقال کہاں نہیں ہو سکتا اور کہاں ہو سکتا ہے۔ فرق کی وجہ بھی بتائیں اور مثالیں بھی ذکر کریں۔

چوتھی بحث: قیاس کا بیان

۱۳۸ فَصْلٌ: اَلْقِيَاسُ حُجَّةٌ مِنْ حُجَجِ الشَّرْعِ يَجِبُ الْعَمَلُ بِهِ عِنْدَ انْعِدَامِ مَا فَوْقَهُ مِنَ الدَّلِيْلِ فِي الْحَادِثَةِ، وَقَدْ وَرَدَ فِي ذٰلِكَ الْأَخْبَارُ وَالْآثَارُ. قَالَ ﷺ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِيْنَ بَعَثَه إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: بِمَ تَقْضِيْ؟ يَا مُعَاذُ قَالَ: بِكِتَابِ اللهِ تَعَالٰى. قَالَ: فَإِنْ لَمْ تَجِدْ قَالَ: بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: فَإِنْ لَمْ تَجِدْ؟ قَالَ: أَجْتَهِدُ بِرَأْيِي. فَصَوَّبَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللهِ عَلٰى مَا يُحِبُّ وَيَرْضَاهُ.

ترجمہ: قیاس شرعی دلائل میں سے ایک دلیل ہے جب کسی نو پید مسئلہ میں قیاس سے اوپر کی دلیل نہ پائی جائے تو اس پر عمل واجب ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں احادیث مبارکہ اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم مروی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ان سے پوچھا اے معاذ! بِمَ تَقْضِيْ؟ يَا مُعَاذُ کس چیز کے ساتھ فیصلہ کرو گے؟

انہوں نے عرض کیا اللہ کی کتاب (قرآن پاک) کے ساتھ (فیصلہ کروں گا) آپ نے فرمایا: فَإِنْ لَمْ تَجِدْ اگر نہ پاؤ تو عرض کیا سنت رسول ﷺ کے ساتھ (فیصلہ کروں گا)۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: فَإِنْ لَمْ تَجِدْ؟ اگر (سنت میں بھی) پا[illegible]وگے) انہوں نے عرض کیا: أَجْتَهِدُ بِرَأْيِي اپنی رائے کے ساتھ اجتہاد کروں گا۔

پس رسول اکرم ﷺ نے ان کی بات کو درست قرار دیتے ہوئے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللهِ عَلٰى مَا يُحِبُّ وَيَرْضَاهُ اس اللہ تعالیٰ کی لیے حمد (اور شکر ہے) جس نے اپنے رسول ﷺ کے نمائندے کو اس چیز کی توفیق دی جس پر وہ خوش اور راضی ہے۔

۱۳۹ وَرُوِيَ أَنَّ امْرَأَةً خَثْعَمِيَّةً أَتَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أَبِيْ كَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا، أَدْرَكَهُ الْحَجُّ وَلَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَيُجْزِئُنِيْ أَنْ أَحُجَّ عَنْه؟

قَالَ ﷺ: أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى أَبِيْكِ دَيْنٌ فَقَضَيْتِهِ أَمَا كَانَ يُجْزِئُكِ؟ فَقَالَتْ: بَلٰى، فَقَالَ ﷺ: فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ وَأَوْلٰى. أَلْحَقَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْحَجَّ فِيْ حَقِّ الشَّيْخِ الْفَانِيْ بِالْحُقُوْقِ الْمَالِيَّةِ، وَأَشَارَ إِلٰى عِلَّةٍ مُؤَثِّرَةٍ فِي الْجَوَازِ، وَهُوَ الْقَضَاءُ، وَهٰذَا هُوَ الْقِيَاسُ. وَرَوَى ابْنُ الصَّبَّاغِ وَهُوَ مِنْ سَادَاتِ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ رحمه الله فِيْ كِتَابِهِ الْمُسَمّٰى "بِالشَّامِلِ" عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهٗ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ كَأَنَّهٗ بَدَوِيٌّ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، مَا تَرٰى فِيْ مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهٗ بَعْدَ مَا تَوَضَّأَ؟ فَقَالَ: هَلْ هُوَ إِلَّا بُضْعَةٌ مِنْهُ، وَهٰذَا هُوَ الْقِيَاسُ. وَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه عَمَّنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يُسَمِّ لَهَا مَهْرًا وَقَدْ مَاتَ عَنْهَا زَوْجُهَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ، فَاسْتَمْهَلَ شَهْرًا ثُمَّ قَالَ: أَجْتَهِدُ فِيْهِ بِرَأْيِيْ، فَإِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللهِ، وَإِنْ كَانَ خَطَأً فَمِنِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ. فَقَالَ: أَرٰى لَهَا مَهْرَ مِثْلِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ فِيْهَا وَلَا شَطَطَ.

ایک روایت میں مروی ہے کہ خثعم قبیلے کی ایک خاتون رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے والد عمر رسیدہ ہیں اور ان پر حج فرض ہو چکا ہے اور وہ سواری پر ٹھہر نہیں سکتے کیا میں ان کی طرف سے حج کروں تو یہ کافی ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى أَبِيْكِ دَيْنٌ فَقَضَيْتِهِ أَمَا كَانَ يُجْزِئُكِ؟ تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہارے باپ کے ذمے قرض ہو اور تم وہ قرض ادا کرو تو کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں ہوگا؟

اس نے عرض کیا: ہاں کیوں نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ وَأَوْلٰى پس اللہ تعالیٰ کا فرض (یعنی حق) زیادہ حق رکھتا اور زیادہ ضروری ہے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے نہایت عمر رسیدہ شخص کے حج کو حقوق مالیہ کے ساتھ ملایا اور اس علت کی طرف اشارہ کیا جو جواز میں موثر ہے اور وہ ادائیگی ہے۔

اس کو قیاس کہتے ہیں اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے شاگردوں میں حضرت ابن صباغ رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب "الشامل" میں حضرت قیس بن طلق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ دیہاتی معلوم

ہوتا تھا اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے تو اس کے (وضو کے) بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا: هَلْ هُوَ إِلَّا بُضْعَةٌ مِنْهُ وہ بھی اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہے اور یہی قیاس ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے کسی عورت سے نکاح کیا اور مہر مقرر نہیں کیا پھر وہ خاوند جماع سے پہلے فوت ہوگیا (اس کا کیا حکم ہے)۔ آپ نے ایک مہینے کی مہلت طلب کی پھر فرمایا میں اس میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا ٹھیک ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی اور اگر غلطی ہوئی تو ام عبد کے بیٹے (یعنی عبداللہ بن مسعود) کی طرف سے ہوگی۔

پھر فرمایا: میرا خیال ہے کہ اس کے لیے مہر مثل ہوگا نہ اس سے کم ہوگا نہ زیادہ۔

قیاس کے صحیح ہونے کی شرائط

(۱۴۰) فَصْلٌ: فِي شُرُوْطِ صِحَّةِ الْقِيَاسِ خَمْسَةٌ: أَحَدُهَا: أَنْ لَا يَكُوْنَ فِيْ مُقَابَلَةِ النَّصِّ. وَالثَّانِيْ: أَنْ لَا يَتَضَمَّنَ تغييرُ حُكْمٍ من أَحْكَامِ النَّصِّ. وَالثَّالِثُ: أَنْ لَا يَكُوْنَ المعدّٰى حُكْمًا لَا يُعْقَلُ مَعْنَاهُ. وَالرَّابِعُ: أَنْ يَقَعَ التعليلُ لحكمٍ شَرْعِيٍّ لَا لِأَمْرٍ لُغَوِيٍّ. وَالْخَامِسُ: أَنْ لَا يَكُوْنَ الفرعُ مَنْصُوْصًا عَلَيْهِ.

ترجمہ: قیاس کے صحیح ہونے کی پانچ شرائط ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ نص کے مقابلے میں نہ ہو۔ دوسری (شرط) یہ ہے کہ وہ احکام نص میں سے کسی حکم کی تبدیلی پر مشتمل نہ ہو۔ اور تیسری (شرط) یہ ہے کہ جو حکم متعدی کیا جا رہا ہے وہ غیر معقول نہ ہو۔ اور چوتھی (شرط) یہ ہے کہ تعلیل شرعی حکم کے لیے ہو لغوی حکم کے لیے نہ ہو۔ اور پانچویں (شرط) یہ ہے کہ فرع (جس کے لیے حکم ثابت کیا جا رہا ہے) اس کے بارے میں نص نہ ہو۔

پہلی دو شرائط کی مثالیں

(۱۴۱) وَمِثَالُ الْقِيَاسِ فِيْ مُقَابَلَةِ النَّصِّ: فِيْمَا حُكِيَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ زِيَادٍ سُئِلَ عن القَهْقَهَةِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: اِنْتَقَضَتِ الطَّهَارَةُ بِهَا. قَالَ السَّائِلُ: لَوْ قَذَفَ مُحْصَنَةً فِي الصَّلَاةِ لَا يَنْتَقِضُ بِهِ الْوُضُوْءُ مَعَ أَنَّ قَذْفَ الْمُحْصَنَةِ أَعْظَمُ

فَكَيْفَ يَنْتَقِضُ بِالْقَهْقَهَةِ وَهِيَ دُوْنَهُ؟ فَهٰذَا قِيَاسٌ فِي مُقَابَلَةِ النَّصِّ، وَهُوَ حَدِيْثُ الْأَعْرَابِيِّ الَّذِيْ فِيْ عَيْنِهِ سُوْءٌ. وَكَذٰلِكَ إِذَا قُلْنَا: جَازَ حَجُّ الْمَرْأَةِ مَعَ [المحرم] فَيَجُوْزُ مَعَ الْأَمِيْنَاتِ، كَانَ هٰذَا قِيَاسًا بِمُقَابَلَةِ النَّصِّ، وَهُوَ [قوله عليه السلام]: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَلَيَالِيْهَا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوْهَا أَوْ زَوْجُهَا، أَوْ ذُوْ رَحْمٍ مَحْرَمٍ مِنْهَا. وَمِثَالُ الثَّانِيْ: وَهُوَ مَا يَتَضَمَّنُ تَغْيِيْرَ حُكْمٍ مِنْ أَحْكَامِ النَّصِّ، مَا يُقَالُ: النِّيَّةُ شَرْطٌ فِي الْوُضُوْءِ بِالْقِيَاسِ عَلَى التَّيَمُّمِ، فَإِنَّ هٰذَا يُوْجِبُ تَغْيِيْرَ آيَةِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْإِطْلَاقِ إِلَى التَّقْيِيْدِ. وَكَذٰلِكَ إِذَا قُلْنَا: الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ بِالْخَبَرِ، فَيُشْتَرَطُ لَهُ الطَّهَارَةُ، وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ كَالصَّلٰوةِ، كَانَ هٰذَا قِيَاسًا يُوْجِبُ تَغْيِيْرَ نَصِّ الطَّوَافِ مِنَ الْإِطْلَاقِ إِلَى الْقَيْدِ.

ترجمہ: نص کے مقابلے میں قیاس کی مثال وہ مسئلہ ہے جو حضرت حسن بن زیاد رحمہ اللہ سے منقول ہے اور وہ نماز میں قہقہہ لگانے سے متعلق ہے۔ آپ نے فرمایا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے پوچھنے والے نے کہا اگر کوئی شخص نماز میں پاکدامن عورت پر تہمت لگائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا حالانکہ پاکدامن عورت پر الزام لگانا اس سے بڑا جرم ہے تو قہقہہ لگانے سے وضو کیسے ٹوٹے گا حالانکہ یہ اس سے کم درجہ میں ہے تو یہ قیاس نص کے مقابلے میں ہے اور وہ اعرابی والی حدیث ہے جن کی بینائی میں کمزوری تھی۔

اور اسی طرح جب ہم نے کہا کہ عورت کا محرم کے ساتھ حج جائز ہے تو قابل اعتماد عورتوں کے ساتھ بھی جائز ہے تو یہ قیاس نص کے مقابلے میں ہے اور وہ (نص) حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَلَيَالِيْهَا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوْهَا أَوْ زَوْجُهَا، أَوْ ذُوْ رَحْمٍ مَحْرَمٍ مِنْهَا جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین دن رات کا سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا اس کا خاوند یا کوئی ذی رحم محرم ہو۔

اور دوسری (شرط) کی مثال یعنی جب قیاس نص کے کسی حکم کو تبدیل کرنے پر مشتمل ہو وہ جو کہا جاتا ہے کہ وضو میں نیت شرط ہے اور اسے تیمم پر قیاس کیا جاتا ہے تو یہ حکم کو مطلق سے مقید

میں بدلنے والا (قیاس) ہے اور اسی طرح جب ہم نے کہا کہ بیت اللہ شریف کا طواف نماز (کی طرح) ہے اور یہ حدیث شریف کی وجہ سے کہا لہٰذا اس کے لیے وضو اور شرمگاہ کو ڈھانپنا شرط ہے جس طرح نماز میں شرط ہے تو یہ ایسا قیاس ہے جس سے طواف کے بارے میں حکم مطلق سے مقید میں بدل رہا ہے۔

تیسری شرط کی مثال

(۱۴۲) وَمِثَالُ الثَّالِثِ: وَهُوَ مَا لَا يُعْقَلُ مَعْنَاهُ فِي حَقِّ جَوَازِ التَّوَضِّي بِنَبِيْذِ التَّمَرِ. فَإِنَّهُ لَوْ قَالَ: جاز بِغَيْرِهِ مِنَ الْأَنْبِذَةِ بِالْقِيَاسِ عَلَى نَبِيْذِ التَّمر، أو قَالَ: لَوْ شَجَّ فِي صَلَاتِهِ أَوِ احْتَلَمَ يَبْنِيْ على صلاتِهِ بِالْقِيَاسِ عَلَى مَا إِذَا سَبَقَهُ الْحَدَثُ لَا يَصِحُّ؛ لِأَنَّ الحُكْمَ فِي الْأَصْلِ لَمْ يُعْقَلْ مَعْنَاهُ، فَاسْتَحَالَ تَعْدِيَتُهُ إِلَى الْفَرْعِ. وَبِمِثْلِ هٰذَا قَالَ أَصْحَابُ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ: قُلَّتَانِ نَجِسَتَانِ إِذَا اجْتَمَعَتَا صَارَتَا طَاهِرَتَيْنِ، فَإِذَا افْتَرَقَتَا بَقِيَتَا عَلَى الطَّهَارَةِ بِالْقِيَاسِ عَلَى مَا إِذَا وَقَعَتِ النِّجَاسَةُ فِي الْقُلَّتَيْنِ؛ لِأَنَّ الحُكْمَ لَوْ ثَبَتَ فِي الأصلِ كَانَ غَيْرَ مَعْقُوْلِ مَعْنَاهُ.

ترجمہ: اور تیسری (شرط) یعنی اصل کا معنیٰ معقول نہ ہو اس کی مثال کھجور کے نبیذ کے ساتھ وضو کا جواز ہے کہ اگر کوئی کہے کہ یہ جائز ہے تو دوسرے نبیذوں کے ساتھ بھی جائز ہوگا یعنی ان کو کھجور کے نبیذ پر قیاس کریں گے۔ اور اگر کوئی کہے کہ اگر کوئی کسی شخص کو نماز میں زخمی کیا گیا یا اسے احتلام آ گیا تو بے وضو ہونے پر قیاس کیا جائے اور نماز کی بنا کرے۔

(تو یہ قیاس صحیح نہیں) کیونکہ اصل (**مقیس علیه**) پر حکم عقل کے خلاف ہے اور اس کو فرع کی طرف متعدی کرنا محال ہے اور اس کی مثل حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد فرماتے ہیں کہ جب ناپاک پانی کے دو مٹکے جمع ہو جائیں تو پانی پاک ہو جاتا ہے اور جب وہ الگ الگ ہوں تو طہارت پر باقی رہیں گے انہوں نے اسے اس پر قیاس کیا جب دو مٹکوں کے برابر پانی میں نجاست گر جائے۔ (یہ قیاس صحیح نہیں) کیونکہ اگر یہ حکم اصل میں ثابت ہو جائے تو اس کا مفہوم غیر معقول ہوگا۔

چوتھی شرط اور اس کی مثال

(۱۴۳) وَمِثَالُ الرَّابِعِ وَهُوَ مَا يَكُوْنُ التَّعْلِيْلُ لِأَمْرٍ شَرْعِيٍّ لَا لِأَمْرٍ لُغَوِيٍّ فِيْ

الْمَطْبُوْخُ الْمُنَصَّفُ خَمْرٌ؛ لِأَنَّ الْخَمْرَ إِنَّمَا كَانَ خَمْرًا؛ لِأَنَّهُ يُخَامِرُ الْعَقْلَ أَيْضًا، فَيَكُوْنُ خَمْرًا بِالْقِيَاسِ. وَالسَّارِقُ إِنَّمَا كَانَ سَارِقًا؛ لِأَنَّهُ يَأْخُذُ مَالَ الْغَيْرِ بِطَرِيْقِ الْخُفْيَةِ، وَقَدْ شَارَكَهُ النَّبَّاشُ فِي هٰذَا الْمَعْنَى، فَيَكُوْنُ سَارِقًا بِالْقِيَاسِ، وَهٰذَا قِيَاسٌ فِي اللُّغَةِ مَعَ اعْتِرَافِهِ أَنَّ الِاسْمَ لَمْ يُوْضَعْ لَهُ فِي اللُّغَةِ، وَالدَّلِيْلُ عَلَى فَسَادِ هٰذَا النَّوْعِ مِنَ الْقِيَاسِ: أَنَّ الْعَرَبَ يُسَمِّي الْفَرَسَ أَدْهَمَ لِسَوَادِهِ، وَكُمَيْتًا لِحُمْرَتِهِ، ثُمَّ لَا يُطْلَقُ هٰذَا الِاسْمُ عَلَى الزَّنْجِيِّ وَالثَّوْبِ الْأَحْمَرِ، وَلَوْ جَرَتِ الْمُقَايَسَةُ فِي الْأَسَامِي اللُّغَوِيَّةِ لَجَازَ ذٰلِكَ لِوُجُوْدِ الْعِلَّةِ، وَلِأَنَّ ذٰلِكَ يُؤَدِّي إِلَى إِبْطَالِ الْأَسْبَابِ الشَّرْعِيَّةِ؛ وَذٰلِكَ لِأَنَّ الشَّرْعَ جَعَلَ السَّرِقَةَ سَبَبًا لِنَوْعٍ مِنَ الْأَحْكَامِ، فَإِذَا عَلَّقْنَا الْحُكْمَ بِمَا هُوَ أَعَمُّ مِنَ السَّرِقَةِ وَهُوَ أَخْذُ مَالِ الْغَيْرِ عَلَى طَرِيْقِ الْخُفْيَةِ، تَبَيَّنَ أَنَّ السَّبَبَ كَانَ فِي الْأَصْلِ مَعْنًى هُوَ غَيْرُ السَّرِقَةِ، وَكَذٰلِكَ جَعَلَ شُرْبَ الْخَمْرِ سَبَبًا لِنَوْعٍ مِنَ الْأَحْكَامِ، فَإِذَا عَلَّقْنَا الْحُكْمَ بِأَمْرٍ أَعَمَّ مِنَ الْخَمْرِ تَبَيَّنَ أَنَّ الْحُكْمَ كَانَ فِي الْأَصْلِ مُتَعَلِّقًا بِغَيْرِ الْخَمْرِ.

ترجمہ: اور چوتھی شرط یہ ہے کہ تعلیل شرعی حکم کے لیے ہو لغوی بات کے لیے نہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ شافعی فقہ والے لوگ فرماتے ہیں کہ جب نبیذ کو اس قدر پکایا جائے کہ نصف رہ جائے تو وہ خمر بن جاتا ہے کیونکہ خمر کو خمر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے اور دوسری شرابیں بھی عقل پر پردہ ڈال دیتی ہیں لہٰذا اس پر قیاس کرتے ہوئے ان کو بھی خمر کہیں گے اور سارق کو اس لیے سارق کہتے ہیں کہ دوسرے کا مال خفیہ طور پر لیتا ہے اور اس معنیٰ میں کفن چور اس کے ساتھ شریک ہے لہٰذا اس پر قیاس کرتے ہوئے اسے بھی سارق کہیں گے۔

اور یہ قیاس لغوی معنیٰ کے اعتبار سے ہے اس کے باوجود کہ وہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ خمر کا نام لغوی اعتبار سے وضع نہیں کیا گیا اور اس قسم کے قیاس کے فساد کی دلیل یہ ہے کہ اہل عرب گھوڑے کے سیاہ رنگ کی وجہ سے اسے **ادھم** اور سُرخ رنگ کی وجہ سے اسے کمیت کہتے ہیں لیکن سیاہ رنگ کے انسان کو ادھم نہیں کہتے ہیں اور سُرخ رنگ کے کپڑے کو کمیت نہیں کہتے اگر لغوی ناموں میں قیاس جاری ہوتا ہے تو اس علت کی وجہ سے (زنگی اور سرخ کپڑے پر) اس نام کا اطلاق جائز ہوتا ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ قیاس شرعی اسباب کو باطل کرنے کی طرف لے جاتا ہے اس طرح کہ شریعت نے سرقہ کو ایک خاص قسم کے حکم (ہاتھ کاٹنے) کے لیے سبب قرار دیا پس جب ہم کو سرقہ سے عام عمل کے ساتھ معلق کریں گے یعنی جب وہ کسی دوسرے کا مال پوشیدہ طریقے سے لے تو اس سے واضح ہوگا کہ اصل میں سبب ایسا معنیٰ ہے جو کہ سرقہ کے علاوہ ہے۔

اسی طرح خمر کا پینا ایک خاص قسم کے حکم کا سبب قرار دیا گیا ہے جب ہم اس حکم کو خمر سے عام عمل کے ساتھ مشروط کریں گے تو واضح ہوگا کہ اصل میں یہ حکم خمر کے غیر سے متعلق ہے۔

پانچویں شرط اور اس کی مثال

۱۴۴ وَمِثَالُ الشَّرْطِ الْخَامِسِ: وَهُوَ مَا لَا يَكُوْنُ الْفَرْعُ مَنْصُوْصًا عَلَيْهِ. كَمَا يُقَالُ: إِعْتَاقُ الرَّقَبَةِ الْكَافِرَةِ فِيْ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ وَالظِّهَارِ لَا يَجُوْزُ بِالْقِيَاسِ عَلٰى كَفَّارَةِ الْقَتْلِ. وَلَوْ جَامَعَ الْمُظَاهِرُ فِيْ خِلَالِ الْإِطْعَامِ يَسْتَأْنِفُ الْإِطْعَامَ بِالْقِيَاسِ عَلَى الصَّوْمِ. وَيَجُوْزُ لِلْمُحْصَرِ أَنْ يَتَحَلَّلَ بِالصَّوْمِ بِالْقِيَاسِ عَلَى الْمُتَمَتِّعِ، وَالْمتمتّعُ إِذَا لَمْ يَصُمْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ يَصُوْمُ بَعْدَهَا بِالْقِيَاسِ عَلٰى قضاءِ رَمَضَانَ.

ترجمہ: اور پانچویں شرط کی مثال یعنی جب فرع، منصوص علیہ ہو یہ ہے کہ جو کہا جاتا ہے کہ قسم اور ظہار کے کفارہ میں کافر غلام یا لونڈی آزاد کرنا جائز نہیں اور اسے قتل کے کفارہ پر قیاس کیا جاتا ہے۔ اور اگر ظہار کرنے والا کھانا کھلانے کے دوران جماع کرے تو نئے سرے سے کھانا کھلانا شروع کرے اسے وہ روزے (کے ساتھ کفارے) پر قیاس کرتے ہیں۔

اور محصر (حج کے راستے میں رکاوٹ پیش آنے والے) کے لیے روزے کے لیے احرام کھولنا جائز ہے اسے وہ تمتُّع کرنے والے پر قیاس کرتے ہیں اور تمتع کرنے والا جب ایام تشریق میں روزہ نہ رکھ سکے تو اس کے بعد روزہ رکھے اس کو قضائے رمضان پر قیاس کرتے ہیں۔

فصل: قیاسِ شرعی کا معنیٰ اور علت کا ثبوت

۱۴۵ فصل: القياسُ الشرعيُّ: هو ترتّبُ الحُكْمِ فِيْ غَيْرِ الْمَنْصُوْصِ عَلَيْهِ عَلٰى مَعْنًى هُوَ عِلَّةٌ لِذٰلِكَ الْحُكْمِ فِي الْمَنْصُوْصِ عَلَيْهِ. ثُمَّ إِنَّمَا يُعْرَفُ كَوْنُ الْمَعْنٰى عِلَّةً بِالْكِتَابِ، وَبِالسُّنَّةِ، وَبِالْإِجْمَاعِ، وَبِالْاِجْتِهَادِ، وَبِالْاِسْتِنْبَاطِ. فَمِثَالُ الْعِلَّةِ

...بِالْكِتَابِ: كَثْرَةُ الطَّوَافِ، فَإِنَّهَا جُعِلَتْ عِلَّةً لِسُقُوْطِ الْحَرَجِ فِي ...ان فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾❶ ثُمَّ أَسْقَطَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَرَجَ نَجَاسَةِ سُؤْرِ الْهِرَّةِ بِحُكْمِ ... الْعِلَّةِ فَقَالَ ﷺ: اَلْهِرَّةُ لَيْسَتْ بِنَجِسَةٍ؛ فَإِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ ...وَّافَاتِ. فَقَاسَ أَصْحَابُنَا جَمِيْعَ مَا يَسْكُنُ فِي الْبُيُوْتِ كَالْفَأْرَةِ وَالْحَيَّةِ عَلَى ...هِرَّةِ بِعِلَّةِ الطَّوَافِ. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿يُرِيْدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ ...عُسْرَ﴾❷ بَيَّنَ الشَّرْعُ أَنَّ الْإِفْطَارَ لِلْمَرِيْضِ وَالْمُسَافِرِ لِتَيْسِيْرِ الْأَمْرِ عَلَيْهِمْ؛ ...يَتَمَكَّنُوْا مِنْ تحقيقِ ما يَتَرَجَّحُ فِي نَظْرِهِم مِنَ الْإِتْيَانِ بِوَظِيْفَةِ الْوَقْتِ، أَوْ تَأْخِيْرِهٖ إِلٰى أَيَّامٍ أُخَرَ. وَبِاعْتِبَارِ هٰذَا الْمَعْنٰى قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ: المسافرُ إِذَا نَوٰى فِي أَيَّامِ رَمَضَانَ وَاجِبًا آخَرَ يَقَعُ عَنْ وَاجِبٍ آخَرَ؛ لِأَنَّهٗ لَمَّا ثَبَتَ لَهُ التَّرَخُّصُ بِمَا يَرْجِعُ إِلٰى مصالِحِ بَدَنِهٖ وَهُوَ الْإِفْطَارُ، فَلِأَنْ يَثْبُتَ لَهٗ ذٰلِكَ بِمَا يَرْجِعُ إِلٰى مصالِحِ دِيْنِهٖ، وَهُوَ إِخْرَاجُ النَّفْسِ عَنْ عُهْدَةِ الْوَاجِبِ أَوْلٰى.

ترجمہ: قیاس شرعی یہ ہے کہ غیر منصوص علیہ پر منصوص علیہ والا حکم اس علت کی بنا پر لگانا جو منصوص علیہ کے حکم کے لیے ہے پھر اس معنیٰ یعنی علت کی پہچان قرآن پاک، سنت اجماع اور اجتہاد و استنباط کے ذریعے ہوتی ہے۔

وہ علت جس کا علم قرآن پاک سے ہوتا ہے وہ زیادہ آنا جانا ہے اس کو اجازت لینے کے حرج کو ساقط کرنے کی علت قرار دیا گیا۔

ارشادِ خداوندی ہے: لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ان (تین اوقات) کے بعد غلاموں کا تمہارے پاس (بغیر اجازت) آنے میں کوئی حرج نہیں تم میں سے بعض، بعض پر چکر لگاتے ہیں۔

پھر حضور ﷺ نے اسی علت کی بنیاد پر بلی کے جھوٹے کے ناپاک ہونے کے حرج کو ساقط فرمایا اور ارشاد فرمایا: اَلْهِرَّةُ لَيْسَتْ بِنَجِسَةٍ ”بلی (کا جھوٹا) ناپاک نہیں“۔ کیونکہ وہ تم پر چکر لگانے والوں اور چکر لگانے والیوں میں سے ہے۔

❶ سورۃ النساء، آیت:۵۸ ❷ سورۃ النساء، آیت:۵۸

پس ہمارے اصحاب ا(احناف) نے اسی چکر لگانے والی علت کی وجہ سے گھروں میں رہنے والے کیڑوں، مکوڑوں جیسے چوہے اور سانپ وغیرہ کو بلی پر قیاس کیا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ''اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے مشقت نہیں چاہتا''، تو شریعت نے بیان کیا کہ مریض اور مسافر کے لیے روزہ ترک کرنا اس لیے کہ وہ اس چیز پر قدرت حاصل کریں جوان کی نظر میں ترجیح رکھتی ہے یعنی وقتی فرض کو ادا کریں یا دوسرے دنوں تک اسے موخر کریں۔

اسی معنیٰ کے اعتبار سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مسافر جب رمضان کے دنوں میں کسی اور واجب کی نیت کرے تو یہ روزہ اسی دوسرے واجب سے ادا ہوگا کیونکہ اس کے لیے اس بات کی رخصت ثابت ہوگئی جس میں اس کے بدن کی بہتری ہے یعنی روزہ چھوڑنا تو جس میں اس کے دین کی بہتری ہے اس کے لیے بدرجہ اولیٰ رخصت ثابت ہوئی اور وہ اس واجب کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا ہے جو اس کے ذمے ہے۔

سنت سے معلوم علت کی مثال

۳۳ وَمِثَالُ الْعِلَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ بِالسُّنَّةِ قَوْلُهُ ﷺ: «لَيْسَ الْوُضُوْءُ عَلٰى مَنْ نَامَ قَائِمًا أَوْ قَاعِدًا أَوْ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا، إِنَّمَا الْوُضُوْءُ عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا، فَإِنَّهُ إِذَا نَامَ مُضْطَجِعًا اِسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ» جَعَلَ اسْتِرْخَاءَ الْمَفَاصِلِ عِلَّةً فَيَتَعَدَّى الْحُكْمُ بِهٰذِهِ الْعِلَّةِ إِلَى النَّوْمِ مُسْتَنِدًا أَوْ مُتَّكِئًا إِلٰى شَيْءٍ لَوْ أُزِيْلَ عَنْهُ لَسَقَطَ. وَكَذٰلِكَ يَتَعَدَّى الْحُكْمُ بِهٰذِهِ الْعِلَّةِ إِلَى الْإِغْمَاءِ فِي السُّكْرِ. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ ﷺ: «تَوَضَّئِيْ وَصَلِّيْ وَإِنْ قَطَرَ الدَّمُ عَلَى الْحَصِيْرِ قَطْرًا؛ فَإِنَّهُ دَمُ عِرْقٍ انْفَجَرَ». جَعَلَ انْفِجَارَ الدَّمِ عِلَّةً فَتَعَدَّى الْحُكْمُ بِهٰذِهِ الْعِلَّةِ إِلَى الْفَصْدِ وَالْحِجَامَةِ.

ترجمہ: سنت سے معلوم ہونے والی علت کی مثال رسول اکرم ﷺ کے اس ارشادِ گرامی میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لَيْسَ الْوُضُوْءُ عَلٰى مَنْ نَامَ قَائِمًا أَوْ قَاعِدًا أَوْ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا، إِنَّمَا الْوُضُوْءُ عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا، فَإِنَّهُ إِذَا نَامَ مُضْطَجِعًا اِسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ۔ جو شخص کھڑے ہونے کی حالت میں یا بیٹھے ہوئے یا رکوع یا سجدے کی حالت میں سو جائے اس پر وضو لازم نہیں وضو اس پر لازم ہے جو پہلو کے بل لیٹے جب وہ پہلو

...ہوجاتے ہیں۔ ... (وضو ٹوٹنے کی ...)

کے بل لیٹتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہوجاتے ہیں تو رسول اکرم ﷺ نے اعضاء (جوڑوں) کے ڈھیلے ہونے کو (وضو ٹوٹنے کی علت قرار) دیا، پس اس علت کی وجہ سے یہ حکم اس نیند کی طرف بھی متعدی ہوگا جو ٹیک لگا کر یا کسی ایسی چیز سے ٹیک لگا کر ہو کہ اس کو اس سے دور کیا جائے تو وہ گر جائے اور اسی طرح یہ حکم اس علت کی بنیاد پر بے ہوشی اور نشے کی حالت کی طرف بھی متعدی ہوگا اسی طرح حضور ﷺ کا یہ قول کہ وضو کر کے نماز پڑھو اگرچہ خون کے قطرے چٹائی پر گریں کیونکہ یہ رگ کا خون ہے جو جاری ہوا۔ (حدیث) تو رسول اکرم ﷺ نے خون کے جاری ہونے کو علت قرار دیا پس اسی علت کی بنیاد پر یہ حکم پچھنے اور سینگی لگانے کی طرف بھی متعدی ہوگا۔

اجماع سے معلوم ہونے والی علت کی مثال

۳۴ وَمِثَالُ الْعِلَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ بِالْإِجْمَاعِ: فِيْمَا قُلْنَا: اَلصِّغْرُ عِلَّةٌ لِوِلَايَةِ الْأَبِ فِيْ حَقِّ الصَّغِيْرِ، فَيَثْبُتُ الْحُكْمُ فِيْ حَقِّ الصَّغِيْرَةِ لِوُجُوْدِ الْعِلَّةِ، وَالْبُلُوْغُ عَنْ عَقْلٍ عِلَّةٌ لِزَوَالِ وِلَايَةِ الْأَبِ فِيْ حقِ الْغُلَامِ، فَيَتَعَدَّى الْحُكْمُ إِلَى الْجَارِيَةِ بِهٰذِهِ الْعِلَّةِ. وَانْفِجَارُ الدَّمِ عِلَّةٌ الْاِنْتِقَاضِ لِلطَّهَارَةِ فِيْ حَقِّ الْمُسْتَحَاضَةِ فَيَتَعَدَّى الْحُكْمُ إِلٰى غَيْرِهَا لِوُجُوْدِ الْعِلَّةِ.

ترجمہ: اور اس علت کی مثال جس کا علم اجماع کے ذریعے حاصل ہو وہ ہے جو ہم نے کہا کہ نابالغ ہونا، نابالغ کے لیے باپ کی ولایت کی علت ہے پس یہ حکم نابالغ لڑکی میں بھی اسی علت کی وجہ سے ثابت ہوگا۔ اور عقل کے اعتبار سے بالغ ہونا لڑکے کے حق میں باپ کی ولایت کے زوال کی علت ہے پس یہ حکم لڑکی کی طرف بھی اسی علت کی وجہ سے جاری ہوگا اور مستحاضہ عورت کے حق میں خون کا جاری ہونا وضو ٹوٹنے کی علت ہے پس یہ حکم اسی علت کی وجہ سے اس کے غیر کی طرف بھی جاری ہوگا۔

قیاس کی دو قسمیں

۳۵ ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ نَقُوْلُ: الْقِيَاسُ عَلٰى نَوْعَيْنِ: أَحَدُهُمَا: أَنْ يَكُوْنَ الْحُكْمُ الْمُعَدّٰى مِنْ نَوْعِ الْحُكْمِ الثَّابِتِ فِي الْأَصْلِ. وَالثَّانِيْ: أَنْ يَكُوْنَ مِنْ جِنْسِهِ.

مِثَالُ الْاِتِّحَادِ فِي النَّوْعِ: مَا قُلْنَا: إِنَّ الصِّغَرَ عِلَّةٌ لِوِلَايَةِ الْإِنْكَاحِ فِيْ حَقِّ الْغُلَامِ فَيَثْبُتُ وِلَايَةُ الْإِنْكَاحِ فِي حَقِّ الْجَارِيَةِ لِوُجُوْدِ الْعِلَّةِ فِيْهَا، وَبِهِ يَثْبُتُ الْحُكْمُ فِي الثَّيِّبِ الصَّغِيْرَةِ. وَكَذٰلِكَ قُلْنَا: الطَّوَافُ عِلَّةٌ لِسُقُوْطِ نَجَاسَةِ السُّؤْرِ فِيْ سُؤْرِ الْهِرَّةِ، فَيَتَعَدَّى الْحُكْمُ إِلٰى سُؤْرِ سَوَاكِنِ الْبُيُوْتِ لِوُجُوْدِ الْعِلَّةِ. وَبُلُوْغُ الْغُلَامِ عَنْ عَقْلٍ عِلَّةُ زَوَالِ وِلَايَةِ الْإِنْكَاحِ، فَيَزُوْلُ الْوِلَايَةُ عَنِ الْجَارِيَةِ بِحُكْمِ هٰذِهِ الْعِلَّةِ. وَمِثَالُ الْاِتِّحَادِ فِي الْجِنْسِ: مَا يُقَالُ: كَثْرَةُ الطَّوَافِ عِلَّةُ سُقُوْطِ حَرَجِ الْاِسْتِئْذَانِ فِيْ حَقِّ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُنَا. فَيَسْقُطُ حَرَجُ نَجَاسَةِ السُّؤْرِ بِهٰذِهِ الْعِلَّةِ؛ فَإِنَّ هٰذَا الْحَرَجَ مِنْ جِنْسِ ذٰلِكَ الْحَرَجِ لَا مِنْ نَوْعِهِ. وَكَذٰلِكَ الصِّغَرُ عِلَّةُ وِلَايَةِ التَّصَرُّفِ لِلْأَبِ فِي الْمَالِ. فَيَثْبُتُ وِلَايَةُ التَّصَرُّفِ فِي النَّفْسِ بِحُكْمِ هٰذِهِ الْعِلَّةِ. (وَإِنَّ بُلُوْغَ الْجَارِيَةِ عَنْ عَقْلٍ عِلَّةُ زَوَالِ وِلَايَةِ الْأَبِ فِي الْمَالِ فَيَزُوْلُ وِلَايَتُهُ فِي حَقِّ النَّفْسِ بِهٰذِهِ الْعِلَّةِ.

ترجمہ: پھر اس کے بعد ہم کہتے ہیں کہ قیاس کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ حکم جسے متعدی کیا جا رہا ہے وہ اس حکم کی نوع سے ہو جو اصل میں ثابت ہو رہا ہے اور دوسری قسم وہ ہے کہ وہ اس کی جنس سے ہو۔

نوع میں متحد ہونے کی مثال وہ ہے جو ہم نے کہا کہ **صغر** (نابالغ) لڑکے کے حق میں نکاح کر کے دینے کی ولایت کی علت ہے پس نکاح کر کے دینے کی ولایت لڑکی میں بھی ثابت ہوگی کیونکہ یہ علت اس میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور اسی وجہ سے نابالغ ثیبہ میں بھی یہ ولایت ثابت ہوگی۔

اور اسی طرح ہم نے کہا کہ گھروں میں چکر لگانا بلی کے جھوٹے کی نجاست کے ساقط ہونے کی علت ہے پس یہ حکم اسی علت کی وجہ سے گھروں میں رہنے والے (کیڑوں مکوڑوں) کی طرف بھی متعدی ہوگا۔

اور جو لڑکا عقل کے اعتبار سے بالغ ہو اس کی بلوغت نکاح کر کے دینے کی ولایت کے زوال کی علت ہے پس یہ ولایت اسی علت کی وجہ سے لڑکی سے بھی زائل ہوگی۔ اور جنس میں اتحاد کی مثال وہ ہے جو کہا جاتا ہے کہ کثرت کے ساتھ آنا جانا غلاموں کے حق میں اجازت لینے کے حرج کو ساقط کرنے کی علت ہے پس اسی علت کی وجہ سے بلی کے جھوٹے میں نجاست کا حرج

ساقط ہوگا کیونکہ یہ حرج اس حرج کی جنس سے ہے اس کی نوع سے نہیں۔
اسی طرح صغر (نابالغ ہونا) باپ کے لیے مال میں ولایت کی علت ہے پس اسی علت کی بنا پر نفس میں تصرف کی ولایت ثابت ہوگی اور لڑکی کا عقلی طور پر بالغ ہونا مال میں باپ کی ولایت کے زوال کی علت ہے تو اسی علت کی بنیاد پر نفس کے حق میں اس (باپ) کی ولایت زائل ہو جائے گی۔

تجنیس علت

ثُمَّ لَابُدَّ فِيْ هٰذَا النَّوْعِ مِنَ الْقِيَاسِ مِنْ تَجْنِيْسِ الْعِلَّةِ بِأَنْ تَقُوْلَ: إِنَّمَا يَثْبُتُ وِلَايَةُ الْأَبِ فِيْ مَالِ الصَّغِيْرَةِ؛ لِأَنَّهَا عَاجِزَةٌ عَنِ التَّصَرُّفِ بِنَفْسِهَا فَأَثْبَتَ الشَّرْعُ وِلَايَةَ الْأَبِ كَيْلَا يَتَعَطَّلَ مَصَالِحُهَا الْمُتَعَلِّقَةُ بِذٰلِكَ، وَقَدْ عَجَزَتْ عَنِ التَّصَرُّفِ فِيْ نَفْسِهَا، فَوَجَبَ الْقَوْلُ بِوِلَايَةِ الْأَبِ عَلَيْهَا، وَعَلٰى هٰذَا تُقَاسُ نَظَائِرُهُ.

ترجمہ: پھر قیاس کی اس (دوسری) نوع میں علت کا ہم جنس ہونا ضروری ہے اسی طرح کہ تم کہو کہ نابالغ لڑکی کے مال میں باپ کی ولایت اس لیے ثابت ہوتی ہے کہ وہ خود بخود تصرف سے عاجز ہے لہٰذا شریعت نے اس کے لیے ولایت ثابت کی تا کہ اس صغیرہ بچی کے مال سے متعلق تدابیر معطل نہ ہو جائیں تو چونکہ وہ اپنے نفس میں تصرف سے بھی عاجز ہے لہٰذا اس کے باپ کو اس کی ولایت حاصل ہوگی اس قسم کی دیگر مثالیں بھی ہیں (جہاں علت کا ہم جنس ہونا ضروری ہے)۔

دونوں قیاسوں کا حکم

وَحُكْمُ الْقِيَاسِ الْأَوَّلِ: أَنْ لَا يَبْطُلَ بِالْفَرْقِ؛ لِأَنَّ الْأَصْلَ مَعَ الْفَرْعِ لَمَّا اتَّحَدَا فِي الْعِلَّةِ وَجَبَ اِتِّحَادُهُمَا فِي الْحُكْمِ وَإِنِ افْتَرَقَا فِي غَيْرِ هٰذِهِ الْعِلَّةِ. وَحُكْمُ الْقِيَاسِ الثَّانِي: فَسَادُهُ بِمُمَانَعَةِ التَّجْنِيْسِ، وَالْفَرْقُ الْخَاصُّ وَهُوَ بَيَانُ أَنَّ تَأْثِيْرَ الصِّغَرِ فِيْ وِلَايَةِ التَّصَرُّفِ فِي الْمَالِ فَوْقَ تَأْثِيْرِهِ فِيْ وِلَايَةِ التَّصَرُّفِ فِي النَّفْسِ.

ترجمہ: اور پہلے قیاس کا حکم یہ ہے کہ (دونوں میں) فرق سے یہ قیاس باطل نہیں ہوتا کیونکہ جب اصل فرع کے ساتھ علت میں متحد ہو تو حکم میں بھی ان کا اتحاد واجب ہے اگرچہ اس

علت کے علاوہ میں وہ متفرق ہوں۔

اور دوسرے قیاس کا حکم یہ ہے کہ تجنیس علت پر مخالف کے اعتراض اور خاص فرق کی وجہ سے یہ قیاس فاسد ہوجاتا ہے۔ خاص فرق کی وضاحت اس طرح ہے کہ مال میں تصرف کی ولایت نفس میں تصرف کی ولایت سے بلند مرتبہ ہے۔

استنباط واجتہاد کے ذریعے علت کا ثبوت

(۱۵۱) وَبيانُ الْقِسمِ الثَّالِثِ: وَهُوَ الْقِيَاسُ بِعِلَّةٍ مُسْتَنْبَطَةٍ بِالرَّأْيِ وَالْاِجْتِهَادِ ظَاهِرٌ. وَتَحْقِيقُ ذٰلِكَ: إِذَا وَجَدْنَا وَصْفًا مُنَاسِبًا لِلْحُكْمِ. وَهُوَ بِحَالٍ يُوْجِبُ ثُبُوْتَ الْحُكْمِ وَيَتَقَاضَاهُ بِالنَّظْرِ إِلَيْهِ. وَقَدِ اقْتَرَنَ بِهِ الْحُكْمُ فِي مَوْضِعِ الْإِجْمَاعِ يُضَافُ الْحُكْمُ إِلَيْهِ لِلْمُنَاسَبَةِ لا لِشَهَادَةِ الشَّرْعِ بِكَوْنِهِ عِلَّةً. وَنَظِيْرُهُ: إِذَا رَأَيْنَا شَخْصًا أَعْطٰى فَقِيْرًا دِرْهَمًا غَلَبَ عَلَى الظَّنِّ أَنَّ الْإِعْطَاءَ لِدَفْعِ حَاجَةِ الْفَقِيْرِ. وَتَحْصِيْلِ مَصَالِحِ الثَّوَابِ. إِذَا عُرِفَ هٰذَا فَنَقُوْلُ: إِذَا رَأَيْنَا وَصْفًا مُنَاسِبًا لِلْحُكْمِ. وَقَدِ اقْتَرَنَ بِهِ الْحكمُ فِي مَوْضِعِ الْإِجْمَاعِ يَغْلِبُ الظَّنُّ بِإِضَافَةِ الْحكمِ إِلٰى ذٰلِكَ الْوَصْفِ. وَغَلَبَةُ الظَّنِّ فِي الشَّرْعِ تُوْجِبُ الْعَمَلَ عِنْدَ انْعِدَامِ مَا فَوْقَهَا مِنَ الدَّلِيْلِ بِمَنْزِلَةِ الْمُسَافِرِ إِذَا غَلَبَ عَلٰى ظَنِّهٖ أَنَّ بِقُرْبِهٖ مَاءً لَمْ يَجُزْ لَهُ التَّيَمُّمُ. وَعَلٰى هٰذَا مَسَائِلُ التَّحَرِّيْ.

ترجمہ: اور تیسری قسم کا بیان اور وہ اس علت کے ساتھ قیاس کرنا ہے جو رائے اور اجتہاد کے ثابت ہوتی ہے، یہ علت ظاہر ہے اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ جب ہم نے حکم کے مناسب کوئی وصف پایا اور وہ وصف اس حال میں ہو کہ ظاہر کے اعتبار سے وہ حکم کے ثبوت کو واجب کرے اور اس کا تقاضا کرے اور اجماع کے مقام پر اس کے ساتھ حکم مل چکا ہو تو اس مناسبت کی وجہ سے حکم اس کی طرف مضاف ہوگا اس لیے نہیں کہ شریعت نے اس کے علت ہونے کی شہادت دی ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جب ہم نے کسی شخص کو دیکھا کہ وہ کسی فقیر کو ایک درہم دے رہا ہے تو غالب گمان یہ ہے کہ وہ فقیر کی حاجت کو دور کرنے اور ثواب حاصل کرنے کے لیے دے رہا ہے جب یہ بات معلوم ہوگئی تو ہم کہتے ہیں جو حکم کے مناسب ہے اور اجماع کے مقام پر اس کے ساتھ حکم متصل ہو چکا ہے تو غالب گمان یہ ہے کہ اس حکم کی اضافت اس وصف کی طرف کی جائے اور

... ظن (غالب گمان) پر عمل واجب ہوتا ہے جب اس سے اوپر والی دلیل نہ ہو۔ ... مسافر کا غالب گمان ہو کہ اس کے قریب پانی ہوگا تو اس کے لیے تیمم جائز نہیں ہوتا، ... (تحری) کے مسائل بھی اسی پر مبنی ہیں۔

... حکم هٰذَا الْقِيَاسِ: أَنْ يَبْطُلَ بالفرقِ المناسبِ؛ لِأَنَّ عِنْدَهٗ يُوْجَدُ ... فِي صُوْرَةِ الْحُكْمِ. فَلَا يَبْقَى الظَّنُّ بِإِضَافَةِ الْحُكْمِ إِلَيْهِ. فَلَا يَثْبُتُ ... لِأَنَّهٗ كَانَ بِنَاءً عَلٰى غلبةِ الظَّنِّ، وَقَدْ بَطَلَ ذٰلِكَ بِالْفَرْقِ. وَعَلٰى هٰذَا: ... بِالنَّوْعِ الْأَوَّلِ بِمَنْزِلَةِ الْحُكْمِ بِالشَّهَادَةِ بَعْدَ تَزْكِيَةِ الشَّاهِدِ ... وَالنَّوْعُ الثَّانِي بِمَنْزِلَةِ الشَّهَادَةِ عِنْدَ ظُهُوْرِ الْعَدَالَةِ قبلَ التَّزْكِيَةِ. ... والثالث بمنزلةِ شهادةِ المستورِ.

ترجمہ: اور اس قیاس کا حکم یہ ہے کہ فرق مناسب کی وجہ سے یہ باطل ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا مناسب وصف حکم کی صورت میں پایا جاتا ہے لہٰذا اس وصف کی ... اضافت کا ظن (گمان) باقی نہیں رہتا لہٰذا اس (وصف) کے ساتھ حکم ثابت نہیں ہوگا ... کی بنیاد غالب گمان تھا اور غلبہ ظن فرق کی وجہ سے باطل ہو گیا ہے۔ ... اس بنیاد پر پہلی نوع (قرآن وسنت) پر عمل کرنا اسی طرح ہے جیسے گواہ کے تزکیہ اور ... کے بعد اس کی گواہی پر فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔

اور دوسری نوع (اجماع) اس طرح ہے جیسے تزکیہ سے پہلے گواہ کا عادل ہونا ظاہر ہو۔

اور تیسری نوع (اجتہاد واستنباط) ایسے گواہ کی گواہی کی طرح ہے جس کی عدالت پوشیدہ ہو۔

سوالات

... قیاس کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ بیان کریں اور کسی مثال سے واضح کریں۔

... قیاس شرعی حجت ہے اس کی دلیل ذکر کریں نیز قیاس کی طرف رجوع کب کیا جاتا ہے۔

... قیاس کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں تعداد اور نام لکھیں۔

... قیاس کی شرائط کی مثالیں ذکر کریں۔

۵۔ قیاس کی علت قرآن وسنت سے ثابت کریں اور مثالیں ذکر کریں۔

۶۔ قیاس کی علت اجماع اور اجتہاد کے ذریعے بیان کریں اور مثالیں بھی ذکر کریں۔

۷۔ قیاس کی دو قسموں یعنی اتحاد فی النوع اور اتحاد فی الجنس کی وضاحت کرتے ہوئے مثالیں ذکر کریں۔

۸۔ تجنیس علت سے کیا مراد ہے اس کی مثال ذکر کریں۔

۹۔ اجتہاد اور استنباط کے ذریعے علت کی معرفت کی مثال بیان کریں اور اس کا حکم بھی بتائیں۔

۱۰۔ چاروں قسم کی علتوں کی گواہوں کے ساتھ تشبیہ ذکر کی گئی ہے اس حوالے سے تفصیل بتائیں۔

۱۱۔ وحكم القياس الثانى فساده بممانعة التجنيس والفرق الخاص۔ مندرجہ بالا عبارت کا ترجمہ اور وضاحت کیجیے۔

❀.....❀.....❀

فصل: قیاس پر وارد ہونے والے اعتراضات

فَصْلٌ: اَلْأَسْئِلَةُ الْمُتَوَجِّهَةُ عَلَى الْقِيَاسِ ثَمَانِيَةٌ: اَلْمُمَانَعَةُ، وَالْقَوْلُ بِمُوْجَبِ الْعِلَّةِ، وَالْقَلْبُ، وَالْعَكْسُ، وَفَسَادُ الْوَضْعِ، وَالْفَرْقُ، وَالنَّقْضُ، وَالْمُعَارَضَةُ. أَمَّا الْمُمَانَعَةُ فَنَوْعَانِ: أَحدُهما: منعُ الْوَصْف، وَالثَّانِي: مَنْعُ الْحُكْمِ. ومِثَالُه فِي قَوْلِهِمْ: صَدَقَةُ الْفِطْرِ وَجَبَتْ بالفطرِ فلا تَسقُطُ بِمَوْتِهِ لَيْلَةَ الْفِطْرِ. قُلْنَا: لَا نُسَلِّمُ وُجُوْبَها بِالْفِطْرِ بَلْ عِنْدَنَا تَجِبُ بِرَأْسٍ يَمُوْنُهُ، وَيَلِي عَلَيْهِ. وَكَذٰلِكَ إِذَا قِيْلَ: قَدْرُ الزَّكَاةِ وَاجِبٌ فِي الذِّمَّةِ فَلا يَسْقُطُ بِهَلَاكِ النِّصَابِ كَالدَّيْنِ. قُلْنَا: لَا نُسَلِّم بِأَنَّ قَدْرَ الزَّكَاةِ وَاجِبٌ فِي الذِّمَّة بَل أَدَاؤُهُ وَاجِبٌ، وَلَئِنْ قَالَ: الْوَاجِبُ أَدَاؤُهُ، فَلَا يَسْقُطُ بِالْهَلَاكِ كَالدَّيْنِ بَعْدَ الْمُطَالَبَةِ. قُلْنَا: لَا نُسَلِّمُ أَنَّ الْأَدَاءَ وَاجِبٌ فِي صُوْرَةِ الدَّيْنِ بل حَرُمَ الْمَنْعُ حَتّٰى يَخْرُجَ عَنِ الْعُهْدَةِ بِالتَّخْلِيَةِ، وَهٰذَا مِنْ قَبِيْلِ مَنْعِ الْحُكْمِ. وَكَذٰلِكَ إِذَا قَالَ: الْمَسْحُ رُكْنٌ فِي بَابِ الْوُضُوْءِ فَيُسَنُّ تَثْلِيْثُهُ كَالْغَسْلِ. قُلْنَا: لَا نُسَلِّمُ أَنَّ التَّثْلِيْثَ مَسْنُوْنٌ فِي الْغَسْلِ، بل إِطَالَةُ الْفِعْلِ فِي محلِ الْفَرْضِ زِيَادَةً عَلَى الْمَفْرُوْضِ، كَإِطَالَةِ الْقِيَامِ وَالْقِرَاءَةِ فِي بَابِ الصَّلَاةِ، غَيْرَ أَنَّ الْإِطَالَةِ فِي بَابِ الْغَسْلِ لَا يُتَصَوَّرُ إِلَّا بِالتَّكْرَارِ؛ لِاسْتِيْعَابِ الْفِعْلِ كُلَّ الْمَحَلِّ، وَبِمِثْلِهٖ نَقُوْلُ فِي بَابِ الْمَسْحِ بِأَنَّ الْإِطَالَةَ مَسْنُوْنٌ بِطَرِيْقِ الْاِسْتِيْعَابِ. وَكَذٰلِكَ يُقَالُ: التَّقَابُضُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ بِالطَّعَامِ شَرْطٌ كَالنُّقُوْدِ. قُلْنَا: لَا نُسَلِّمُ أَنَّ التَّقَابُضَ شَرْطٌ فِي بَابِ النُّقُوْدِ، بَلِ الشَّرْطُ تَعْيِيْنُهَا؛ كَيْلَا يَكُوْنَ بَيْعُ النَّسِيْئَةِ بِالنَّسِيْئَةِ، غَيْرَ أَنَّ النُّقُوْدَ لَا يَتَعَيَّنُ إِلَّا بِالْقَبْضِ عِنْدَنَا.

ترجمہ: فصل: جو اعتراضات قیاس پر وارد ہوئے ہیں وہ آٹھ (قسم کے) ہیں:

① ممانعت۔ ② اَلْقَوْلُ بِمُوْجَبِ الْعِلَّه۔ ③ قلب۔ ④ عکس

⑤ فساد وضع۔ ⑥ فرق۔ ⑦ نقض۔ ⑧ معارضہ

ممانعت کی دو قسمیں ہیں:

ان میں سے ایک وصف (علت) کو منع کرنا اور دوسرا حکم کو منع کرنا۔

اس کی مثال شافعی مسلک والوں کا صدقۂ فطر کے بارے یہ قول ہے کہ وہ فطر کی وجہ سے واجب ہوتا ہے لہٰذا (کسی شخص کے) عید الفطر کی رات فوت ہونے سے ساقط نہیں ہوتا۔

ہم کہتے ہیں کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ وہ فطر کی وجہ سے واجب ہو بلکہ ہمارے نزدیک اس شخص کی وجہ سے واجب ہوتا ہے جو مشقت برداشت کرتا ہے اور یہ ذمہ دار ہے۔

اور اسی طرح جب کہا جائے کہ زکوٰۃ ذمہ میں واجب ہوتی ہے لہٰذا نصاب کی ہلاکت سے وہ ساقط نہیں ہوتی جس طرح قرض کا حکم ہے ہم کہتے ہیں کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ زکوٰۃ ذمہ میں واجب نہیں ہوتی بلکہ اس کی ادائیگی واجب ہوتی ہے اور اگر کوئی کہے کہ جب ادائیگی واجب ہے تو وہ ہلاکت سے ساقط نہیں ہوگی جس طرح قرض ساقط نہیں ہوتا جب اس کا مطالبہ کیا جائے ہم کہتے ہیں اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ قرض کی ادائیگی قرض کی صورت میں واجب ہے بلکہ منع کرنا حرام ہے حتیٰ کہ وہ (مقروض) تخلیہ کے ساتھ اپنی ذمہ داری سے فارغ ہو جائے۔

اور یہ حکم کو منع کرنے کے طریقے سے ہے اور اس طرح جب کوئی کہے کہ وضو کے سلسلے میں مسح رُکن ہے لہٰذا تین بار مسح کرنا سنت ہے جس طرح (اعضاء کا) دھونا (تین بار سنت) ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ دھونا تین بار سنت ہے بلکہ فرض کے مقامات میں اعضاء میں عمل کو فرض سے بڑھانا ہے جیسے نماز میں قیام اور قرأت کو لمبا کرنا لیکن دھونے کی صورت میں عمل بڑھ نہیں سکتا کیونکہ فرض کے دھونے کی وجہ سے پورا محل گھیر لیا گیا البتہ تکرار کے ساتھ بڑھتا ہے۔

اور مسح کے سلسلے میں بھی ہم اس کی مثل کہتے ہیں کہ سارے سر کو مسح کے ساتھ گھیرنے کے لیے اس کو بڑھانا سنت ہے اور اسی طرح کہا جاتا ہے کہ غلے کے بدلے غلے کی بیع میں دونوں پر قبضہ کرنا شرط ہے جیسے نقد (سونا چاندی) میں شرط ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ نقدین میں قبضہ شرط ہے بلکہ اس کو متعین کرنا شرط ہے تاکہ ادھار کی بیع ادھار کے ساتھ نہ ہو البتہ نقد میں ہمارے نزدیک قبضہ کے بغیر متعین نہیں ہوتے۔

القول بموجب العلة

١٥٣ وَأَمَّا الْقَوْلُ بِمُوْجَبِ الْعِلَّةِ فَهُوَ تَسْلِيْمُ كَوْنِ الْوَصْفِ عِلَّةً، وَبيانُ أَنَّ

الْمَعْلُوْلَ غَيْرُ مَا ادَّعَاهُ الْمُعَلِّلُ. وَمِثَالُهُ: الْمِرْفَقُ حَدٌّ فِي بَابِ الْوُضُوْءِ، فَلَا يَدْخُلُ فِي الْغَسْلِ؛ لِأَنَّ الْحَدَّ لَا يَدْخُلُ فِي الْمَحْدُوْدِ. قُلْنَا: الْمِرْفَقُ حَدُّ السَّاقِطِ، فَلَا يَدْخُلُ تَحْتَ حُكْمِ السَّاقِطِ؛ لِأَنَّ الْحَدَّ لَا يَدْخُلُ فِي الْمَحْدُوْدِ. وَكَذٰلِكَ صَوْمُ رَمَضَانَ صَوْمُ فَرْضٍ فَلَا يَجُوْزُ بِدُوْنِ التَّعْيِيْنِ كَالْقَضَاءِ. قُلْنَا: الْفَرْضُ لَا يَجُوْزُ بِدُوْنِ التَّعْيِيْنِ إِلَّا أَنَّهُ وُجِدَ التَّعْيِيْنُ هٰهُنَا من جِهَةِ الشَّرْعِ. وَإِنْ قَالَ: صوم رمضان لا يجوز بِدُوْنِ التَّعْيِيْنِ مِنَ الْعَبْدِ كَالْقَضَاءِ. لَا يَجُوْزُ الْقَضَاءُ بِدُوْنِ التَّعْيِيْنِ، إِلَّا أَنَّ التَّعْيِيْنَ لَمْ يَثْبُتْ من جِهَةِ الشَّرْعِ فِي الْقَضَاءِ؛ فَلِذٰلِكَ يُشْتَرَطُ تَعْيِيْنُ الْعَبْدِ. وَهُنَا وُجِدَ التَّعْيِيْنُ مِنَ الشَّرْعِ فَلَا يُشْتَرَطُ تَعْيِيْنُ الْعَبْدِ.

ترجمہ: قول بموجب العلة سے مراد وصف کو بطور علت تسلیم کرنا ہے اور اس بات کا بیان کہ اس علت کا معلول (حکم) اس کا غیر ہے جس کا معلل نے دعویٰ کیا ہے۔

اور اس کی مثال وضو کے سلسلے میں کہنیوں کا حد (غایت) ہونا ہے پس وہ دھونے کے حکم میں داخل نہیں ہوں گی کیونکہ حد (غاية) مغیا میں داخل نہیں ہوتی۔

ہم کہتے ہیں کہ کہنی حد ہے لیکن حد ساقط ہے پس وہ ساقط کے حکم میں داخل نہیں ہوگی کیونکہ حد، محدود میں داخل نہیں ہوتی اور اسی طرح کہا جاتا ہے کہ ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں لہٰذا وہ متعین کیے بغیر جائز نہیں جس طرح قضاء کے روزوں کا حکم ہے ہم کہتے ہیں فرض روزے تعین کے بغیر جائز نہیں ہوتے لیکن شریعت کی طرف سے تعین پایا گیا۔

اور اگر کوئی کہے کہ رمضان کے روزے بندے کی طرف سے تعین کے بغیر جائز نہیں جس طرح قضاء روزے (بندے کی طرف سے تعین کے بغیر جائز نہیں)۔

ہم کہتے ہیں قضاء روزے تعین کے بغیر جائز نہیں مگر قضاء میں تعین شریعت کی طرف سے ثابت نہیں۔ اسی لیے بندے کی طرف سے تعین ضروری ہے اور یہاں (ماہِ رمضان کے روزوں میں) شریعت کی طرف سے تعین ہو چکا ہے لہٰذا بندے کی طرف سے تعین شرط نہیں۔

وَأَمَّا الْقَلْبُ ...

لِلْحُكْمِ مَعْلُوْلًا لِذٰلِكَ الْحُكْمِ. وَمِثَالُهُ فِي الشَّرْعِيَّات: جَرَيَانُ الرِّبٰوا فِي الْكَثِيْرِ يُوْجِبُ جَرَيَانَهٗ فِي الْقَلِيْلِ كَالْأَثْمَانِ، فَيَحْرُمُ بَيْعُ الْحِفْنَةِ مِنَ الطَّعَامِ بِالْحِفْنَتَيْنِ مِنْه. قُلْنَا: لَا، بَلْ جَرَيَانُ الرِّبٰوا فِي الْقَلِيْلِ يُوْجِبُ جَرَيَانَه فِي الْكَثِيْرِ كَالْأَثْمَانِ. وَكَذٰلِكَ فِيْ مَسْأَلَةِ الْمُلْتَجِيءِ بِالْحَرَمِ. حرمةُ إِتْلَافِ النَّفْسِ يُوْجِبُ حُرْمَةَ إِتْلَافِ الطَّرَفِ كَالصَّيْدِ. قُلْنَا: بَلْ حُرْمَةُ إِتْلَافِ الطَّرَفِ يُوْجِبُ حُرْمَةَ إِتْلَافِ النَّفْسِ كَالصَّيْدِ. فَإِذَا جُعِلَتْ عِلَّتُهٗ مَعْلُوْلَةً لِذٰلِكَ الْحُكْمِ لَا تَبْقٰى عِلَّةً لَهٗ؛ لِاسْتِحَالَةِ أَنْ يَكُوْنَ الشَّيْءُ الْوَاحِدُ عِلَّةً لِلشَّيْءِ وَمَعْلُوْلًا لَهٗ. وَالنَّوْعُ الثَّانِيْ مِنَ الْقَلْبِ أَنْ يَجْعَلَ السَّائِلُ مَا جَعَلَهُ الْمُعَلِّلُ عِلَّةً لِمَا ادَّعَاهُ مِنَ الْحُكْمِ عِلَّةً لِضِدِّ ذٰلِكَ الْحُكْمِ فَيَصِيْرُ حُجَّةً لِلسَّائِلِ بعد أَنْ كَانَ حُجَّةً لِلْمُعَلِّلِ. مِثَالُهٗ: صَوْمُ رَمَضَانَ صَوْمُ فرضٍ، فيُشْتَرَطُ التَّعْيِيْنُ لَهٗ كَالْقَضَاءِ. قُلْنَا: لَمَّا كَانَ الصَّوْمُ فَرْضًا لَا يُشْتَرَطُ التَّعْيِيْنُ لَهٗ بَعْدَ مَا تَعَيَّنَ الْيَوْمُ لَهٗ كَالْقَضَاءِ.

ترجمہ: قلب کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ معلل نے جس (وصف) کو حکم کے لیے علت بنایا اسے اسی حکم کے لیے معلول قرار دیا جائے۔

شرعی احکام میں اس کی مثال اس طرح ہے کہ زیادہ مقدار میں سود کا جاری ہونا کم مال میں اس کے جاری ہونے کو واجب کرتا ہے جس طرح ثمن (سونے اور چاندی کا حکم ہے) لہٰذا ایک مشت غلے کی دو مشت غلے کے بدلے میں بیع حرام ہے۔

ہم کہتے ہیں بلکہ کم مقدار میں سود، زیادہ مقدار میں، سود کے جاری ہونے کو واجب کرتا ہے جس طرح ثمنوں میں ہوتا ہے۔

اور اسی طرح جو شخص حرم شریف میں پناہ لیتا ہے اس کا مسئلہ ہے۔ اور نفس کو ضائع کرنے کی حرمت کسی عضو کو ضائع کرنے کی حرمت کی طرح ہے جس طرح شکار میں ہوتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ عضو کو ضائع کرنے کی حرمت نفس کو ضائع کرنے کی حرمت کی طرح ہے جس طرح شکار میں ہوتا ہے اور جب کسی حکم کی علت اس حکم کے لیے معلول قرار دی جائے تو وہ علت نہیں رہے گا کیونکہ ایک ہی چیز کا علت اور معلول ہونا محال ہے۔

اور دوسری قسم یہ ہے کہ معلل نے جس وصف کو کسی حکم کی علت قرار دیا جس حکم کا اس

نے دعویٰ کیا تو معترض اس علت کو اس حکم کے مخالف حکم کی علت قرار دے تو وہ علت جو پہلے معلل کی دلیل تھی اب معترض کی دلیل ہو جائے گی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ماہِ رمضان کے روزے فرض ہیں پس ان کے لیے تعین شرط ہے جیسے قضاء روزوں کے لیے شرط ہے۔

ہم کہتے ہیں جب روزے فرض ہوں اور ان کے لیے دن کا تعین ہو چکا ہو تو اب تعین شرط نہیں جس طرح قضاء روزوں کا حکم ہے۔

عکس

(6) وَأَمَّا الْعَكْسُ فَنَعْنِيْ بِهٖ أَن يَتَمَسَّكَ السَّائِلُ بِأَصْلِ الْمُعَلِّلِ عَلٰى وَجْهٍ يَكُوْنُ المعللُ مُضْطَرًّا إِلٰى وَجْهِ الْمُفَارَقَةِ بَيْنَ الْأَصْلِ وَالْفَرْعِ. وَمِثَالُهُ: الْحُلِيُّ أُعِدَّتْ لِلْاِبْتِذَال فلا يجبُ فِيْهَا الزَّكَاةُ كَثِيَابِ الْبِذْلَةِ قُلْنَا لَوْ كَانَ الْحُلِيُّ بِمَنْزِلَةِ الثِّيَابِ فَلَا تَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيْ حُلِيِّ الرجالِ كَثِيَابِ الْبِذْلَةِ.

ترجمہ: اور عکس سے ہماری مراد یہ ہے کہ معترض، معلل کے اصل سے اس طرح استدلال کرے کہ معلل اصل اور فرع میں فرق کرنے پر مجبور ہو جائے اور اس کی مثال وہ زیورات ہیں جو استعمال کے لیے تیار کیے گئے پس ان میں زکوٰۃ واجب نہیں جس طرح استعمال کے لباس میں زکوٰۃ نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر زیورات کپڑوں کی طرح ہیں پس مرد کے زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی جس طرح پہننے کے کپڑوں میں واجب نہیں۔

فساد وضع

(7) وَأَمَّا فَسَادُ الْوَضْعِ فَالْمُرَادُ بِهٖ أَنْ يُجْعَلَ العلةُ وصفًا لَا يَلِيْقُ بِذٰلِكَ الْحُكْمِ. مثالُهٗ: فِيْ قَوْلِهِمْ فِيْ إِسْلَامِ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ: اِخْتِلَافُ الدِّيْنِ طَرَأَ عَلَى النِّكَاحِ فَيُفْسِدُهٗ، كَارْتِدَادِ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ، فَإِنَّهٗ جَعَلَ الْإِسْلَامَ علةً لزوالِ الْمِلْكِ. قُلْنَا: الْإِسْلَامُ عُهِدَ عَاصِمًا لِلْمِلْكِ فَلَا يَكُوْنُ مُؤَثِّرًا فِيْ زَوَالِ الْمِلْكِ. وَكَذٰلِكَ فِيْ مَسْأَلَةِ طَوْلِ الْحُرَّةِ: أَنَّهٗ حُرٌّ قَادِرٌ عَلَى النكاحِ، فَلَا يَجُوْزُ لَهُ الْأَمَةُ، كَمَا لَوْ كَانَتْ تَحْتَهٗ حُرَّةٌ. قُلْنَا: وَصفُ كَوْنِهٖ حُرًّا قَادِرًا يَقْتَضِيْ جَوَازَ النِّكَاحِ، فَلَا يَكُوْنُ مُؤَثِّرًا فِيْ عَدَمِ الجوازِ.

ترجمہ: اور فساد وضع سے مراد یہ ہے کہ علت کو ایسا وصف قرار دیا جائے جو اس حکم کے

لیے لائق نہیں۔

اس کی مثال شافعی حضرات کا یہ قول ہے کہ بیوی اور خاوند میں سے کوئی ایک جب نکاح کے بعد اسلام قبول کرے اور دین میں اختلاف نکاح پر طاری ہو تو وہ نکاح کو فاسد کردے گا جس طرح ان میں سے کسی ایک کے مرتد ہو جانے سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے تو انہوں نے اسلام کو زوال مِلک کی علت قرار دیا۔

ہم کہتے ہیں اسلام کی پہچان مِلک کی حفاظت کے لیے ہے پس وہ مِلک کے زوال میں موثر نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح آزاد عورت سے نکاح کا مسئلہ ہے کہ وہ آزاد عورت سے نکاح پر قادر ہے لہٰذا اس کے لیے لونڈی سے نکاح جائز نہیں جس طرح اگر اس کے نکاح میں آزاد عورت ہو (تو لونڈی سے نکاح جائز نہیں) ہم کہتے ہیں کہ آزاد اور قادر ہونے کا وصف نکاح کے جواز کا تقاضا کرتا ہے بس وہ عدم جواز میں موثر نہیں ہوگا۔

نقص اور معارضہ

۱۵۶ وَأَمَّا النَّقْضُ فَمِثْلُ مَا يُقَالُ: الْوُضُوْءِ طَهَارَةٌ فَيُشْتَرَطُ لَهُ النِّيَّةُ كَالتَّيَمَّمِ. قُلْنَا: يَنْتَقِضُ بِغَسْلِ الثَّوْبِ وَالْإِنَاءِ. وَأَمَّا الْمُعَارَضَةُ فَمِثْلُ مَا يُقَالُ: الْمسحُ رُكْنٌ فِي الْوُضُوْءِ فَلْيُسَنَّ تَثْلِيْثُهُ كَالْغَسْلِ. قُلْنَا: الْمسحُ رُكْنٌ فَلَا يُسَنُّ تَثْلِيْثُهُ كَمَسْحِ الْخُفِّ وَالتَّيَمُّمِ.

ترجمہ: اور نقص کی مثال جو کہا جاتا ہے کہ وضو طہارت ہے پس اس کے لیے نیت شرط ہو جس طرح تیمم کے لیے (شرط ہے)۔

ہم کہتے ہیں آپ کا یہ استدلال کپڑے اور برتن کو دھونے کی صورت میں ٹوٹ جاتا ہے۔

اور معارضہ کی مثال جو کہا جاتا ہے کہ مسح وضو میں رُکن ہے پس تین مرتبہ مسح کرنا سنت ہے جس طرح تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔

ہم کہتے ہیں مسح رکن ہے پس اس کی تثلیث (تین بار مسح کرنا) سنت نہیں جس طرح موزوں پر مسح اور تیمم کا حکم ہے۔

سوالات

۱۔ قیاس پر وارد ہونے والے اعتراضات کتنے اور کون کون سے ہیں۔
۲۔ ممانعت کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ ذکر کریں اور اس کی دو قسمیں مع امثلہ بیان کریں۔
۳۔ القول بموجب العلة کی وضاحت مع مثال ذکر کریں۔
۴۔ قلب کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ بتائیں اور اس کی دو قسموں کا مع امثلہ وضاحت کریں۔
۵۔ عکس کسے کہتے ہیں احناف نے استعمال کے زیورات پر زکوٰۃ کی فرضیت کو کس طرح ثابت کیا۔
۶۔ نقض کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ بتائیں اور اس سلسلے میں وضو میں نیت کی شرط کا جواب احناف نے کس طرح دیا ہے۔
۷۔ معارضہ کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ بیان کیجیے۔ سر کے مسح کی تثلیث کا جواب احناف کی طرف سے کس طرح دیا گیا۔

جن اُمور کے ساتھ حکم کا تعلق ہوتا ہے سبب، علت اور شرط

سبب، علت، شرط اور تفریع مسائل

(۱۵۹) فَصْلٌ: الحكمُ يَتَعَلَّقُ بِسَبَبِهِ، وَيَثْبُتُ بِعِلَّتِهِ، وَيُوجَدُ عِنْدَ شَرْطِهِ. فَالسَّبَبُ مَا يَكُونُ طَرِيقًا إِلَى الشَّيْءِ بِوَاسِطَةٍ كَالطَّرِيقِ، فَإِنَّهُ سَبَبٌ لِلْوُصُولِ إِلَى الْمَقْصِدِ بِوَاسِطَةِ الْمَشْيِ، وَالْحَبْلُ سَبَبٌ لِلْوُصُولِ إِلَى الْمَاءِ بِالْإِدْلَاءِ. فَعَلَى هٰذَا: كُلُّ مَا كَانَ طَرِيقًا إِلَى الْحُكْمِ بِوَاسِطَةٍ يُسَمّٰى سَبَبًا لَهُ شَرْعًا، وَيُسَمَّى الواسطةُ عِلَّةً. مِثَالُهُ: فَتْحُ بَابِ الْإِصْطَبْلِ، وَالْقَفَصِ، وَحَلُّ قَيْدِ الْعَبْدِ؛ فَإِنَّهُ سَبَبٌ لِلتَّلَفِ بِوَاسِطَةٍ تُوجَدُ مِنَ الدَّابَّةِ وَالطَّيْرِ وَالْعَبْدِ. وَالسَّبَبُ مَعَ الْعِلَّةِ إِذَا اجْتَمَعَا يُضَافُ الحكمُ إِلَى العلةِ دُونَ السَّبَبِ. إِلَّا إِذَا تَعَذَّرَتِ الْإِضَافَةُ إِلَى الْعِلَّةِ فَيُضَافُ إِلَى السَّبَبِ حِينَئِذٍ.

ترجمہ: فصل: (شرعی) حکم اپنے سبب سے متعلق ہوتا ہے، اپنی علت سے ثابت ہوتا ہے اور جب اس کی شرط پائی جائے تو وہ وجود میں آتا ہے پس سبب وہ ہوتا ہے جو کسی چیز کی طرف کسی واسطہ کے ساتھ راستہ ہو۔ جیسے راستہ چلنے کے واسطہ سے مقصد تک پہنچنے کا سبب ہے اور رسّی ڈول نکالنے کے واسطے سے پانی تک پہنچنے کا سبب ہے۔

پس اس بنیاد پر وہ چیز جو کسی واسطہ کے ساتھ حکم تک پہنچانے کا راستہ ہو اسے شرعی طور پر ''سبب'' کہتے ہیں اور اس واسطہ کو ''علت'' کہا جاتا ہے۔

اس کی مثال اصطبل اور پنجرے کا دروازہ کھولنا اور اسی طرح غلام کی ہتھکڑی کھولنا ہے۔ تو یہ (دروازہ وغیرہ کھولنا) کسی چیز کے ضائع ہونے کا سبب ہے لیکن اس میں جانور، پرندہ اور غلام واسطہ ہیں۔ اور سبب اور علت جب اکٹھے ہوں تو حکم کی اضافت علت کی طرف ہوتی ہے سبب کی طرف نہیں ہوتی البتہ جب علت کی طرف اضافت متعذر (مشکل) ہو تو اس وقت سبب کی طرف ہوتی ہے۔

(۱۶۰) وَعَلٰى هٰذَا قَالَ أَصْحَابُنَا: إِذَا دَفَعَ السِّكِّيْنَ إِلَى صَبِيٍّ فَقَتَلَ بِهِ نَفْسَهُ. لَا يَضْمَنُ، وَلَوْ سَقَطَ من يَدِ الصَّبِيِّ فَجَرَحَهُ يَضْمَنُ، وَلَوْ حَمَلَ الصَّبِيَّ عَلَى دَابَّةٍ ... فَجَالَتْ يَمْنَةً وَيَسْرَةً ... فَسَرَقَهُ أَوْ عَلَى نَفْسِهِ فَقَتَلَهُ، أَوْ عَلَى قَافِلَةٍ فَقَطَعَ عَلَيْهِمُ الطَّرِيقَ لَا يَجِبُ الضَّمَانُ عَلَى الدَّالِّ. وَهٰذَا بِخِلَافِ الْمُوْدَعِ إِذَا دَلَّ السَّارِقَ عَلَى الْوَدِيعَةِ فَسَرَقَهَا، أَوْ دَلَّ الْمُحْرِمُ غَيْرَهُ عَلَى صَيْدِ الْحَرَمِ فَقَتَلَهُ؛ لِأَنَّ وُجُوبَ الضَّمَانِ عَلَى الْمُوْدَعِ بِاعْتِبَارِ تَرْكِ الْحِفْظِ الْوَاجِبِ عَلَيْهِ لَا بِالدَّلَالَةِ. وَعَلَى الْمُحْرِمِ بِاعْتِبَارِ أَنَّ الدَّلَالَةَ مَحْظُورُ إِحْرَامِهِ بِمَنْزِلَةِ مَسِّ الطِّيبِ وَلُبْسِ الْمَخِيطِ فَيَضْمَنُ بِارْتِكَابِ مَحْظُورِ إِحْرَامِهِ لَا بِالدَّلَالَةِ. إِلَّا أَنَّ الْجِنَايَةَ إِنَّمَا تَتَقَرَّرُ بِحَقِيقَةِ الْقَتْلِ. فَأَمَّا قَبْلَهُ فَلَا لِجَوَازِ ارْتِفَاعِ أَثَرِ الْجِنَايَةِ بِمَنْزِلَةِ الْاِنْدِمَالِ فِي بَابِ الْجِرَاحَةِ.

ترجمہ: اور اسی بنیاد پر ہمارے اصحاب (احناف رحمہم اللہ) نے فرمایا کہ جب کوئی شخص بچے کی طرف چھری اُٹھائے (یعنی اسے دے) اور وہ بچہ اپنے آپ کو قتل کر دے تو یہ شخص ضامن نہیں ہوگا۔ اور اگر وہ چھری بچے کے ہاتھ سے گر جائے اور وہ زخمی ہو جائے تو یہ شخص ضامن ہوگا۔ اور اگر کسی بچے کو جانور پر سوار کیا اور اس جانور کو چلا دیا وہ دائیں بائیں جھلکتا رہا اور گر کر مر گیا تو یہ شخص ضامن نہیں ہوگا اور کسی شخص نے دوسرے آدمی کو غیر کے مال کی راہنمائی کی اور اس نے مال چوری کر لیا تا کہ کسی شخص (دشمن وغیرہ) کے بارے میں بتایا اور اس نے اسے قتل کر دیا یا قافلے کے بارے میں بتایا اور اس نے ان پر ڈاکہ ڈال دیا تو بتانے والے پر ضمان نہیں ہوگی۔ بخلاف اس شخص کے جس کے پاس امانت رکھی گئی جب چور کو اس مال امانت کے بارے میں بتائے اور وہ اسے چوری کرے یا محرم کسی دوسرے شخص کو حرم شریف کے شکار کی طرف رہنمائی کرے اور وہ اس کا شکار کرے تو بتانے والے پر ضمان ہوگی کیونکہ امانت دار پر ضمان کا وجوب اس لیے ہے کہ اس پر خود حفاظت واجب تھی دوسرے کو بتانے کے ذریعے اس (حفاظت) کو ترک کر دیا، محض دوسرے کو بتانے سے ضمان لازم نہیں ہوتی اور محرم پر اس لیے ضمان لازم ہوئی کہ احرام کی حالت میں شکار کے بارے میں بتانا اس پر حرام تھا جس طرح خوشبو لگانا اور سلے ہوئے کپڑے پہننا حرام ہے۔ پس حرام کام کے لیے ارتکاب کی وجہ سے ضمان واجب ہوئی محض بتانے کی وجہ

سے نہیں۔ البتہ اس کا جرم قتل کی وجہ سے پکا ہوگا اس سے پہلے اس کے لیے کوئی حکم نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے جرم کا اثر ختم ہو جائے یہ اسی طرح ہے جیسے کسی کا زخم ٹھیک ہو جائے۔

جب سبب، علت کے معنیٰ میں ہو

(۱۶۱) وَقَدْ يَكُوْنُ السَّبَبُ بِمَعْنَى الْعِلَّةِ، فَيُضَافُ الْحُكْمُ إِلَيْهِ. وَمِثَالُهُ: فِيمَا يَثْبُتُ الْعِلَّةُ بِالسَّبَبِ، فَيَكُوْنُ السَّبَبُ فِي مَعْنَى الْعِلَّةِ؛ لِأَنَّهُ لَمَّا ثَبَتَ الْعِلَّةُ بِالسَّبَبِ فَيَكُوْنُ السَّبَبُ فِي مَعْنَى عِلَّةِ الْعِلَّةِ، فَيُضَافُ الْحُكْمُ إِلَيْهِ. وَلِهٰذَا قُلْنَا: إِذَا سَاقَ دَابَّةً فَأَتْلَفَ شَيْئًا ضَمِنَ السَّائِقُ وَالشَّاهِدُ إِذَا أَتْلَفَ بِشَهَادَتِهِ مَالًا فَظَهَرَ بُطْلَانُهَا بِالرُّجُوْعِ ضَمِنَ؛ لِأَنَّ سَيْرَ الدَّابَّةِ يُضَافُ إِلَى السَّوْقِ. وَقَضَاءُ الْقَاضِي يُضَافُ إِلَى الشَّهَادَةِ؛ لِمَا أَنَّهُ لَا يَسَعُهُ تَرْكُ الْقَضَاءِ بَعْدَ ظُهُوْرِ الْحَقِّ بِشَهَادَةِ الْعَدْلِ عِنْدَهُ، فَصَارَ كَالْمَجْبُوْرِ فِي ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْبَهِيْمَةِ بِفِعْلِ السَّائِقِ.

ترجمہ: اور کبھی سبب، علت کے معنیٰ میں ہوتا ہے پس حکم اس (سبب) کی طرف مضاف ہوتا ہے اور اسی لیے ہم نے کہا کہ جب کسی جانور کو ہنکایا (آگے چلایا) اور اس نے کوئی چیز ضائع کر دی تو وہ چلانے والا ضامن ہوگا۔

اور جب کسی گواہ کی گواہی سے کسی کا مال ضائع ہوا پھر اس گواہ کے رجوع کرنے سے اس کا باطل ہونا ظاہر ہو تو وہ گواہ ضامن ہوگا۔ کیونکہ (پہلی صورت میں) جانور کا چلنا، چلانے کی طرف مضاف ہوتا ہے اور (دوسری صورت میں) قاضی کا فیصلہ گواہی کی طرف مضاف ہوتا ہے کیونکہ جب اس کے پاس عادل (گواہ) گواہی دے تو اس کی گواہی سے حق ظاہر ہونے کے بعد اس کے لیے فیصلہ نہ کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی کیونکہ وہ اس سلسلے میں مجبور شخص کی طرح ہے جس طرح جانور، چلانے والے کے فعل سے مجبور ہو گیا۔

جب سبب، علت کے قائم مقام ہو

(۱۶۲) ثُمَّ السَّبَبُ قَدْ يُقَامُ مَقَامَ الْعِلَّةِ عِنْدَ تَعَذُّرِ الْاِطِّلَاعِ عَلٰى حَقِيْقَةِ الْعِلَّةِ تَيْسِيْرًا لِلْأَمْرِ عَلَى الْمُكَلَّفِ، وَيَسْقُطُ بِهِ اِعْتِبَارُ الْعِلَّةِ، وَيُدَارُ الْحُكْمُ عَلَى السَّبَبِ. وَمِثَالُهُ فِي الشَّرْعِيَّاتِ: النَّوْمُ الْكَامِلُ؛ فَإِنَّهُ لَمَّا أُقِيْمَ مَقَامَ الْحَدَثِ،

… اعْتِبَارُ حَقِيْقَةِ الْحَدَثِ وَيُدَارُ الْاِنْتِقَاضُ عَلٰى كَمَالِ النَّوْمِ. وَكَذٰلِكَ … الصَّحِيْحَةُ لَمَّا أُقِيْمَتْ مَقَامَ الْوَطْءِ سَقَطَ اعْتِبَارُ حَقِيْقَةِ الْوَطْءِ. فَيُدَارُ … عَلٰى صِحَّةِ الْخَلْوَةِ فِيْ حَقِّ كَمَالِ الْمَهْرِ وَلُزُوْمِ الْعِدَّةِ. وَكَذٰلِكَ السَّفَرُ لَمَّا … مَقَامَ الْمَشَقَّةِ فِيْ حَقِّ الرُّخْصَةِ سَقَطَ اعْتِبَارُ حَقِيْقَةِ الْمَشَقَّةِ، وَيُدَارُ … عَلٰى نَفْسِ السَّفَرِ، حَتّٰى أَنَّ السُّلْطَانَ لَوْ طَافَ فِي أَطْرَافِ مَمْلَكَتِهِ يَقْصِدُ … السَّفَرَ، كَانَ لَهُ الرُّخْصَةُ فِي الْإِفْطَارِ وَالْقَصْرِ.

ترجمہ: پھر بعض اوقات سبب علت کے قائم مقام ہوتا ہے جب علت سے آگاہی مشکل … کے لیے معاملہ آسان ہو جائے اور اس وقت علت کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے اور حکم … طرف پھیر دیا جاتا ہے۔

… مسائل میں اس کی مثال کامل نیند ہے کہ اس میں حقیقت حدث کا اعتبار ساقط ہو جاتا … حدث کے قائم مقام ہو جاتی ہے اور وضو کے ٹوٹنے کا دارومدار کامل نیند پر ہوتا ہے۔

… طرح جب خلوت صحیحہ وطی کے قائم مقام ہو جائے تو حقیقت وطی کا اعتبار ساقط ہو گیا … مہر اور عدت کے حق میں حکم کا دارومدار خلوت صحیحہ پر ہوگا۔

اور اس طرح جب سفر رخصت کے حق میں مشقت کے قائم مقام ہو گیا تو حکم (قصر وغیرہ کا) … لگے گا حتیٰ کہ اگر بادشاہ اپنی مملکت کے تمام اطراف میں چکر لگائے اور مقصود سفر ہو تو … چھوڑنے اور قصر کی رخصت حاصل ہوگی۔

… کو سبب قرار دینا

… وَقَدْ يُسَمّٰى غَيْرُ السَّبَبِ سَبَبًا مَجَازًا كَالْيَمِيْنِ يُسَمّٰى سَبَبًا لِلْكَفَّارَةِ، … لَيْسَتْ بِسَبَبٍ فِي الْحَقِيْقَةِ، فَإِنَّ السَّبَبَ لَا يُنَافِيْ وُجُوْدَ الْمُسَبَّبِ، … تُنَافِيْ وُجُوْبَ الْكَفَّارَةِ، فَإِنَّ الْكَفَّارَةَ إِنَّمَا تَجِبُ بِالْحِنْثِ وَبِهِ يَنْتَهِي … وَكَذٰلِكَ تَعْلِيْقُ الْحُكْمِ بِالشَّرْطِ كَالطَّلَاقِ وَالْعِتَاقِ يُسَمّٰى سَبَبًا … لَيْسَ بِسَبَبٍ فِي الْحَقِيْقَةِ؛ لِأَنَّ الْحُكْمَ إِنَّمَا يَثْبُتُ عِنْدَ الشَّرْطِ، … يَنْتَهِيْ بِوُجُوْدِ الشَّرْطِ، فَلَا يَكُوْنُ سَبَبًا مَعَ وُجُوْدِ التَّنَافِيْ بَيْنَهُمَا.

ترجمہ: اور بعض اوقات غیر سبب کو مجازی طور پر سبب قرار دیا جاتا ہے جس طرح قسم کو

...ہ کا سبب کہا جاتا ہے حالانکہ حقیقت میں وہ سبب نہیں کیونکہ سبب، مسبب کے وجود کے ...ے نہیں اور قسم کفارہ کے وجود کے منافی ہے اس لیے کہ کفارہ قسم توڑنے پر واجب ہوتا ہے اور وقت قسم ختم ہو جاتی ہے۔

اور اسی طرح حکم کو شرط کے ساتھ معلق کرنا جس طرح طلاق اور عتاق (آزاد کرنا) کو مجازی ...ر پر سبب قرار دیا جاتا ہے اور وہ حقیقت میں سبب نہیں کیونکہ حکم اس وقت ثابت ہوتا ہے جب ...رط پائی جائے اور اس وقت تعلیق (مشروط کرنا) ختم ہو جاتی ہے پس وہ سبب نہیں ہوگی کیونکہ ان ...ونوں (تعلیق اور حکم) کے درمیان تنافی ہے (یعنی ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں۔

...حکام شرعیہ اور ان کے اسباب

۱۴۳ فَصْلٌ: اَلْأَحْكَامُ الشَّرْعِيَّةُ تَتَعَلَّقُ بِأَسْبَابِهَا، وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْوُجُوْبَ غَيْبٌ عَنَّا فَلَا بُدَّ مِنْ عَلَامَةٍ يَعْرِفُ الْعَبْدُ بِهَا وُجُوْبَ الْحُكْمِ، وَبِهٰذَا الْاِعْتِبَارِ أُضِيْفَ الْأَحْكَامُ إِلَى الْأَسْبَابِ. فَسَبَبُ وُجُوْبِ الصَّلَاةِ الْوَقْتُ بِدَلِيْلِ أَنَّ الْخِطَابَ بِأَدَاءِ الصَّلَاةِ لَا يَتَوَجَّهُ قَبْلَ دُخُوْلِ الْوَقْتِ، وَإِنَّمَا يَتَوَجَّهُ بَعْدَ دُخُوْلِ الْوَقْتِ. وَالْخِطَابُ مُثْبِتٌ لِوُجُوْبِ الْأَدَاءِ وَمُعَرِّفٌ لِلْعَبْدِ سَبَبَ الْوُجُوْبِ قَبْلَهُ. وَهٰذَا كَقَوْلِنَا: أَدِّ ثَمَنَ الْمَبِيْعِ، وَأَدِّ نَفَقَةَ الْمَنْكُوْحَةِ، وَلَا مَوْجُوْدَ يُعَرِّفُهُ الْعَبْدَ هٰهُنَا إِلَّا دُخُوْلُ الْوَقْتِ. فَتَبَيَّنَ أَنَّ الْوُجُوْبَ يَثْبُتُ بِدُخُوْلِ الْوَقْتِ، وَلِأَنَّ الْوُجُوْبَ ثَابِتٌ عَلٰى مَنْ لَا يَتَنَاوَلُهُ الْخِطَابُ كَالنَّائِمِ وَالْمُغْمٰى عَلَيْهِ، وَلَا وُجُوْبَ قَبْلَ الْوَقْتِ فَكَانَ ثَابِتًا بِدُخُوْلِ الْوَقْتِ.

ترجمہ: فصل: احکام شرعیہ اپنے اسباب کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں وہ اس لیے کہ وجوب ہم سے پوشیدہ ہے پس کسی علامت کا ہونا ضروری ہے جس کے ذریعے بندہ حکم کے وجوب کو پہچان لے اور اس اعتبار سے احکام کی اضافت اسباب کی طرف ہوتی ہے۔ پس وجوب نماز کا سبب وقت ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ وقت سے پہلے نماز کی ادائیگی کا خطاب متوجہ نہیں ہوتا وہ وقت کے داخل ہونے کے بعد متوجہ ہوتا ہے۔ اور خطاب ادائیگی کے وجوب کو ثابت کرنے والا ہے اور بندے کو اس بات کی پہچان کراتا ہے کہ وجوب کا سبب اس سے پایا گیا ہے۔

...اور یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ بیع کی قیمت ادا کرو اور منکوحہ (جس عورت ...ح ہوا اس) کا نفقہ ادا کرو اور یہاں بندے کو پہچان کرانے والی چیز وقت کے دخول ...کوئی نہیں۔ پس ظاہر ہوا کہ وجوب وقت کے داخل ہونے سے ثابت ہوتا ہے۔ اور اس لیے بھی کہ وجوب اس کے ذمہ ثابت ہوتا ہے جس کو خطاب شامل ہوتا ہے جیسے سویا ...اور جس پر بے ہوشی طاری ہو اور وقت سے پہلے وجوب نہیں ہوتا پس وہ وقت کے داخل ...سے ثابت ہوتا ہے۔

...کون کون سی جزء وجوب کا سبب ہے

وَبِهٰذَا ظَهَرَ أَنَّ الْجُزْءَ الْأَوَّلَ سَبَبٌ لِلْوُجُوْبِ، ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ طَرِيْقَانِ: ...نَقْلُ السَّبَبِيَّةِ مِنَ الْجُزْءِ الْأَوَّلِ إِلَى الثَّانِيْ إِذَا لَمْ يُؤَدِّ فِي الْجُزْءِ الْأَوَّلِ، ...الثَّالِثِ وَالرَّابِعِ إِلٰى أَنْ يَنْتَهِيَ إِلٰى آخِرِ الْوَقْتِ، فَيَتَقَرَّرُ الْوُجُوْبُ ...وَيُعْتَبَرُ حَالُ الْعَبْدِ فِيْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ، وَيُعْتَبَرُ صِفَةُ ذٰلِكَ الْجُزْءِ. وَبَيَانُ ...حَالِ الْعَبْدِ فِيْهِ أَنَّهُ لَوْ كَانَ صَبِيًّا فِيْ أَوَّلِ الْوَقْتِ بَالِغًا فِيْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ، أَوْ ...ًا فِيْ أَوَّلِ الْوَقْتِ مُسْلِمًا فِيْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ، أَوْ كَانَتْ حَائِضًا أَوْ نُفَسَاءَ فِيْ ...وَقْتِ طَاهِرَةً فِيْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ وَجَبَتِ الصَّلَاةُ. وَعَلٰى هٰذَا جَمِيْعُ صُوَرِ حُدُوْثِ ...فِيْ آخِرِ الْوَقْتِ. وَعَلَى الْعَكْسِ: بِأَنْ يَحْدُثَ حَيْضٌ أَوْ نِفَاسٌ أَوْ جُنُوْنٌ ...أَوْ إِغْمَاءٌ مُمْتَدٌّ فِيْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ سَقَطَتْ عَنْهُ الصَّلَاةُ. وَلَوْ كَانَ مُسَافِرًا ...أَوَّلِ الْوَقْتِ مُقِيْمًا فِيْ آخِرِهِ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا، وَلَوْ كَانَ مُقِيْمًا فِيْ أَوَّلِ الْوَقْتِ ...مُسَافِرًا فِيْ آخِرِهِ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ: اور اس (مندرجہ بالا بیان) سے ظاہر ہوا کہ پہلی جزء وجوب (وجوب اداء) کا ...ہے پھر اس کے بعد دو طریقے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ سببیت پہلی جزء سے دوسری جزء کی طرف منتقل ہو جاتی ہے جب ...جزء میں ادا نہ کرے۔ پھر تیسری جزء کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور پھر چوتھی جزء کی طرف ...یہاں تک کہ وقت کے آخر تک چلی جاتی ہے۔ اس وقت وجوب پکا ہو جاتا ہے اور اس جزء میں بندے کی حالت کا اعتبار ہوتا ہے اور اس

جزء کی صفت معتبر ہوتی ہے۔

بندے کی حالت کی وضاحت اس طرح ہے کہ اگر وہ وقت کے شروع میں بچہ تھا اور اس (آخری) جزء میں بالغ ہوگیا یا وقت کے شروع میں کافر تھا اس جزء میں مسلمان ہوگیا یا اوّل وقت میں عورت حیض یا نفاس سے تھی اور اس جزء میں پاک ہوگئی تو نماز واجب ہوجائے گی اور اس بنیاد پر اہلیت کے پائے جانے کی تمام صورتوں کا اعتبار آخری وقت میں ہوگا۔

اسی طرح اس کے برعکس ہے یعنی اس جزء میں حیض یا نفاس یا ایسا جنون جو گھیرنے والا یا بڑھنے والی بے ہوشی طاری ہوجائے تو اس سے نماز ساقط ہوجائے گی۔

اور اگر وہ اوّل جزء میں مسافر اور آخر میں مقیم ہو تو چار رکعتیں پڑھے گا اور اگر اوّل وقت میں مقیم اور آخر وقت میں مسافر ہو تو دو رکعتیں پڑھے گا۔

آخری جزء کی صفت

١٦٦ وَبِيَانُ اِعْتِبَارِ صفةِ ذٰلِكَ الْجُزْءِ أَنَّ ذٰلِكَ الْجُزْءَ إِنْ كَانَ كَامِلًا تَقَرَّرَتِ الْوَظِيْفةُ كَامِلَةً. فَلَا يَخْرُجُ عَنِ الْعُهْدَةِ بِأَدَائِهَا فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوْهَةِ. وَمِثَالُهُ: فِيمَا يُقَالُ: إِنّ آخِرَ الْوَقْتِ فِي الْفَجْرِ كَامِلٌ. وَإِنَّمَا يَصِيْرُ الْوَقْتُ فَاسِدًا بِطُلُوعِ الشَّمْسِ، وَذٰلِكَ بَعْدَ خُرُوْجِ الْوَقْتِ. فَيَتَقَرَّرُ الْوَاجِبُ بِوَصْفِ الْكَمَالِ. فَإِذَا طَلَعَ الشَّمْسُ فِيْ أَثْنَاءِ الصَّلَاةِ بَطَلَ الْفَرْضُ؛ لِأَنَّهُ لَا يُمْكِنُهُ إِتْمَامُ الصَّلَاةِ إِلَّا بِوَصْفِ النُّقْصَانِ بِاِعْتَبَارِ الْوَقْتِ. وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ الْجُزْءُ نَاقِصًا كَمَا فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ، فَإِنَّ آخر الوقتِ وقتُ احمرارِ الشَّمْسِ وَالْوَقْتُ عِنْدَهُ فَاسِدٌ فَتَقَرَّرَتِ الْوَظِيْفَةُ بِصِفَةِ النُّقْصَانِ، وَلِهٰذَا وَجَبَ الْقَوْلُ بِالْجَوَازِ عِنْدَهُ مَعَ فَسَادِ الْوَقْتِ.

ترجمہ: اور اس جزء کی صفت کے اعتبار کا بیان اس طرح ہے کہ اگر وہ جزء کامل ہو تو وظیفہ (فرض) کامل طور پر ٹھہر جائے گا (واجب ہوجائے گا) پس مکروہ اوقات میں ادائیگی سے ذمہ داری سے نہیں نکلے گا۔

اور اس کی مثال یہ ہے جو کہا جاتا ہے کہ فجر کا آخری وقت کامل ہے اور سورج طلوع ہونے سے وقت فاسد ہوجاتا ہے اور یہ (فساد) وقت نکلنے کے بعد ہوتا ہے پس واجب صفت کمال کے ساتھ ٹھہر گیا اور پکا ہوگیا اور جب نماز کے دوران سُورج طلوع ہوجائے تو فرض نماز باطل ہوجائے

...اس کے لیے نماز کو وقت کے اعتبار سے وصفِ نقصان کے بغیر پورا کرنا ممکن نہیں۔

اور اگر وہ جزء ناقص ہو جس طرح عصر کی نماز میں ہوتا ہے کیونکہ اس کا آخری (کامل) ...رج کے سُرخ ہونے کا وقت ہی وقت فاسد ہوتا ہے پس فرض، صفت نقصان کے ساتھ ...ہوگیا۔ اسی لیے اس وقت، فساد وقت کے ساتھ کے جواز کا قول واجب ہوگیا۔

...وَالطَّرِيْقِ الثَّانِي: أَنْ يُجْعَلَ كُلُّ جُزْءٍ مِنْ أَجْزَاءِ الْوَقْتِ سَبَبًا لا عَلَى ...الْانتقالِ، فَإِنّ الْقَوْلَ بِهِ قَوْلٌ بِإِبْطَالِ السَّبَبِيَّةِ الثَّابِتَةِ بِالشَّرْعِ. وَلَا ...لٰى هٰذَا تَضَاعُفُ الْوَاجِبِ. فَإِنَّ الْجُزْءَ الثَّانِيَ إِنَّمَا أَثْبَتَ عَيْنَ مَا أَثْبَتَهُ ...الْأَوَّلُ. فَكَانَ هٰذَا مِنْ بَابِ تَرَادُفِ الْعِلَلِ، وَكَثْرَةِ الشُّهُوْدِ فِيْ بَابِ ...مَاتِ.

...اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تمام اجزاء کو سبب قرار دیا جائے اور وہ انتقال کے طور پر نہ ہو یہ ...ببیت کو باطل کرنے کا قول ہے جو شریعت میں ثابت ہے اور اس پر یہ اعتراض لازم آتا ...طرح واجب کئی گنا بڑھ گیا کیونکہ دوسری جزء نے بعینہ اس چیز کو ثابت کیا جسے پہلی جزء ...کیا تو یہ اسی طرح ہے جیسے ایک جیسی کئی علتیں ہوں یا مقدمات میں کئی گواہ ہوں۔

...ات کے اسباب

وَسَبَبُ وُجُوْبِ الصَّوْمِ شُهُوْدُ الشَّهْرِ لِتَوَجُّهِ الخطابِ عِنْدَ شُهُوْدِ ...لِإِضَافَةِ الصَّوْمِ إِلَيْهِ. وَسَبَبُ وُجُوْبِ الزَّكَاةِ مِلْكُ النِّصَابِ النَّامي حَقِيْقَةً ...وَبِاِعْتَبَارِ وُجُوْبِ السَّبَبِ جَازَ التَّعْجِيْلُ فِيْ بَابِ الْأَدَاءِ. وَسَبَبُ وُجُوْبِ ...الْبَيْتُ؛ لِإِضَافَتِهِ إِلَى الْبَيْتِ، وعدمِ تَكْرَارِ الْوَظِيْفَةِ فِي الْعُمُرِ. وَعَلٰى هٰذَا ...قَبْلَ وُجُوْدِ الْاِسْتِطَاعَةِ يَنُوْبُ ذٰلِكَ عن حَجَّةِ الْإِسْلَامِ لِوُجُوْدِ السَّبَبِ. ...أَدَاءَ الزَّكَاةِ قَبْلَ وُجُوْدِ النِّصَابِ لِعَدَمِ السببِ. وَسببُ وجوبِ صَدَقَةِ ...رَأْسٌ يَمُوْنُهُ وَيَلِيْ عَلَيْهِ. وَباعتبارِ السَّبَبِ يَجُوْزُ التَّعْجِيْلُ حَتّٰى جَاز ...قَبْلَ يَوْمِ الْفِطْرِ. وَسَبَبُ وُجُوْبِ الْعُشْرِ الْأَرَاضِي النَّامِيةُ بِحَقِيْقَةِ ...وسببُ وُجُوْبِ الخَراجِ الْأَرَاضِي الصَّالِحَةُ لِلزراعَةِ. فَكَانت نَامِيَةً ...وسببُ وُجُوْبِ الْوُضُوْءِ الصَّلَاةُ عِنْدَ الْبَعْضِ. وَلِهٰذَا وَجَبَ الْوُضُوْءُ عَلٰى

من وَجَبَتْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ. وَلَا وُضُوءَ عَلَى مَن لَا صَلَاةَ عَلَيْهِ. وَقَالَ الْبَعْضُ: سببُ وُجُوبِهِ الْحَدَثُ، وَوُجُوبُ الصَّلَاةِ شَرْطٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ ذٰلِكَ نَصًّا. وَسَبَبُ وُجُوبِ الْغُسْلِ الْحَيْضُ وَالنِّفَاسُ وَالْجَنَابَةُ.

ترجمہ: اور روزے کا سبب ماہِ رمضان کا آنا ہے کیونکہ جب یہ مہینہ آتا ہے تو خطاب متوجہ ہوتا ہے اور روزے کی اضافت بھی اسی (مہینے) کی طرف کی جاتی ہے اور زکوٰۃ کے واجب ہونے کا سبب بڑھنے والے مال کے نصاب کا مالک ہونا ہے وہ حقیقتاً بڑھے یا حکمی طور پر بڑھے۔ اور سبب کے پائے جانے کا اعتبار کرتے ہوئے ادائیگی کے باب میں جلدی کرنا جائز ہے۔

اور حج کے وجوب کا سبب بیت اللہ شریف ہے کیونکہ اس کی اضافت اس کی طرف ہے (یعنی حج بیت اللہ) اور زندگی میں حج کے وظیفہ (فرضیت) کا تکرار نہیں ہوتا۔

اور اسی بنیاد پر جب وہ طاقت حاصل ہونے سے پہلے حج کرے تو وہ اسلامی حج (فرض حج) کے قائم مقام ہو جائے گا کیونکہ سبب موجود ہے۔

اس سے زکوٰۃ اور حج میں فرق ہو گیا جب نصاب کے پائے جانے پہلے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرے کیونکہ ابھی سبب نہیں پایا گیا۔ اور صدقہ فطر کے وجوب کا سبب وہ شخص ہے جو ذمہ داری نبھاتا ہے اور اسے ولایت حاصل ہے اور سبب کے اعتبار سے صدقہ فطر جلدی ادا کرنا جائز ہے حتیٰ کہ عید الفطر کے دن سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا جائز ہوتا ہے اور عشر کا سبب وہ زمین ہے جس میں فصل پیدا ہوتی ہے اور وہ حقیقتاً پیدا ہو۔ اور خراج کے وجوب کا سبب زمین کا زراعت کی صلاحیت رکھنا ہے پس وہ حکمی طور پر فصل پیدا کرنے والی ہوگی۔

اور وضو کے وجوب کا سبب بعض کے نزدیک نماز ہے اور اسی لیے وضو اس شخص پر واجب ہوتا ہے جس پر نماز واجب ہو اور جس پر نماز واجب نہیں اس پر وضو واجب نہیں اور بعض حضرات نے فرمایا وجوب کا سبب حدث (بے وضو ہونا) ہے اور نماز کا وجوب شرط ہے اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلے میں واضح عبارت منقول ہے اور غسل کے وجوب کا سبب حیض نفاس اور جنابت ہے۔

سوالات

سبب اور علت کی تعریف کریں اور کسی مثال کے ذریعے سبب، علت اور حکم کی وصاحت کریں۔

علت کی طرف حکم کی اضافت کب ہوتی ہے اور سبب کی طرف کب ہوتی ہے مثال کے ساتھ بیان کریں۔

مُودَع (امانت دار) نے کسی کو مالِ امانت کی طرف راہنمائی کی یا محرم نے کسی کو شکار کے بارے میں بتایا اور دوسرے شخص نے وہ مال اُٹھا لیا یا شکار کر لیا تو یہاں ضمان امانتدار اور محرم پر آئے گی حالانکہ یہ سبب ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔

کبھی سبب علت کے معنیٰ میں ہوتا ہے اس کی مثال ذکر کریں اور بتائیں کہ وہ کس معنی میں کیوں ہوتا ہے۔

سبب علت کے قائم مقام کب ہوتا ہے اور اس کی مثال کیا ہے۔

کبھی غیر سبب کو مجازاً سبب کہا جاتا ہے اس کی مثال ذکر کریں۔

احکام شرعیہ، اسباب سے متعلق ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔

نماز کا سبب کیا ہے اور نماز سفر گھر میں قصر ادا کرتے ہیں اور حالت اقامت کی نماز سفر میں پوری پڑھتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔

روزے اور زکوٰۃ کے اسباب ذکر کریں۔

نماز وقت سے پہلے ادا نہیں کر سکتے جب کہ زکوٰۃ سال گزرنے سے پہلے ادا کر سکتے ہیں فرق کی وجہ کیا ہے۔

حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے اس کی وجہ بتائیں۔

صدقہ فطر، عشر اور خراج کے اسباب ذکر کریں۔

سورج کا رنگ سرخ ہونے کے بعد قضاء نماز کیوں نہیں پڑھ سکتے۔

وضو کے سبب میں کیا اختلاف ہے دونوں قول نقل کریں۔

غسل کے اسباب کون کون سے ہیں تفصیلاً بتائیں۔

فصل: علت اور حکم کے انعقاد میں رکاوٹیں

(۱۶۹) فَصْلٌ: قَالَ الْقَاضِي الْإِمَامُ أَبُوْ زَيْدٍ: اَلْمَوَانِعُ أَرْبَعَةُ أَقْسَامٍ: مَانِعٌ يَمْنَعُ اِنْعِقَادَ الْعِلَّةِ، وَمَانِعٌ يَمْنَعُ تَمَامَهَا، وَمَانِعٌ يَمْنَعُ اِبْتِدَاءَ الْحُكْمِ، وَمَانِعٌ يَمْنَعُ دَوَامَهٗ. نَظِيْرُ الأول: بَيْعُ الْحُرِّ وَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ، فَإِنَّ عَدَمَ الْمَحَلِّيَّةِ يَمْنَعُ اِنْعِقَادَ التَّصَرُّفِ علة لِإِفَادَةِ الْحُكْمِ. وَعَلٰى هٰذَا سَائِرُ التَّعْلِيْقَاتِ عِنْدَنَا، فَإِنَّ التَّعْلِيْقَ يَمْنَعُ اِنْعِقَادَ التَّصَرُّفِ عِلَّةً قَبْلَ وُجُوْدِ الشَّرْطِ عَلٰى مَا ذَكَرْنَاهُ. وَلِهٰذَا لو حَلَفَ لَا يُطَلِّقُ امْرَأَتَهٗ، فَعَلَّقَ طَلَاقَ امرأتِهٖ بِدُخُوْلِ الدَّارِ لَا يَحْنَثُ ومثالُ الثَّانِي: هَلَاكُ النِّصَابِ فِيْ أَثْنَاءِ الْحَوْلِ، وَامْتِنَاعُ أَحَدِ الشَّاهِدَيْنِ عِنِ الشَّهَادَةِ، وَرَدُّ شَطْرِ الْعَقْدِ. وَمِثَالُ الثَّالِثِ: اَلْبَيْعُ بِشَرْطِ الخيار وَبَقَاءُ الْوَقْتِ فِيْ حَقِّ صَاحِبِ الْعُذْرِ. وَمِثَالُ الرَّابِعِ: خِيَارُ الْبُلُوْغِ وَالْعِتْقِ وَالرُّؤْيَةِ وعدمُ الْكِفَاءَةِ، وَالْاِنْدِمَالُ فِيْ بابِ الْجراحاتِ عَلٰى هٰذَا الْأَصْلِ.

ترجمہ: قاضی امام ابوزید رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رکاوٹوں کی چار اقسام ہیں:

ایک رکاوٹ وہ ہے جو علت کے انعقاد کو روکتی ہے دوسری رکاوٹ علت کے مکمل ہونے میں رکاوٹ ہے تیسری رکاوٹ حکم کی ابتداء میں رکاوٹ ہوتی ہے اور چوتھی رکاوٹ حکم کے دوام کو روکتی ہے۔

پہلی قسم کی مثال آزاد (آدمی) مردار اور خون کی ہے کیونکہ ان چیزوں کا محل بیع نہ ہونا حکم کا فائدہ دینے میں بطور علت تصرف کے انعقاد میں رکاوٹ ہے۔

اور جتنے اُمور مشروط ہوتے ہیں ان تمام کا حکم یہی ہے کہ شرط کے پائے جانے سے پہلے وہ تمام تعلیقات تصرف کے لیے علت نہیں بنتے جس طرح ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

اسی لیے اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق نہیں دے گا پھر اپنی بیوی کی طلاق کو گھر میں داخل ہونے سے معلق (مشروط) کیا تو وہ حانث نہیں ہوگا۔

دوسری قسم کی مثال: سال کے دوران نصاب کا ہلاک ہونا اور دو گواہوں میں سے ایک کا

...نے سے رُک جانا ہے۔ اسی طرح عقد کے ایک حصے کو رد کرنا ہے۔

...تیسری قسم کی مثال: شرط خیار کے ساتھ بیع کرنا اور عذر والے کے حق میں وقت کا باقی رہنا

...چوتھی قسم کی مثال: خیار بلوغ اور خیار عتق ہے نیز خیار رویت اور کفو کا نہ ہونا ہے اور ...ٹھیک ہونا بھی اسی قاعدے کے مطابق ہے۔

...شرعیہ کی تخصیص

وَهٰذَا عَلٰى اِعْتِبَارِ جَوَازِ تَخْصِيْصِ الْعِلَّةِ الشَّرْعِيَّةِ. فَأَمَّا عَلٰى قَوْلِ مَنْ ...بِجَوَازِ تَخْصِيْصِ الْعِلَّةِ، فَالْمَانِعُ عِنْدَهٗ ثَلَاثَةُ أَقْسَامٍ: (۱) مَانِعٌ يَمْنَعُ ...الْعِلَّةِ (۲) وَمَانِعٌ يَمْنَعُ تَمَامَهَا (۳) ومانعٌ يَمْنَعُ دَوَامَ الْحُكْمِ. وَأَمَّا ...تمامِ الْعِلَّةِ فَيَثْبُتُ الْحُكْمُ لَا مُحَالَةَ. وَعَلٰى هٰذَا كُلُّ مَا جَعَلَهُ الْفَرِيْقُ ...مَانِعًا لِثُبُوْتِ الْحُكْمِ جَعَلَهُ الْفَرِيْقُ الثَّانِيْ مَانِعًا لِتَمَامِ الْعِلَّةِ، وَعَلٰى هٰذَا ...يَدُوْرُ الْكَلَامُ بَيْنَ الْفَرِيْقَيْنِ.

ترجمہ: اس اعتبار سے ہے کہ علت شرعیہ کی تخصیص جائز ہے اور وہ لوگ جو تخصیص علت ...کا قول نہیں کرتے ان کے نزدیک موانع تین ہیں۔

...وہ مانع جو ابتدائے علت میں رکاوٹ ہو وہ مانع جو علت کے پورا ہونے میں رکاوٹ ہو اور وہ ...حکم کے دوام میں رکاوٹ ہو۔ لیکن جب علت مکمل ہو جائے تو حکم لازمی طور پر ثابت ہو جاتا ...اور اس بنیاد پر پہلے فریق نے جسے ثبوت حکم میں مانع قرار دیا دوسرے فریق نے اسے علت کی ...میں مانع قرار دیا اور اسی ضابطے پر دونوں فریقوں کے درمیان کلام گردش کرتا ہے۔

...احکام شریعت کی اقسام

فَصْلٌ: اَلْفَرْضُ لُغَةً: هُوَ التَّقْدِيْرُ، وَمَفْرُوْضَاتُ الشَّرْعِ مُقَدَّرَاتُهٗ ...لَا يَحْتَمِلُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ. وَفِي الشَّرْعِ: مَا ثَبَتَ بِدَلِيْلٍ قَطْعِيٍّ لَا ...فِيْهِ، وَحُكْمُهٗ: لُزُوْمُ الْعَمَلِ بِهٖ وَالْاِعْتِقَادِ بِهٖ. وَالْوُجُوْبُ: هُوَ السُّقُوْطُ يَعْنِيْ ...يَسْقُطُ عَلَى الْعَبْدِ بِلَا اِخْتِيَارٍ مِنْهُ، وَقِيْلَ: هُوَ مِنَ الْوَجْبَةِ، وَهُوَ الْاِضْطِرَابُ، ...الْوَاجِبُ بِذٰلِكَ؛ لِكَوْنِهٖ مُضْطَرِبًا بَيْنَ الْفَرْضِ وَالنَّفْلِ. فَصَارَ فَرْضًا فِيْ حَقِّ

الْعَمَلِ، حَتّٰى لَا يَجُوْزُ تَرْكُهٗ. وَنَفْلًا فِي حَقِّ الْاِعْتِقَادِ. فَلَا يَلْزَمُنَا الْاِعْتِقَادُ بِهٖ جَزْمًا. وَفِي الشَّرْعِ: وَهُوَ مَا ثَبَتَ بِدَلِيْلٍ فِيْهِ شُبْهَةٌ. كَالْآيَةِ الْمُؤَوَّلَةِ. وَالصَّحِيْحِ مِنَ الْآحَادِ. وَحُكْمُهٗ مَا ذَكَرْنَا. وَالسُّنَّةُ: عِبَارَةٌ عَنِ الطَّرِيْقِ الْمَسْلُوْكَةِ الْمَرْضِيَّةِ فِي بَابِ الدِّيْنِ، سَوَاءٌ كَانَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَعْدِيْ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ. وَحُكْمُهَا: أَنَّهٗ يُطَالَبُ الْمَرْءُ بِإِحْيَائِهَا، وَيَسْتَحِقُّ اللَّائِمَةَ بِتَرْكِهَا، إِلَّا أَنْ يَتْرُكَهَا بِعُذْرٍ. وَالنَّفْلُ: عِبَارَةٌ عَنِ الزِّيَادَةِ. وَالْغَنِيْمَةُ تُسَمّٰى نَفْلًا؛ لِأَنَّهَا زِيَادَةٌ عَلٰى مَا هُوَ الْمَقْصُوْدُ مِنَ الْجِهَادِ. وَفِي الشَّرْعِ: عِبَارَةٌ عَمَّا هُوَ زِيَادَةٌ عَلَى الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ. وَحُكْمُهٗ: أَنْ يُثَابَ الْمَرْءُ عَلٰى فِعْلِهٖ وَلَا يُعَاقَبَ بِتَرْكِهٖ. وَالنَّفْلُ وَالتَّطَوُّعُ نَظِيْرَانِ.

ترجمہ: فرض کا لغوی معنیٰ تقدیر یعنی مقرر کرنا ہے اور شریعت میں جو باتیں فرض ہیں وہ اس کی مقرر کردہ ہیں اس طرح کہ ان میں اضافہ اور کمی کا احتمال نہیں اور شریعت (کی اصطلاح) میں (فرض وہ ہے) جو ایسی دلیل قطعی کے ساتھ ثابت ہو جس میں کوئی شبہ نہ ہو۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا اور اس کی (فرضیت) کا اعتقاد رکھنا لازم ہے اور وجوب کا معنیٰ ساقط ہونا یعنی جو بندے پر گرے اور اس کا کوئی اختیار نہ ہو۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ لفظ وجوب وجبہ سے بنا ہے اور وہ اضطراب ہے۔

اور اس کو واجب اس لیے کہتے ہیں کہ وہ فرض اور نفل کے درمیان حالت اضطراب میں ہوتا ہے۔ وہ عمل کے حق میں فرض ہوتا ہے حتیٰ کہ اس کو چھوڑنا جائز نہیں اور اعتقاد کے حق میں نفل ہوتا ہے بس اس پر قطعی اعتقاد رکھنا ہم پر واجب نہیں اور شریعت (کی اصطلاح) میں واجب وہ ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں شبہ پایا جاتا ہو جس طرح وہ آیات جن میں تاویل کی جاتی ہے اور صحیح خبر واحد احادیث، اور اس کا حکم وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا اور سنت دین میں اس پسندیدہ راستے کو کہتے ہیں جس پر لوگ چلتے ہیں چاہے وہ رسول اکرم ﷺ سے منقول ہو یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے، حضور ﷺ نے فرمایا: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَعْدِيْ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ''تم پر میری سنت اور میرے بعد میرے خلفاء کی سنت لازم ہے اسے مضبوطی سے اختیار کرو'' اور اس کا حکم یہ ہے کہ انسان سے اسے زندہ رکھنے کا مطالبہ کیا جائے اور اس کے ترک پر وہ ملامت کا مستحق ہوتا ہے البتہ یہ کہ کسی عذر کی وجہ سے چھوڑے اور نفل زائد

...تے ہیں اور غنیمت کو نفل کہا جاتا ہے کیونکہ وہ جہاد کے مقصود سے زائد ہوتی ہے۔

اور شرعی اصطلاح میں جو عمل فرائض اور واجبات سے زائد ہو وہ نفل ہے اور اس کا حکم یہ ...انسان کو اس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور چھوڑنے پر سزا نہیں ہوتی اور نفل اور تطوع ...ایک ہی چیز ہیں۔

...ت اور رخصت

فَصْلٌ: اَلْعَزِيْمَةُ: هِيَ الْقَصْدُ إِذَا كَانَ فِيْ نِهَايَةِ الْوَكَادَةِ. وَلِهٰذَا قُلْنَا: إِنَّ ...عَلَى الْوَطْءِ عَوْدٌ فِيْ بَابِ الظِّهَارِ؛ لِأَنَّهٗ كَالْمَوْجُوْدِ، فَجَازَ أَنْ يُعْتَبَرَ مَوْجُوْدًا ...قِيَامِ الدَّلَالَةِ، وَلِهٰذَا لَوْ قَالَ أَعْزِمُ يَكُوْنُ حَالِفًا، وَفِي الشَّرْعِ: عِبَارَةٌ عَمَّا ...مِنَ الْأَحْكَامِ اِبْتِدَاءً، سُمِّيَتْ عَزِيْمَةً؛ لِأَنَّهَا فِيْ غَايَةِ الْوَكَادَةِ لِوَكَادَةِ ... وَهُوَ كَوْنُ الْآمِرِ مُفْتَرَضَ الطَّاعَةِ بِحُكْمِ أَنَّهٗ إِلٰهُنَا وَنَحْنُ عَبِيْدُهٗ. ...الْعَزِيْمَةِ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْفَرْضِ وَالْوَاجِبِ. وَأَمَّا الرُّخْصَةُ: فَعِبَارَةٌ عَنِ ...وَالسُّهُوْلَةِ. وَفِي الشَّرْعِ: صَرْفُ الْأَمْرِ مِنْ عُسْرٍ إِلٰى يُسْرٍ بِوَاسِطَةِ عُذْرٍ فِيْ ...وَأَنْوَاعُهَا مُخْتَلِفَةٌ؛ لِاخْتِلَافِ أَسْبَابِهَا، وَهِيَ أَعْذَارُ الْعِبَادِ.

ترجمہ: فصل: عزیمت کا معنیٰ قصد و ارادہ ہے جب اس کی انتہائی درجہ تاکید ہو اس ...نے کہا کہ ظہار کے باب میں وطی کا پکا ارادہ رجوع کرنا ہے کیونکہ وہ موجود کی طرح ہے پس ...ہے کہ دلالت قائم ہونے کی صورت میں اس کے وجود کو معتبر مانا جائے۔

اور اسی لیے اگر کوئی کہے میں پختہ ارادہ کرتا ہوں تو وہ قسم اُٹھانے والا ہو جائے گا۔

اور شریعت میں عزیمت ان احکام کو کہتے ہیں جو ابتداءً ہم پر لازم ہیں۔ ان کو عزیمت ...وجہ یہ ہے کہ ان کی تاکید بہت زیادہ ہے کیونکہ ان کا سبب تاکیدی ہے اور وہ حکم دینے ...کی اطاعت کا فرض ہونا ہے کیونکہ وہ ہمارا معبود اور ہم اس کے بندے ہیں عزیمت کی اقسام ...اور واجب ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا۔

اور رخصت آسانی اور سہولت کو کہا جاتا ہے اور شریعت میں کسی کام کو تنگی سے آسانی کی ...پھیرنا ہے اس کی وجہ مکلف کا عذر ہے۔ اور اس (رخصت) کی اقسام مختلف ہیں کیونکہ اس ...اسباب مختلف ہیں اور وہ بندوں کے عذر ہیں۔

رخصت کی دو قسمیں

۱۴۳ وَفِي الْعَاقِبَةِ تُؤَوَّلُ إِلٰى نَوْعَيْنِ: أَحَدُهُمَا: رُخْصَةُ الْفِعْلِ مَعَ بَقَاءِ الْحُرْمَةِ بِمَنْزِلَةِ الْعَفْوِ فِي بَابِ الْجِنَايَةِ، وَذٰلِكَ نَحْوُ إِجْرَاءِ كَلِمَةِ الْكُفْرِ عَلَى اللِّسَانِ مَعَ اطْمِئْنَانِ الْقَلْبِ عِنْدَ الْإِكْرَاهِ، وَسَبِّ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِتْلَافِ مَالِ الْمُسْلِمِ، وَقتل النَّفْسِ ظُلْمًا. وَحُكْمُهُ: أَنَّهُ لَوْ صَبَرَ حَتّٰى قُتِلَ يَكُوْنُ مَأْجُوْرًا؛ لِامْتِنَاعِهِ عَنِ الْحَرَامِ تَعْظِيْمًا لِنَهْيِ الشَّارِعِ. وَالنَّوْعُ الثَّانِي: تَغْيِيْرُ صِفَةِ الْفِعْلِ بِأَن يَصِيْرَ مُبَاحًا فِيْ حَقِّهِ، قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ﴾ [1] وَذٰلِكَ نَحْوُ الْإِكْرَاهِ عَلٰى أَكْلِ الْمَيْتَةِ، وَشُرْبِ الْخَمْرِ. وَحُكْمُهُ: أَنَّهُ لَوِ امْتَنَعَ عَنْ تَنَاوُلِهِ حَتّٰى قُتِلَ يَكُوْنُ آثِمًا بِامْتِنَاعِهِ عَنِ الْمُبَاحِ، وَصَارَ كَقَاتِلِ نَفْسِهِ.

ترجمہ: نتیجتاً رخصت دو قسموں کی طرف لوٹتی ہے۔ ان میں سے ایک حرمت کے باقی رہنے کے ساتھ عمل کی رخصت ہے جیسے جرائم کی صورت میں معاف کر دینا۔ جیسے کسی کے مجبور کرنے پر قلبی اطمینان کے ساتھ کلمۂ کفر زبان پر جاری کرنا اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی توہین کرنا، کسی مسلمان کا مال ضائع کرنا اور ظلم کے طور پر کسی کو قتل کرنا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ صبر کرے حتیٰ کہ اسے قتل کیا جائے تو اسے اجر ملے گا کیونکہ وہ شارع علیہ السلام کے منع کرنے کی تعظیم کرتے ہوئے حرام کام سے باز رہا۔

اور دوسری قسم فعل کی صفت کا بدلنا ہے کہ وہ عمل اس کے حق میں مباح ہو جاتا ہے ارشادِ خداوندی ہے: فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ ''اور وہ جو سخت بھوک میں مجبور ہو جائے''

جیسے مردار کھانے اور شراب پینے پر مجبور کرنا۔

اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ اس کو استعمال کرنے سے رک جائے حتیٰ کہ قتل کر دیا جائے تو وہ گناہ گار ہوگا کیونکہ وہ مباح چیز سے رک گیا اور خودکشی کرنے والے کی طرح ہو گیا۔

فصل: دلیل کے بغیر استدلال

۱۴۴ فَصْلٌ: الْاِحْتِجَاجُ بِلَا دَلِيْلٍ أَنْوَاعٌ: مِنْهَا: الْاِسْتِدلالُ بِعَدَمِ الْعِلَّةِ عَلٰى

[1] سورۃ المائدہ، آیت: ۳

...حکم. مِثَالُهُ: الْقَيْءُ غَيْرُ نَاقِضٍ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ مِنَ السَّبِيْلَيْنِ. وَالْأَخُ ...عَلَى الْأَخِ؛ لأنه لا وِلَادَ بَيْنَهُمَا. وَسُئِلَ مُحَمَّدٌ رحمه الله: أَيَجِبُ الْقِصَاصُ ...الصَّبِيِّ؟ قَالَ: لَا؛ لِأَنَّ الصَّبِيَّ رُفِعَ عَنْهُ الْقَلَمُ. قَالَ السَّائِلُ: فَوَجَبَ ...عَلٰى شَرِيْكِ الْأَبِ؛ لِأَنَّ الْأَبَ لم يُرْفَعْ عَنْهُ الْقَلَمُ. فَصَارَ التَّمَسُّكُ ...عِلَّةِ عَلٰى عَدَمِ الْحُكْمِ. هٰذَا بِمَنْزِلَةِ مَا يقالُ: لَمْ يَمُتْ فلانٌ؛ لِأَنَّهُ لَمْ ...مِنَ السَّطْحِ. إِلَّا إِذَا كَانَت عِلَّةُ الْحُكْمِ مُنْحَصِرَةً فِي مَعْنًى. فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ ...لَازِمًا لِلْحُكْمِ فَيُسْتَدَلُّ بِانْتِفَائِهِ عَلٰى عَدَمِ الْحُكْمِ. مِثَالُهُ: مَا رُوِيَ عَنْ ...أَنَّهُ قَالَ: وَلَدُ الْمَغْصُوْبَةِ لَيْسَ بِمَضْمُوْنٍ؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِمَغْصُوْبٍ وَلَا ...عَلَى الشَّاهِدِ فِي مَسْأَلَةِ شُهُوْدِ الْقِصَاصِ إِذَا رَجَعُوْا؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِقَاتِلٍ؛ ...لِأَنَّ الْغَصَبَ لَازِمٌ لِضِمَانِ الْغَصَبِ، وَالْقَتْلُ لَازِمٌ لِوُجُوْدِ الْقِصَاصِ.

ترجمہ: دلیل کے بغیر استدلال کی چند اقسام ہیں ان میں سے ایک علت کے نہ ہونے ...کے نہ ہونے پر استدلال ہے۔ اس کی مثال قے کا ناقضِ وضو نہ ہونا ہے کیونکہ وہ دو ...سے نہیں نکلی اور بھائی اپنے بھائی کی طرف سے آزاد نہیں ہوتا کیونکہ ان کے درمیان ...کا رشتہ نہیں۔

...حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ کیا بچے کے ساتھ (قتل میں) شریک پر قصاص ...ہے آپ نے فرمایا: نہیں کیونکہ بچے سے قلم اُٹھا لیا گیا۔

...سوال کرنے والے نے کہا تو باپ کے ساتھ شریک پر قصاص واجب ہوگا کیونکہ اس سے ...اُٹھایا گیا تو اس کا یہ استدلال علت کے نہ ہونے سے حکم کے نہ ہونے پر ہے۔

اور یہ اسی طرح ہے جیسے کہا جائے کہ فلاں شخص فوت نہیں ہوا کیونکہ وہ چھت سے نہیں گرا ...حکم اسی علت میں منحصر ہو تو یہ علت، حکم کے لیے ضروری ہوگی اور اس کی نفی سے حکم کے ...ہونے پر استدلال کیا جائے گا۔

اس کی مثال جو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس عورت کو ...کیا گیا اس کے بچے کے ضمان (چٹی) نہیں ہوگی کیونکہ اسے (بچے کو) غصب نہیں کیا گیا۔

اور جب قصاص میں گواہی دی گئی اور گواہوں نے رجوع کر لیا تو گواہ پر قصاص

نہیں ہوگا کیونکہ وہ قاتل نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ غصب کی ضمان کے لیے غصب لازم ہے اور قصاص کے وجود کے لیے قتل لازم ہے۔

استصحاب حال سے استدلال

(۱۷۵) وَكَذٰلِكَ التَّمَسُّكُ بِاسْتِصْحَابِ الْحَالِ تَمَ... ...دَمِ الدَّلِيْلِ؛ إِذْ وُجُوْدُ الشَّيْءِ لَا يُوْجِبُ بَقَاءَهٗ، فَيَصْلَحُ لِلدَّفْعِ دُوْنَ ا... ...امِ. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: مَجْهُوْلُ النَّسَبِ لَوِ ادَّعٰى عَلَيْهِ أَ...دٌ رِقًّا ثُمَّ جَنٰى عَلَيْهِ جِنَايَةً لَا يَجِبُ عَلَيْهِ أَرْشُ الْحُرِّ؛ لِأَنَّ إِيْجَابَ ...ِ الْحُرِّ إِلْزَامٌ، فَلَا يَثْبُتُ بِلَا دَلِيْلٍ. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا زَادَ الدَّمُ عَلَى الْعَشَرَةِ فِي الْحَيْضِ وَلِلْمَرْأَةِ عَادَةٌ مَعْرُوْفَةٌ رُدَّتْ إِلٰى أَيَّامِ عَادَتِهَا، وَالزَّائِدُ اِسْتِحَاضَةٌ؛ لِأَنَّ الزَّائِدَ عَلَى الْعَادَةِ اِتَّصَلَ بِدَمِ الْحَيْضِ، وَبِدَمِ الْاِسْتِحَاضَةِ. فَاحْتَمَلَ الْأَمْرَيْنِ جَمِيْعًا. فَلَوْ حَكَمْنَا بِنَقْضِ الْعَادَةِ لَزِمَنَا الْعَمَلُ بِلَا دَلِيْلٍ. وَكَذٰلِكَ إِذَا ابْتَدَأَتْ مَعَ الْبُلُوْغِ مُسْتَحَاضَةً فَحَيْضُهَا عَشَرَةُ أَيَّامٍ؛ لِأَنَّ مَا دُوْنَ الْعَشَرَةِ تَحْتَمِلُ الْحَيْضَ وَالْاِسْتِحَاضَةَ. فَلَوْ حَكَمْنَا بِارْتِفَاعِ الْحَيْضِ لَزِمَنَا الْعَمَلُ بِلَا دَلِيْلٍ، بِخِلَافِ مَا بَعْدَ الْعَشَرَةِ لِقِيَامِ الدَّلِيْلِ عَلٰى أَنَّ الْحَيْضَ لَا تَزِيْدُ عَلَى الْعَشَرَةِ. وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلٰى أَنّ لَا دَلِيْلَ فِيْهِ إِلَّا حُجَّةٌ لِلدَّفْعِ دُوْنَ الْإِلْزَامِ مَسْأَلَةُ الْمَفْقُوْدِ؛ فَإِنَّهٗ لَا يَسْتَحِقُّ غَيْرُهٗ مِيْرَاثَهٗ وَلَوْ مَاتَ مِنْ أَقَارِبِهٖ حَالَ فَقْدِهٖ لَا يَرِثُ هُوَ مِنْهُ. فَانْدَفَعَ اِسْتِحْقَاقُ الْغَيْرِ بِلَا دَلِيْلٍ، وَلَمْ يَثْبُتْ لَهُ الْاِسْتِحْقَاقُ بِلَا دَلِيْلٍ. فَإِنْ قِيْلَ: قَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رحمه الله أَنَّهٗ قَالَ: لَا خُمُسَ فِي الْعَنْبَرِ؛ لِأَنَّ الْأَثَرَ لَمْ يَرِدْ بِهٖ وَهُوَ التَّمَسُّكُ بِعَدَمِ الدَّلِيْلِ. قُلْنَا: إِنَّمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ فِيْ بَيَانِ عُذْرِهٖ فِيْ أَنَّهٗ لَمْ يَقُلْ بِالْخُمُسِ فِي الْعَنْبَرِ. وَلِهٰذَا رُوِيَ أَنَّ مُحَمَّدًا سَأَلَهٗ عَنِ الْخُمُسِ فِي الْعَنْبَرِ، فَقَالَ: مَا بَالُ الْعَنبرِ لَا خُمُسَ فِيْهِ؟ قَالَ: لِأَنَّهٗ كَالسَّمَكِ. فَقَالَ: فَمَا بَالُ السَّمَكِ وَلَا خُمُسَ فِيْهِ. قَالَ: لِأَنَّهٗ كَالْمَاءِ وَلَا خُمُسَ فِيْهِ. وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

ترجمہ: اور اسی طرح اِسْتِصْحَابِ حال سے استدلال کرنا عدم دلیل سے استدلال کرنا ہے (یعنی یہ صحیح نہیں) کیونکہ کسی چیز کا وجود اس کی بقاء کو واجب نہیں کرتا پس اس دلیل

...کسی چیز کو دور کرنا درست ہے لازم کرنا نہیں۔

اور اسی بنیاد پر ہم نے کہا کہ اگر کسی ایسے شخص پر کوئی شخص غلامی کا دعویٰ کرے جس کا نسب ...ہول ہے پھر وہ دعویٰ کرنے والا اس مجہول النسب کے خلاف کوئی جرم کرے تو اس پر آزاد آدمی ...والی چٹی نہیں آئے گی کیونکہ آزاد آدمی والی چٹی لازم کرنا ہے پس وہ دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوگی

...اسی بنیاد پر ہم نے کہا کہ جب کسی عورت کے حیض کا خون دس دن سے بڑھ جائے اور عورت کی ...عادت معروف ہو تو اسے اس کی عادت کی طرف لوٹایا جائے گا اور زائد خون استحاضہ (کا خون) ...ہوگا کیونکہ عادت سے خون حیض کے خون کے ساتھ بھی مل گیا اور استحاضہ کے خون کے ساتھ بھی تو ...میں دونوں باتوں کا احتمال ہو گیا اور اگر ہم عادت کے ٹوٹنے کا قول کریں تو ہم پر دلیل کے بغیر ...عمل کرنا لازم آئے گا۔

اور اسی طرح اگر عورت بالغ ہوتے ہی مستحاضہ ہو تو اس کا حیض دس دن ہوگا کیونکہ دس دن ...سے کم میں حیض اور استحاضہ دونوں کا احتمال ہوگا پس اگر ہم حیض کے اُٹھ جانے کا قول کریں تو ہم ...پر دلیل کے بغیر عمل کرنا لازم آئے گا بخلاف دس دن کے بعد کے کیونکہ وہاں دلیل قائم ہے اس ...بات پر کہ حیض دس دن سے زائد نہیں ہوتا۔

اور اس بات پر کہ عدم دلیل کسی الزام کو دور کرنے کے لیے حجت ہے کسی چیز کو لازم کرنے ...کے لیے نہیں ایک دلیل مفقود کا مسئلہ ہے کہ اس کا غیر اس کی میراث کا مستحق نہیں ہوتا اور اگر اس ...کے قریبی رشتہ داروں میں سے کوئی فوت ہو جائے اور وہ گم شدہ ہو تو وہ اس کا وارث نہیں بنے گا ...اور غیر کا استحقاق دلیل نہ ہونے کی وجہ سے ختم ہو گیا اور اس کے لیے بھی استحقاق دلیل نہ ہونے ...کی وجہ سے ثابت نہ ہوا۔

اور اگر کہا جائے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ عنبر (ایک قسم کی بڑی ...مچھلی) میں خمس نہیں کیونکہ اس پر حدیث وارد نہیں ہوئی تو یہ عدم دلیل سے استدلال ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ آپ نے یہ اس بات کے عذر کے بیان میں فرمائی کہ آپ نے عنبر میں ...خمس کے بارے میں کیوں نہیں فرمایا۔

اور اسی لیے حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے عنبر میں خمس کے بارے میں آپ سے پوچھا کہ ...عنبر میں خمس نہ ہونے کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا اس لیے کہ وہ مچھلی کی طرح ہے حضرت امام

محمد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا مچھلی میں خمس نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ وہ پانی کی طرح ہے اور اس میں خمس نہیں اور اللہ تعالیٰ درست بات کو خوب جانتا ہے۔

سوالات

۱۔ موانع سے کیا مراد ہے ان کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں۔
۲۔ انعقاد علت اور تمام علت میں مانع کی مثالیں ذکر کریں۔
۳۔ انعقاد حکم اور دوام حکم میں رکاوٹوں (موانع) کی مثالیں ذکر کریں۔
۴۔ تخصیص علت شرعیہ کی وضاحت کریں اور جو لوگ تخصیص علت کے قائل نہیں ان کے نزدیک موانع کیا اور کون کون سے ہیں۔
۵۔ فرض، واجب، سنت اور نفل کی لغوی اور اصطلاحی تعریفات بیان کریں۔
۶۔ مندرجہ بالا اُمور کے احکام کی وضاحت کریں۔
۷۔ عزیمت اور رخصت کی تعریفات ذکر کریں اور اقسام عزیمت کون کون سی ہیں۔
۸۔ رخصت کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں ان کی مثالیں اور احکام ذکر کریں۔
۹۔ احتجاج بلا دلیل کی وضاحت اور اقسام بیان کریں۔
۱۰۔ عدمِ علت سے عدمِ حکم پر استدلال کی مثال ذکر کریں۔
۱۱۔ استصحابِ حال کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیا ہے کسی مثال کے ذریعے بتائیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ اَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ وَفُقَهَآءِ مِلَّتِهٖ وَمُجْتَهِدِىْ شَرِيْعَتِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری
شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ! آج ۷ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ۔ ۱۸ ستمبر ۲۰۱۸ء بروز منگل اُصول